



ڈاکٹر زاہر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please eradicate the habit of taking
it out. You are responsible for
damages to the book delivered while
receiving it.

R.

11.1.
1.5.5.
Ordinary

Re. 1/- per day. Over Night hook Re. 1/- per day.

فہرست مضامین نشر الطیب فی ذکر النبی الحنبلیؑ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	وحدانیات رسالہ ہذا۔	۷۰	آیت شریفہ اسراء کی تفسیر
۳	مقدمہ کتاب۔	۷۱	ہجرت حسرت کا بیان
۳	اماموں کا ہونے کے جوہر تشریح پر سالہ ہذا	۷۲	ادراقات کا بعد انبوت کے بعض شفرق
	بیش نظر تھیں۔		صوم و افعات۔
۴	ابواب پر مضامین کی تقسیم و اس کے مصالح	۷۳	لکھنؤ طریت پر تہذیب کی طرف سے ہجرت
۵	تور محمدی علی اللہ علیہ السلام کا بیان اور اس میں		کورانے کا بیان۔
	صحت کی سات روایتیں	۷۴	مولانا خلیفہ میں تشریف آوری اور اس زمانہ
۱۰	سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں		کے بعض شفرق واقعات۔
۱۴	آپ کا شرف و نزاہت نسب	۷۵	آپ کے غزوات کا بیان۔
۱۵	آپ کے دربار کے بعض آثار کا تذکرہ آپ کے	۷۶	خدمت شریف میں حاضر ہونے والے دفعہ
	ذوالماعد و رجاء میں۔		کا بیان۔
۱۶	آپ کے بعض برکات جب آپ بیوت حمل	۷۷	دکام اور اہل بکاردن کو ملکی انتظام و حتم
	بطن مادر میں مستقر ہوئے		مدقعات و جزیرہ کے واسطے معین کرانے کا
۱۷	بعض واقعات کا بیان جو بوقت ولادت شریف		بیان۔
	ظہور میں آئے۔	۷۸	ملوک و سلاطین کی طرف فرمانوں کی بروائی
۲۱	ولادت شریف کے روز تارخ و وقت ماہ و سن	۷۹	آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات
	و مکان کا بیان۔		کا بیان۔
۲۲	بعض واقعات طفولیت کا بیان۔	۸۰	آپ کے حلیہ شریفہ۔
۲۷	اون مرد عورتوں کے نام جو آپ کی تربیت اور	۸۱	آپ کے تقسیم اوقات و طرز معاشرت۔
	رضاعت میں یکے بعد دیگر شروع رہے۔	۸۲	آپ کا حلیہ و
۲۸	شبائے نبوت تک کے بعض حالات	۸۳	آپ کی قوت
۳۰	نزد و وحی اور کفار کی مخالفت اور تکلیف ہی	۸۴	آپ کی قوت
۳۴	معراج شریف کے واقعات۔	۸۵	آپ کی بفر
۶۶	فوائد متعلقہ معراج شریف۔	۸۶	آپ کے کلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۷	آپ کی بعض صفات و مکالمہ اخلاق شجاعت و خلافت و بیعت و جاہ و بے نفسی و ایثار و غیرہ	۱۸۷	نعمت و رحمت الہیہ کے تمام اور کامل ہونے کا بیان -
۱۲۹	آپ کی عصمت کے بیان میں	۱۹۲	آپ کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کی متعلق بعض احوال و فضائل -
۱۳۲	آپ کی بعض دوسرے اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت	۱۹۵	آپ کے وہ فضائل مختصہ جو قیامت میں ظاہر ہونگے -
۱۳۶	آپ کی تنگی معیشت کے اختیار فرمانے میں	۲۰۱	آپ کی فضائل الخلوقات ہونے میں -
۱۳۷	آپ کی خشیت و مجاہدہ کا بیان -	۲۰۴	بعض آیات کی مختصر تحقیق جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے معارضہ کا نغوذ با اللہ و رسولہ پیدا ہو سکتا ہے
۱۳۸	آپ کے حسن و جمال کا بیان	۲۰۸	آپ کے بعض لوازم عبدیت کے بیان میں جو آپ کے مراتب علیا سے ہے -
۱۳۹	آپ کی فقی و تواضع و پاکیزگی طبیعت	۲۱۱	آپ کی شفقت امت کے ساتھ -
۱۴۰	آپ کی اعتدال تزکیہ -	۲۱۲	آپ کے حقوق جو امت کے ذمہ ہیں -
۱۴۱	آپ کی وفات شریف -	۲۱۴	آپ کی توقیر و احترام و ادب کا واجب ہونا -
۱۴۲	آپ کی علاج یعنی خوش طبعی کا بیان	۲۲۵	آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت -
۱۵۰	آپ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اس کی حکمت	۲۳۰	آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنا دعا کی قوت -
۱۵۱	آپ کی روح مبارک پر ان عوارض کے اثر ہونے کا بیان -	۲۳۴	آپ کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار -
۱۵۳	نظم نعتیہ بطور مناجات -	۲۳۷	زیارت فی المنام کا بیان
۱۵۴	قصیدہ نعتیہ عربی -	۲۳۹	حضرات صحابہ و اہل بیت و علماء کی محبت و عظمت کا بیان -
۱۵۶	آپ کے بعض معجزات کا بیان	۲۴۲	خاتمہ میں صیغہ صلوة والسلام کے مذکور میں
۱۶۸	آپ کے بعض اسرار شریفہ کا بیان مع ان کی مختصر تفسیر کے -	۲۵۰	قصیدہ بروہ کے برکات
۱۶۹	آپ کی بعض خصائص کا بیان	۲۵۱	بعض درود شریف جو زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معین ہیں -
۱۷۱	آپ کی ماکولات مشروبات مرکوبات یعنی کھانسنپینے اور سواری کا بیان -		
۱۷۹	آپ کے اہل و عیال و ثمن و خدم کے بیان میں		
۱۸۱	معانی شریفہ سے آپ پر اور آپ کی امت پر		

صحت نامہ النشیر الطیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	ماشیہ سطر	تقریر	تقریر مختصر
۳	مقدمہ	مقدمہ	مقدمہ
۴	پہلی فصل	پہلی فصل	پہلی فصل
۵	باب	باب	باب
۶	باب	باب	باب
۷	باب	باب	باب
۸	باب	باب	باب
۹	باب	باب	باب
۱۰	باب	باب	باب
۱۱	باب	باب	باب
۱۲	باب	باب	باب
۱۳	باب	باب	باب
۱۴	باب	باب	باب
۱۵	باب	باب	باب
۱۶	باب	باب	باب
۱۷	باب	باب	باب
۱۸	باب	باب	باب
۱۹	باب	باب	باب
۲۰	باب	باب	باب
۲۱	باب	باب	باب
۲۲	باب	باب	باب
۲۳	باب	باب	باب
۲۴	باب	باب	باب
۲۵	باب	باب	باب
۲۶	باب	باب	باب
۲۷	باب	باب	باب
۲۸	باب	باب	باب
۲۹	باب	باب	باب
۳۰	باب	باب	باب
۳۱	باب	باب	باب
۳۲	باب	باب	باب
۳۳	باب	باب	باب
۳۴	باب	باب	باب
۳۵	باب	باب	باب
۳۶	باب	باب	باب
۳۷	باب	باب	باب
۳۸	باب	باب	باب
۳۹	باب	باب	باب
۴۰	باب	باب	باب
۴۱	باب	باب	باب
۴۲	باب	باب	باب
۴۳	باب	باب	باب
۴۴	باب	باب	باب
۴۵	باب	باب	باب
۴۶	باب	باب	باب
۴۷	باب	باب	باب
۴۸	باب	باب	باب
۴۹	باب	باب	باب
۵۰	باب	باب	باب
۵۱	باب	باب	باب
۵۲	باب	باب	باب
۵۳	باب	باب	باب
۵۴	باب	باب	باب
۵۵	باب	باب	باب
۵۶	باب	باب	باب
۵۷	باب	باب	باب
۵۸	باب	باب	باب
۵۹	باب	باب	باب
۶۰	باب	باب	باب
۶۱	باب	باب	باب
۶۲	باب	باب	باب
۶۳	باب	باب	باب
۶۴	باب	باب	باب
۶۵	باب	باب	باب
۶۶	باب	باب	باب
۶۷	باب	باب	باب
۶۸	باب	باب	باب
۶۹	باب	باب	باب
۷۰	باب	باب	باب
۷۱	باب	باب	باب
۷۲	باب	باب	باب
۷۳	باب	باب	باب
۷۴	باب	باب	باب
۷۵	باب	باب	باب
۷۶	باب	باب	باب
۷۷	باب	باب	باب
۷۸	باب	باب	باب
۷۹	باب	باب	باب
۸۰	باب	باب	باب
۸۱	باب	باب	باب
۸۲	باب	باب	باب
۸۳	باب	باب	باب
۸۴	باب	باب	باب
۸۵	باب	باب	باب
۸۶	باب	باب	باب
۸۷	باب	باب	باب
۸۸	باب	باب	باب
۸۹	باب	باب	باب
۹۰	باب	باب	باب
۹۱	باب	باب	باب
۹۲	باب	باب	باب
۹۳	باب	باب	باب
۹۴	باب	باب	باب
۹۵	باب	باب	باب
۹۶	باب	باب	باب
۹۷	باب	باب	باب
۹۸	باب	باب	باب
۹۹	باب	باب	باب
۱۰۰	باب	باب	باب

صفحہ	سطر	غلا	صحیح	صفحہ	سطر	غلا	صحیح
۱۲۸	کالم پین	البردة	البردة	۱۲۸	کالم پین	البردة	البردة
۱۲۹	کالم پین	امنة	امنة	۱۲۹	کالم پین	امنة	امنة
۱۳۰	کالم پین	تابع قحی	تابع قحی	۱۳۰	کالم پین	تابع قحی	تابع قحی
۱۳۱	کالم پین	آزار	آزار	۱۳۱	کالم پین	آزار	آزار
۱۳۲	کالم پین	اسمین	اسمین	۱۳۲	کالم پین	اسمین	اسمین
۱۳۳	کالم پین	کومار	کومار	۱۳۳	کالم پین	کومار	کومار
۱۳۴	کالم پین	اتباع	اتباع	۱۳۴	کالم پین	اتباع	اتباع
۱۳۵	کالم پین	شیئا	شیئا	۱۳۵	کالم پین	شیئا	شیئا
۱۳۶	کالم پین	حضرت عباس	حضرت عباس	۱۳۶	کالم پین	حضرت عباس	حضرت عباس
۱۳۷	کالم پین	کراہا و عجیب	کراہا و عجیب	۱۳۷	کالم پین	کراہا و عجیب	کراہا و عجیب
۱۳۸	کالم پین	تشفیق منہ عنہ	تشفیق منہ عنہ	۱۳۸	کالم پین	تشفیق منہ عنہ	تشفیق منہ عنہ
۱۳۹	کالم پین	فقال ابا	فقال ابا	۱۳۹	کالم پین	فقال ابا	فقال ابا
۱۴۰	کالم پین	فی مجلس	فی مجلس	۱۴۰	کالم پین	فی مجلس	فی مجلس
۱۴۱	کالم پین	مجتبیا	مجتبیا	۱۴۱	کالم پین	مجتبیا	مجتبیا
۱۴۲	کالم پین	اعتبار	اعتبار	۱۴۲	کالم پین	اعتبار	اعتبار
۱۴۳	کالم پین	بیختہ	بیختہ	۱۴۳	کالم پین	بیختہ	بیختہ
۱۴۴	کالم پین	طایفت	طایفت	۱۴۴	کالم پین	طایفت	طایفت
۱۴۵	کالم پین	عنص	عنص	۱۴۵	کالم پین	عنص	عنص
۱۴۶	کالم پین	بانہ	بانہ	۱۴۶	کالم پین	بانہ	بانہ
۱۴۷	کالم پین	لیلتہ	لیلتہ	۱۴۷	کالم پین	لیلتہ	لیلتہ
۱۴۸	کالم پین	جلیع	جلیع	۱۴۸	کالم پین	جلیع	جلیع
۱۴۹	کالم پین	کازیر	کازیر	۱۴۹	کالم پین	کازیر	کازیر
۱۵۰	کالم پین	سبا	سبا	۱۵۰	کالم پین	سبا	سبا
۱۵۱	کالم پین	پاکیزگی	پاکیزگی	۱۵۱	کالم پین	پاکیزگی	پاکیزگی
۱۵۲	کالم پین	مدو	مدو	۱۵۲	کالم پین	مدو	مدو
۱۵۳	کالم پین	علیہما	علیہما	۱۵۳	کالم پین	علیہما	علیہما
۱۵۴	کالم پین	انس بن مالک	انس بن مالک	۱۵۴	کالم پین	انس بن مالک	انس بن مالک
۱۵۵	کالم پین	واسد اعلم	واسد اعلم	۱۵۵	کالم پین	واسد اعلم	واسد اعلم
۱۵۶	کالم پین	خفیا	خفیا	۱۵۶	کالم پین	خفیا	خفیا
۱۵۷	کالم پین	فضة	فضة	۱۵۷	کالم پین	فضة	فضة
۱۵۸	کالم پین	بیدہ	بیدہ	۱۵۸	کالم پین	بیدہ	بیدہ
۱۵۹	کالم پین	پھر لوگوں	پھر لوگوں	۱۵۹	کالم پین	پھر لوگوں	پھر لوگوں
۱۶۰	کالم پین	ابو جیفہ	ابو جیفہ	۱۶۰	کالم پین	ابو جیفہ	ابو جیفہ
۱۶۱	کالم پین	نیم نچہ تازہ	نیم نچہ تازہ	۱۶۱	کالم پین	نیم نچہ تازہ	نیم نچہ تازہ
۱۶۲	کالم پین	فانکھا	فانکھا	۱۶۲	کالم پین	فانکھا	فانکھا

فصل بانیسویں آپ کے بعض معجزات میں

۱۵۷	۸	جب ستر	جب ستر
۱۵۹	۱۰	انقیات	انقیات
۱۶۰	۱۰	جاتا ہوا	جاتا ہوا
۱۶۱	۲۰	مجھے ناگوار	مجھے بہت ناگوار
۱۶۲	۱۹	ایکبار	ایکبار
۱۶۳	۵	ہیں	ہیں
۱۶۴	۳	بھٹنا	بھٹنا
۱۶۵	۱۱	رفت	رفت
۱۶۶	۱	الوطر	الوطر

فصل تیسویں آپ کے بعض سماء شریفہ میں

۱۶۷	۵	مقام	مقام
۱۶۸	۱۰	گئے ہیں	گئے
۱۶۹	۱۳	بھڑا	بھڑا
۱۷۰	۱۶	مندمر	مندمر

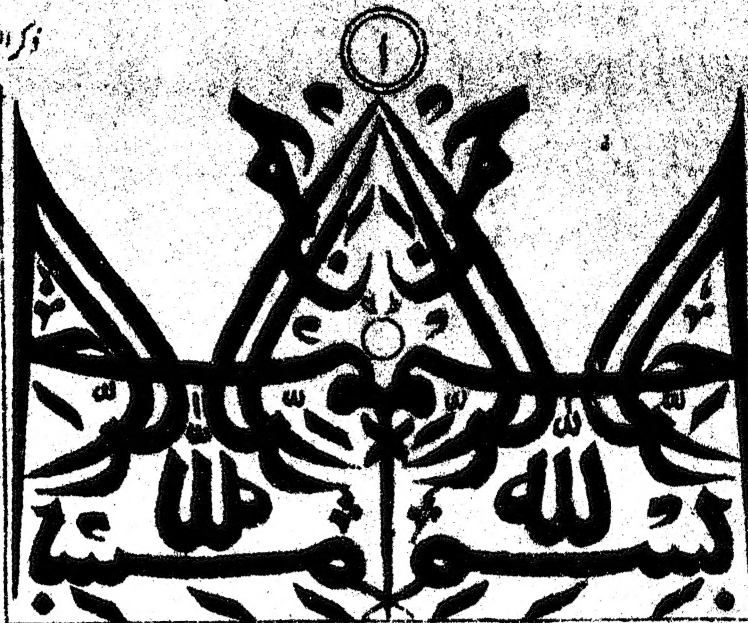
فصل چوبیسویں آپ کے بعض خصائص میں

۱۷۱	۲۰	خصائص بیان میں	خصائص میں
۱۷۲	۱	پاک	مبارک
۱۷۳	۲	سب کتب	کتب
۱۷۴	۱۱	مہر جو	مہر جو

میں ہوا ہے کہ اس کتاب میں

صفحہ	سطر	فصل	صفحہ
۱۷۱	۵	فصل چھیون کے مالکات و مشروبات الخ	۱۷۱
۱۷۲	۱	حدیث	۱۷۲
۱۷۳	۸	ترندی	۱۷۳
۱۷۴	۱۰	شیطان	۱۷۴
۱۷۵	۲۱	اور ہر روز نہیں	۱۷۵
۱۷۶	۱۲	ابو عبیدہ	۱۷۶
۱۷۷	۷	مراسل	۱۷۷
۱۷۸	۱۲	توڑی بہت	۱۷۸
۱۷۹	۱۳	کنتور	۱۷۹
۱۸۰	۱۳	سنا	۱۸۰
۱۸۱	۲۰	خبط	۱۸۱
۱۸۲	۱۸	لودہ	۱۸۲
۱۸۳	۱۹	ارشاد فرمایا	۱۸۳
۱۸۴	۱۲	لمح	۱۸۴
۱۸۵	۱۶	کیا اسکو	۱۸۵
۱۸۶	۱۹	درس	۱۸۶
۱۸۷	آخر	ہیت بیٹھنے کی	۱۸۷
۱۸۸	۴	بیر	۱۸۸
۱۸۹	۲۰	لیف	۱۸۹
۱۹۰	۲۱	نہرہ	۱۹۰
۱۹۱	۲	عفیر	۱۹۱
۱۹۲	۹	یوما	۱۹۲
۱۹۳	۱۳	فصل چھیون کے اہل و عیال و خشم الخ	۱۹۳
۱۹۴	۱۶	راج	۱۹۴
۱۹۵	۱۶	کنیزین	۱۹۵
۱۹۶	۲	فصل ستائیسون وفات شریف الخ	۱۹۶
۱۹۷	۶	مالا بھی کالا	۱۹۷
۱۹۸	۱۶	روح	۱۹۸
۱۹۹	۱۱	مثل	۱۹۹
۲۰۰	۱۹	دلیل	۲۰۰
۲۰۱	۱۹	لاہنا	۲۰۱
۲۰۲	۱	لتعین	۲۰۲
۲۰۳	۴	فصل اٹھائیسون کے عالم برزخ میں تشریف الخ	۲۰۳
۲۰۴	۸	پس	۲۰۴
۲۰۵	۸	مرزوقیت	۲۰۵

صفحہ	سطر	فصل	صفحہ
۱۹۳	۹	اد تیسری	۱۹۳
۱۹۴	۱۱	تکلیفی	۱۹۴
۱۹۵	۱۸	اماد انا	۱۹۵
۱۹۶	۲۰	دناو	۱۹۶
۱۹۷	۱۰	اٹھوٹکا	۱۹۷
۱۹۸	۱۲	ہو گیا	۱۹۸
۱۹۹	۱۲	زائد زائد	۱۹۹
۲۰۰	۲۰	پر رونق زیادہ	۲۰۰
۲۰۱	۵	قیامت	۲۰۱
۲۰۲	۹	یاد نہ	۲۰۲
۲۰۳	۱۰	اکون	۲۰۳
۲۰۴	۱۹	پر نالوں سے	۲۰۴
۲۰۵	۲۰	ترسٹھ ترسٹھ	۲۰۵
۲۰۶	۱۲	حضرت شیعین	۲۰۶
۲۰۷	۱۲	حضرت	۲۰۷
۲۰۸	۳	تبرک	۲۰۸
۲۰۹	۱۶	سبے	۲۰۹
۲۱۰	۲۱	بزار	۲۱۰
۲۱۱	۲۲	فالنبا	۲۱۱
۲۱۲	۲۳	دہ سب صحیح ہو گئی	۲۱۲
۲۱۳	۶	فصل تیسون کے بعض یا کلی مختصر تحقیق میں جنکے ظاہر الخ	۲۱۳
۲۱۴	۲	فرمایا	۲۱۴
۲۱۵	۱۱	کر	۲۱۵
۲۱۶	۱۵	زیارت	۲۱۶
۲۱۷	۵	مریتہ	۲۱۷
۲۱۸	۱۹	بنو غنک	۲۱۸
۲۱۹	۱	نکل	۲۱۹
۲۲۰	۹	فصل تیسون کے بعض لوازم عبادت کے الخ	۲۲۰
۲۲۱	۱۳	آلہ	۲۲۱
۲۲۲	۱	معروضہ	۲۲۲
۲۲۳	۵	درائے	۲۲۳



الحمد لله سب العالمین + الذی من علی المؤمنین + اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم
 یتلوا علیہم آیاتہ ویرکبہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین
 اما بعد یہ گزشتہ رحمت غفار و تشنہ شفاعت سید الابرار صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اطہار و صحابہ الکبار
 عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رہا ہوں کہ ایک مدت سے ہر سب سے
 احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوت و بعد نبوت کے
 صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں کہ اگر کوئی تتبع سنت بخلاص طریق اہل بدعت بغرض زدیار
 محبت آپ کے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے
 پھر ان دنوں اتفاق سے یہم چند دیندار دوستوں کے خطوط اسی استدعا میں آئے جن میں
 مجموعاً اس غرض کی اس طرح تقریر کی گئی کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کر نیکی
 اسلئے ضررے بعض رسائل میں لکھے ہیں کوئی شخص اسی طرح ان حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ میں
 نمازی جمع ہو گئے انکو سنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھالیا اور انکو سنا دیا اسی طرح اور
 شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھ یا جاوے حاصل تقریر
 ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آگے ہو جاوے گا از دیار محبت برعایت طریق

سید النعمان تارہ سے جناب حافظ روح اللہ خان صاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبدالحکیم خان صاحب کا اور الہ آباد سے
 مولوی سید الدین صاحب کا اور منہ سے یاد غلط کے ساتھ یہ ضمیمہ بیان کر دے۔

سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک میں یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اس میں مناسب مواظف و نصائح بھی برصا دیے جاویں سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اس وجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آجکل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ و گرائی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہیں ایسے آفات کے اوقات میں علمائے امت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت و تالیف روایات اور نظم مدائح و معجزات اور تائید سلام و صلوة سے توسل کرتے رہے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف اور قصیدہ بردہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہی میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی لکھے جا چکا اس میں درود شریف بھی لکھا ہو گا پڑھنے سننے والے بھی اسکی کثرت اُسنے کیا عجب کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے نجات دے چنانچہ اسی وجہ سے آخر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہوں اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دین کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہوں اور اسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے

۱۔ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے ہم زلزلے، بچکے، ۱۲ منہ ۱۲ حصن حصین کے تو خود خطبہ میں لکھا ہی اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہو کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا تھا جب کوئی نہ بیرون فرما ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۲۔ منہ ۱۲ چنانچہ ابتدا سے رسالہ سے اس وقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ میں بقصد تعالیٰ یہ قصیدہ لباس محفوظ ہو گیا اب تک یہ رسالہ شائع نہیں ہوا بالخصوص سال تمام بلاد و امصار و قری میں طاعون کا اشتداد اور ہندوستان کا اکثر جگہ مصفیان کے بعد سے شروع ہوا ہوا اور اس وقت تک کہ سا توان مہینہ جو امن نہیں ہوا اثر بقصد تعالیٰ یہاں خود کیچہ بھی اثر نہیں ہوا امیر اقلین پہلے سے تھا کہ یہاں طاعون نہ ہو گا مگر اب بد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ خیال میرا کہ اسکی برکت ہو گئی صحیح ہوا سو میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہاں جہاں اسکا بطریق سنت مشغلہ ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن و سکون میرا ہو گا اگر ہر شخص کا اعتقاد ہو ا عند ظن عبدی بنی حدیث قدسی میں ارشاد ہو ۱۲ منہ ۱۲ ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے فضائل میں ہر آئینہ اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہو ۱۲ منہ

والحمد لله علی ذلک اور نیز رسالہ نزامین جو ذکر حالات ہو گا اس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیاس مستطین معیت اور شفاعت کی امیدیں عظم مقاصد سے ہیں غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہونے ان وجود سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دہشتیہ کا دن پہلا عشرہ ہی شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن اللہ تعالیٰ مظهر منہا و باطن کا دونوں عالم میں فرما دین آمین بحرمتہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم ابد الابدین دہر اندا ہرین۔ اور رسالہ ہذا جو حسب ضرورت معنائیں ایک مقدمہ اور کتابتیں فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کر ماہوں مقدمہ میں رسالہ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہو۔ فصول میں مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہیں۔ خاتمہ میں بعض دیگر معنائیں ضروریہ متعلقہ مذکور ہو گئے و اللہ التوفیق و ہونعم المولى و نعم الوكيل

مقدمہ مشتمل تین مضمون پر

مضمون اول اس رسالہ کے لکھنے کے وقت یہ کتاب میں میرے پیش نظر تھیں مشکوٰۃ صحیحہ مع شمائل ترمذی۔ تواہب لدنیہ۔ آداب المعازین القیم۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الشہادۃ العشرہ فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسٹو انھون نے شیخ امام سید شبلخی معروف بموس کی کتاب نور الابصار سے منھض کیا ہو۔ تاریخ جیب الہ۔ قصیدہ بردہ۔ الروض المنظفہ (یہ منظوم ہو) وغیر ذلک مضمون دوم۔ ان خطوط فراماشی میں سے ایک خط میں اس دعا تو اور پر ذکر ہو چکا ہو کہ اس میں مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاوین اور ایک خط میں یہ اشعار بھی لکھی کہ کہیں کہیں مناسب لطائف و نکات بھی لکھ دیے جاوین اور سیر و احوال کی استعارات و استنباط مشترک اور اصل مضمون تھا اس لیے اس نے اول اس رسالہ کو ملحوظ انھیں تینوں مضامین کے

۱۔ یہ رسالہ لکھنے کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ انقراس کی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن میں آئی لہذا یہ فراماش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ میں رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن میں ظاہریت غالب ہو نواب صاحب کے انتخاب سے ان کے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ ۱۳ اس رسالہ میں جہان من القصیدہ کو لگا مراد اس سے یہی قصیدہ ہو گا اور جہان من الروض کو لگا اس سے الروض المنظیف مراد ہو گا ۱۴ منہ

تین باب پر تقسیم کرنے کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ میں ہو اور اس باب کا نام
باب الاخبار ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ میں ہو اور اس کا نام **باب الانوار**
ہو تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ میں ہو اور اس کا نام **باب الاسرار** جو تا کہ کبھی
وقت کم ہو اور اوّل جمع میں اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوئے جنکو صرف حالات کا سننا
بھی نافع ہو سکتا ہو اسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے اور اگر کہیں
مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر
کہیں اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایا
و اخبار کا حصہ خیال سے زائد پڑ گیا تو دو باب اخیر لکھنے سے رات چھ برہہ جاتا اور عام
انتفاع میں تکلف ہوتا اس لیے یہ تجویز موقوف کر کے چند رکوعتیں میں اور کسی کسی موقع پر
نصائح و لطائف کو حواشی میں رکھے براکتاً کیا کہ اگر کہیں موقع ہو اسے سب جانتیہ میں دیکھ کر
پڑھ لیا یا سنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلیں لکھی تھیں پھر بعض لطافت سے
تھکنا پڑ پڑھا ہی۔ ال کار یاد نہیں رہا تو رفت ہو گیا کہ یکا یک دوام و احکام تکمیل پش لئے
اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ سہمی بشہم الجیب مسندہ درنا مفتی اتی بخش صاحب
کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مدخلہ میں نظر پڑا اس کی وجہ ازت و بلاغت کو دیکھ کر دل چاہا کہ اسکو
بتامنا اپنے رسالہ کا جزو اعظم بنایا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے
اور جو اس سے زائد ہو وہ ملقات کے حکم میں سمجھا جاوے پس جہاں سے وہ شروع ہو گا اسکے
ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کرد و ننگا ایک میں اصل دہیگا دوسری میں ترجمہ اور آتے
حصہ کا نام بھی مستقل رکھ دینا مناسب معلوم ہوا اور جمعیت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی
ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مسفتی مولوی فتح محمد خان صاحب سلمہ بستوی مصنف
رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کی جاوے اور طبع کے لیے انکو دیا جاوے
چنانچہ اسکا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۲۲۰ھ میں اسکا قصد کیا گیا **مضمون**
سوم۔ اس رسالہ میں بعض بعض مقام پر اشعار لکھے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا

اور اس کے ساتھ بعض مقام پر اشعار لکھے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا
اور اس کے ساتھ بعض مقام پر اشعار لکھے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا
اور اس کے ساتھ بعض مقام پر اشعار لکھے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا

اتفاق ہو تو اشیاء چھوڑ دیے جاویں فقط واللہ اعلم تعالیٰ عن عبد اللہ الشکلا

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

پہلی روایت۔ عبد الرزاق نے اپنی کتاب کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے پاس ایک کتاب ہے جو آپ پر فدا ہوئی ہے اور میں نے اسے سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے نور سے نبی کا نور اپنے نور سے۔ اور میں نے عرض کیا کہ وہ کون سا نور ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ نور ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے کون سا نور اپنے نور سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جبرائیل علیہ السلام کو منظور ہوا میرے پاس ہے اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ نوشت تھی اور نہ کتب تھی اور نہ فرشتہ تھا۔ اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ زمین تھی اور نہ آسمان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور سے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور وہ میرے پاس ہے اور میرے پاس سے عرش۔ اس کے اوپر جہنم اور اس حدیث سے نور محمدی کا اولیٰ الخلق ہونا بالوہیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات ہیں اولیت کا حکم آیا ہو ان اشیاء کا نور محمدی سے۔ خبر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے **دوسری روایت** حضرت عرابض بن ساریہ سے۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں

۱۔ روایات ہذا الفصل کلماسن المواعظ ۱۲ منہ

۲۔ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء عنی سائرہ من

نور الخ ۱۲ منہ

۳۔ ظاہر انور محمدی روح محمدی سے عبارت ہوا حقیقت روت کی اکثر محققین کے قول یہ مادہ سے مجرد ہو اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہر اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہو کہ اس مادہ کے چار حصے کیے گئے اور اس مادہ سے ہم بھر کسی مجرد کا بننا اس طرح ممکن ہو کہ وہ مادہ اسکا جزو نہ ہو بلکہ کسی طرح سے محض اسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ

پڑے تھے (یعنی اُنکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہوف اور مشکوٰۃ میں بشرح المستند سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تمیمی
روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جو وقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور بید کے درمیان میں تھے (یعنی اُنکے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہوف اور ایسے ہی الفاظ مسند ضعیفی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوالنعیم نے تحلیف میں اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے جو تھمی **روایت** شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے میثاق (نبوت کا) لیا گیا (کہا تھا) قال لعداں اذا اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح الا یہ (روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے

مسند اور مسودات ظاہر ہے کہ آپ کا بدن تو بنا ہی نہ تھا چہ نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی ہی روح محمدی کا نام ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا جواب یہ ہے کہ اگر مراد یہ ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی اُنکے وجود سے مقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہو اسکی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع بر ثبوت کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن تحقق نہ تھا اس لیے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد میں مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصفت تو خود تاخر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہو مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تفصیل داری کا عمدہ آج مل جاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں پہنچے جانے کے بعد ۱۲۰۰

۱۱۰ اس حدیث میں بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲۰

۱۱۱ حدیث بالا میں جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اس جواب میں نص ہے کہ اگر خدا میثاق تو یقیناً موقوف ہو وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہو نہ عقل ۱۲۰

ابن رجب کے ذکر کے موافق پانچویں روایت احکام ابن القطان بن مخلد ان روایات کے
 جو ابن مزروق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہو
 وہ اپنے باپ حضرت امام حسین اور وہ اپنے جد امجد یعنی حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پندرہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار
 کے حضور میں ایک نور تھا اس نور میں آدم کی نفی ہو زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت
 نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے رہ گئی تخصیص ہے نہ کہ کرمین سو ممکن ہو کہ کوئی خصوصیت مقایہ سکو
 مقتضی ہو چھٹی روایت ابن سہل قطان کی اولی کے ایک جزو میں ۳۱ بن صالح ہمدانی
 سے روایت ہو وہ کہتے ہیں میں نے ابن جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے پوچھا کہ بول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ کے آخرین مبعوث ہوئے
 انھوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی انکی پشتوں میں سے انکی اولاد کو
 (عالم ميثاق میں) نکالا اور ان سب سے انکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں تو
 سب سے اول (جواب میں) ہلی (یعنی کیوں نہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو
 سب انبیاء سے تقدم ہو گا آپ سب سے آخرین مبعوث ہوئے و اگر ميثاق لینے کے وقت
 ارواح کو بدن سے ملے بھی ہو گیا ہوتا ہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لیے اس روایت
 کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم ميثاق لیا جانا
 مذکور ہو اور یہ ميثاق آگے سے پہلے ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہو سو ممکن ہو کہ وہ
 ميثاق نبوت کا بلا اشتراک غیر سے ہو جیسا اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہو
 ساتویں روایت جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت
 عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ کچھ آپ کی مع کروں (چونکہ حضور کی مع
 خود طاعت ہو اس لیے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کو اللہ تعالیٰ تمھارے منہ کو سالم رکھے انھوں نے
 یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے

من قبلها طبت في الظلال وفي
 ثم هبطت البلاد لا بشر
 مستودع حيث يخلص الورق
 انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة تركبا لسفين وفد
انقل من صاكب المي سرحم
وردت نارا الخليل ساكتا
حقا حتوى بيتك المايم من
وانت لما ولدت اشرفت
فمن في ذلك الضياء وفي النور
الجمع نسا واھله الفرق
اذا مصى عالم بد طبق
في صلبه انت كيف يحترف
خندف عليا فحتم النطق
الارض وصناعت بنورك الافق
سبل لوشا دفتق

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیزہ دیت گاہ میں
جہاں رحمت کے درختوں کے پتے اور پتے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ
السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے
اور وہ دیت گاہ سے مراد بھی صلب ہو جیسا اس نیت میں غمگین نہ کیا ہو فسفر و مسودع
اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہو اس قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اس منع کیے ہوئے وحیت
سے کھالیا اور جنت کا لباس ترک کیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے (یعنی اس
وقت بھی آپ مسودع میں تھے اسکے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا
اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت
قرب کی ہوتی ہیں اور مبوط کے وقت جنین ہونے کا انتقال ظاہر ہوا اور یہ نزول الی الارض
بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہو غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ بلکہ صلب آباہین
محض ایک مادہ مائہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ سر بت اور
اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا اور مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام
وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا جو ہے

زجودش گر کشتی راہ مفتوح



بجودی گر سیدے کشتی نوح

۱۔ قوله اھم صفة للبيت وعلیا مفعول لا حتوی وتحتها النطق جملة حالہ من علیاء والنطق نوح
واواسط من الجبال شہمت بالنطق التي تشد بها واساط الناس ضرب مثلا في ارتفاعه ووسطه في عشيرته
وجعلهم تحت بمنزلة واساط الجبال اوراھب ۱۱ نقطہ المفاضة ۱۲

اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے تک نقل ہوتا رہا جب
ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور سرخ) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ انبیاء کے
مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے ماریٹیل
میں بھی وارد فرمایا چونکہ آپ اُنکے صلب میں غرق تھے نو وہ کیسے بچتے (پھر آگے اسی طرح آپ
منتقل ہوتے رہتے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی مشرف ہو کہ (آپ کی فضیلت پر شاہد ظاہر ہو
اولاد خندف میں سے ایک ذرہ عالم پر جاگزیں ہو جس کے تحت دین اور حلقہ (یعنی دوسرے
خاندان مثل درمیانی حلقوں) تھے (خندف لقب ہو آپ کے جد بید مرکہ بن الیاس کی
والدہ کا یعنی اُنکی اولاد میں سے آپ کے خندف بن (درود) سے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت
تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے سے درمیانی درجوں میں ہوتی ہو اور نطفی یعنی واسطہ کی
قید سے اشارہ اس طرح ہو کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نقیب کی نسبت
زیادہ جہل کے ساتھ ہو) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے
آفاق منور ہو گئے سو ہم اُس صنیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں

۱۲ کذا فی القاموس

۱۳ ظاہر ہو کہ جنت کے ساون میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور ناریٹیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت
جسمانیہ ہو پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہو نور سے اور ظاہر ان مراتب میں صرف
آپ کا وجود بالقوة مراد نہیں ہو جو مرتبہ وجود مادہ کا ہو کیونکہ یہ وجود تو نام اولاد آدم و نوح و ابراہیم
علیہم السلام میں مشترک ہو پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقضی ہو ایک گونہ اختصاص کو پس
یہ قرینہ غالب ہو کہ یہ مرتبہ وجود کا اور ان کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزو مادی کے ساتھ علاوہ تعلق
روح آباد کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو یہ تو قرینہ عقل ہو اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہو
کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہو آپ کے وجود فرمائے سے سوا اگر اس جزو
مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزو کے وارد فی النار ہونے کے کیا معنی کیونکہ
درود کے معنی لغوی مقضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہو وارد نہیں کہا جاتا پس یہ امر
خارجی آپ کی روح مبارک ہو جس کا تعلق اُس جزو مادی سے ہو کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الذل
والخارج کے خارج ہو گا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ نظرات آپ کے نور مبارک کے لئے ثابت ہو گئے اور یہی
سعاویہ فصل کا اور چونکہ مفسرین نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلئے حدیث تفسیری سے اُنکے مفسرین کا معراج اور جہت ہونا

ومن القصيدة

فانما اتصلت من نوره بهم

سولہ لکھن میں کہ وہ عجزہ انکو صحت پر لکھن جو پڑھیں

بظہر ان الفوارها للناس في ظلم

انبیا علیہم السلام میں کتاب کے قمار کو کہیں میں اسطر

علی حدیثک خیر الخلق کلہم

وکلای اقلی لرسال لکرانہم بها

اور ہر عجزہ جس کو رسال ان کرام لاسے

فانہ شمس فضلہم کو اکبہا

وحد اتصال یہ جو کہ آپ آفتاب فضل و کمال میں اول

ایا رب صل وسلم دائما ابدا

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہوتے ہیں

پہلی روایت حاکم نے اپنے حیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت زینہ علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بارہ رک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم سیدہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا تھا اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم سیدہ السلام کے سامنے ظاہر ہو دوسری روایت حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نبی آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انھوں نے درجناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخشاں کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے انکو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر چھوئی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پاؤں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اُن کے واسطے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں

۱۵۔ بجز احادیث مشکوٰۃ کے اس میں سب روایات مواہب سے منقول ہیں ۴۴ منہ

تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسوہ یقی نے اپنے دلائل میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے
 اور کہا کہ اسکے ساتھ عبد الرحمن متفرد ہیں اور روایت کیا اسکو حاکم نے وراسکی تصحیح کی اور طبرانی
 نے بھی اسکو ذکر کیا ہو اور اتنا او زیادہ ہو کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ غفاری اولاد میں سب
 انبیاء سے آخری نبی ہیں **ف** یہاں بھی مثل فامہ کا ہالاسکے مجھ جیسے تیسری روایت
 ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوة الاحزان میں ذکر کیا ہو کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت
 حوا علیہا السلام سے قربت فرمایا یا نہ انھوں نے منہ مضطرب کیا اور منہ نہ لٹام نے دعا کی کہ اے
 رب بن الکوہ مرہین کیا چیزوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم پر جس وقت وہ دیکھیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا جو **تختی** روایت احمد اور زہرا
 اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عبد بن مسعود سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جسکا اول کا حصہ فصل اول کی دوسری روایت ہو اور اسکا اوسط
 حصہ کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مستعد ہوں ہوں اور
 عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا محفل ہوں **ف** اس میں اشارہ ہو دو آیتوں کے مضمون
 کی **طرف اول** ربا واجعلنا مسلمین لنا ومن ذریتنا امه مسلمة لاک الی قوله تعالیٰ
 ربنا وابعث فیہم رسولاً ہم احملہ **ثانی** بابنی اسرائیل فی رسول اللہ الیکم صدقاً لما
 بین یدی من التورۃ و مبشراً برسول یأتی من بعدی سمعہ احمد یعنی اول آیت میں
 ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہو کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت مطہر پیدا
 کیجیو اور اس جماعت میں ایک ایسا پیغمبر قائم کیجیو مہر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں کیونکہ ہر آپ کے اور کوئی پیغمبر ایسے نہیں کہ وہ نون حضرات کی اولاد میں ہوں اور وہ
 آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ میں بشارت دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو
 میرے بعد آوے گا جسکا نام احمد ہو گا **یا پچوین** روایت مشکوٰۃ میں بخاری سے بروایت
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص یا ہو کہ تورات میں آپ کی یہ صفت لکھی ہو کہ پیغمبر ہم نے تم کو بھیجا
 امت کے حال کا گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گرد آئین کی پناہ بنا کر
لہ اور اسکا آخری حصہ یہ ہو ورو یا اہی التي رأت الحمد بنت چنانچہ آگے آجکا ۱۱

در اداس سے امت محمدیہ جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ ہم ایک امی جماعت
 ہیں) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہو نہ آپ بدخلق ہیں
 اور نہ سخت مزاج ہیں نہ بازار و نہین شور مچاتے پھرتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی نہیں کرتے
 بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہاں تک کہ
 آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بایمان نہ کر دین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگیں
 اور یہاں تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھوں کو اور ناشنوا کانوں کو اور سرسختہ دلوں کو
 کشادہ نہ کر دین مطلب یہ ہو کہ جب تک دین حق خوب نہ پھیل جائیگا آپ کی وفات نہ ہوگی چھٹی
روایت مشکوٰۃ میں مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہو وہ تو ریت سے
 نقل کرتے ہیں اُس میں لکھا ہوا ہو محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہیں بدی کا بدلہ بدی
 نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں مکہ انکی جائے ولادت ہو اور مدینہ
 اُن کا مقام ہجرت ہو اور مکہ سلطنت ملک شام ہو ف پناہ بعد خلفائے راشدین پناہ
 سلطنت ملک شام رہا اور وہاں سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی **ساتویں روایت**
مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت عبد اللہ بن سلام مروی ہو کہ تو ریت میں نعت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کی لکھی ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے
ف ان اخیر میں روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہیں اول در اخیر صحابی ہیں اور
 اوسط تابعی ہیں اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہیں چنانچہ دو آیتوں کا مضمون تو
 اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح میں مذکور ہو چکا ہو اور تین آیتیں اور مذکور ہوتی ہیں پہلی
 آیتوں کو ملا کر تیسری **آیت** سورہ اعراف میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ جو کہ
 پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جنگا ذکر اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں توراۃ میں اور انجیل میں
 کہ اُن لوگوں کو نیک کام بتلا دینگے اور چھری بات سے منع کرینگے اور ستھری چیز و نگو انکے
 واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزوں کو حرام کرینگے اور جو احکام بہت سخت اور گران تھے
 اُنکو موقوف کر دینگے **چوتھی آیت** سورہ فتح میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول
 ہیں اور اُنکے ساتھ گئے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہیں اور اُن سب کی صفت

توریت و انجیل میں اس طرح سے موجود ہو یا چونکہ آیت سورہ بقرہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس نئے علوم حاصل کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اس کے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ میں آپ کے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو ابھر ظاہر کیا کرتے تھے جب اس نے پاس جاتی پہچانی چیز پہنچی (یعنی قرآن و صحابہ قرآن) تو وہ اس کے مندر ہو گئے وقت یہ استفتاح اور معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہونی تھی پس آپ کا ذکر فی الکتاب السابقہ ہونا معلوم ہوا اسی معرفت کو اسی سورہ بقرہ کی آیات میں اس طرح فرمایا ہر یوم نوذکرکم لعلوتم انہ

ومن القصیدہ

فائق النبیین فی خان فی خلق

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صورت و سیرت و بیعت

و کلہم من رسول اللہ ملتئم

تو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب

دواقنون لدیہ عند حد ہم

اور تمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حضور میں اپنی جدا اور تہ کے واقف تھے

یا رب صل وسلم دائماً ابداً

والحمد لہ فی علم ولا کرم

علیہ السلام سے جو کچھ ملے وہ سب حضرات آپ سے علوم و کمالات میں کھاتے

غرفا من البحر او رشفاً من الدیہ

ایک کھدات یعنی جیلو سے بہنے والے دریا سے معرفت سے یا نقد یا ایک

من نقطۃ العلم او من شکلتہ الحکم

اور وہ ایک حد تک کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہو یا ایک حکمت کی کتاب سے مثل

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

تیسری فصل آپ کے شرف و تراہت نسب میں

پہلی روایت مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہما کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں جبہ اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے

جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کیے

عرب اور عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے

سے زیادہ للاختلاف فی التفسیر ۱۲ منہ

اچھے قبیلہ میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے
 خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی
 سب سے اچھا ہوں ام **دوسری روایت** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہوئی کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہیں پیدا
 ہوا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر میرے والدین تک سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھ کو نہیں
 پہنچا دینی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہو اگر فی بنی میرے آبا و اجداد سب اس سے منزه
 رہتے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہو (روایت کیا اسکو طبرانی نے اسوۃ مطہرین اور ابونعیم
 اور ابن کثیر نے کذا فی الموابت **تیسری روایت** روایت کیا ابونعیم نے حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً یعنی خود جنمورافہ سے مرفوعاً کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے
 کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے رکھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے
 نسب میں بھی دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب
 اعمال و کور و اناث ہمیشہ بپا کام سے پاک رہے اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصحاب طیبہ سے
 احاطہ طاہرہ کی طرف مصطفیٰ مہذب کرے منتقل برتتا رہا جب کبھی دیکھتے ہوئے (جیسے عرب و عجم
 پھر قریش و غیر قریش و علی بن ابی طالب و بنی ہاشم میں رہا کذا فی الموابت **چوتھی روایت**
 دنائل ابونعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں
 اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب
 میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان
 بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اسوۃ مطہرین بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر
 کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایاں ہیں کذا فی الموابت
ف حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقا گردیدہ ام مہربان و زیدہ ام **الحکم** بسیا خوبان دیدہ ام لیکن تو چیز می دیگری
پانچویں روایت مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہو کہ ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیل کو منتخب کیا

من الروض

اکو ربہ نسباً طابت عناصره
 آپ کا نسب پاک اور طابت ہو کہ اس کا
 مطہر بن سناہ الحاشیہ لا
 وہ نسب مطہر ہو تو شایہ سے اس میں
 سائب صل وسلمہ انصافاً
 نوید و درکار اندازہ اور سلام بھیجیے
 اصلاً و فرساً و قد ساءت بہ البشر
 سیدہ زینب سے منکر چہ بشر کو شرف حاصل ہو گیا
 بشوبہ فطال نقص ولا کدسا
 کہی آہیزش نہیں ہوئی نقص کی مذکوریت کی
 علی حبیبات من ذانت بہ العصا
 بنی سیدہ زینب سے زانوں کی نہایت ہو گئی

چوتھی فصل کے والد ماجد محمدؐ میں آپ کے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے میں

پہلی روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مہجم سے اور انھوں نے سعید بن عمر
 انصاری سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب رب المططب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہوئے تو ایک
 دن عظیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھی کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور ریش جمال
 کا لباس زیب برہا ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا ہوا اس کے والد انکا ہاتھ پکڑ کر
 کا ہننا قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انھوں نے جواب دیا کہ معلوم کر لو کہ
 رب السموات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ انھوں نے اول قبیلہ سے نکاح کیا
 اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوئیں
 اور عبد المططب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور انکی پیشانی
 میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا ابو عبد المططب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے
 اور انکے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ

برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارانِ عظیمِ محبت فرماتے ہیں کہ انسانی المواہب و دوسری روایت ابو نعیم اور خضر النطی اور ابن عساکر نے طرقِ عطا سے ابن عباس سے روایت کیا ہو کہ جب عبدالمطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہو گئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خفجیہ کہتے تھے اس نے عبد اللہ کے چہرے میں نورِ نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کر دیا کہ انسانی المواہب و دوسری روایت جب ابرہہ بادشاہ اصحابِ قبل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو کہہ رہا تھا ایا عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبلِ ثبیر پر چڑھے اس وقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہو کر خوب درخشاں ہوا یہاں تک کہ نہ نفع اسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبدالمطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ ہر جلد یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چہکایہ دلیل ہو اس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہیں گے اور عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ یا کھائے گئے اور عبدالمطلب کے چھوڑا نے کو ابرہہ کے پس گئے انکی صورت دیکھتے ہوئے باہر جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی اس کے چہرے سے نمایاں تھی انکی بہت تعظیم کی اور سخت سے اتر بیٹھا اور انکو اپنے برابر بٹھالیا بالجلد ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اس کے بادشاہِ حبشہ میں آجائے اور تعظیم و تکریم کرنے لگا انکی توبیخ و تہلیل و تہلیل نہ

من الروض

او سید فو فعل الخیر مستدرا
یا ایسے سردار ہیں کہ محلِ خبر کی طرف بہت کریموں میں
تجملت بحلاۃ الشمس والقمر
کہ آجے انور سے شمس و قمر بھی صاحبِ جمال ہو گئے تھے
علی حبیبک من من انت به العصر

ما فیہ الہام وقد سما عظماء
آجے سلسلہ نسب میں سب سے ہی عظیم پیشانی والی تھے
حق بد امشر قامن والدیہ وقد
یہاں تک کہ آپ نور ہو کر اپنے والدین کے ظاہر ہوئے اور حالتِ بغی
یارب صل وسلم دائماً ابداً

پانچویں فصل آپ کے بعض برکات میں جب آپ بصورتِ گل

بطن مادر میں مستقر ہو۔

پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہو کہ جب آپ حمل میں آئے تو آنکھوں میں بخار دیکھی گئی کہ تم اس ست کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوئے تو یوں کہنا عیدہ بالوا احد من شہر کل حاسد اور انکا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام و دوسری روایت نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل آنکھوں پر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام و اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہو جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا تیسری روایت نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سبب اور سہل ہو کذا فی سیرۃ ابن ہشام و محاورہ میں اس عبارت کے معنی مساوات کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبب یہ کہ گران نہ تھا اور سہل یہ کہ اس میں کسی قسم کی تکلیف غلیان یا کسل یا اختلال جمع وغیرہ نہ تھی اور شامہ میں ہو کہ بعض احادیث میں آیا ہو کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتوں سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل بتدایہ علق (یعنی حمل) میں تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال میں یہ حمل عادت معروف سے خارج تھا آہ

من لروض

هذا وقد حملت امر الحبيب به
یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہو گئیں
ولیس فی حملہا کرب ولا ضرر
اور انکے حمل میں نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من سرائرنا انت بہ العسی

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ میں

پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اس میں سے غلطی اور لہ میں کہتا ہوں کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نفط طبعی داخل نہیں ہوتا پس میں ثقل میں بھی بابت معنی خفت کا حکم صحیح ہو پس روایات میں تعارض نہ رہا ۱۲

بن عباس بھی ہیں کہ آئمہ بنت وہب دآپ کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و غرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی الموائت اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہو کر اس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل و محلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہو و سوا و اعلیٰ لقا و رات اور اس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہو و کذا لک اہل کتاب انبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ اخیرہ احمد و البزار و الصبرانی و الحاکم و البیہقی عن العرباض بن ساریہ و قال الحافظ ابن حجر صحیح ابن حبان و الحاکم۔ کذا فی الموائت و دوسری روایت عثمان بن ابی العاص ابنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جبکہ ناظم فاطمہ بنت عبد اللہ ہیروایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے مغموم ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہو کہ مجھ پر گڑ پڑیں گے روایت کیا اسکو بیہقی نے کذا فی الموائت و دوسری روایت ابو نعیم نے عبد الرحمن بن خوف رضی عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آئمہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور روافی معمول

۱۔ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جس کا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آئے ہیں اور سی طرح۔ دم کے محل نظر آئے ہیں جیسا آگے تیسری روایت میں آتا ہے یہ شکل نہ کیا جاوے کہ زمین کو روئی ہو اور دم و شام کہ سے بہت فاصلہ ہیں اور اتنے فاصلہ پر نظر آئے ہیں خود کر دیت مانع ہو جواب یہ ہو کہ بعض نور کا خاصہ یہ کہ جسم عجاوہ اپنی جگہ سے مرتفع و کھائی دینا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کنوہ میں پیسا پڑا ہو یا بعض طلوع و غروب شمس کے وقت۔ اسی کے قائل ہیں اہل گرامس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاوین تو کیا استبعاد ہو ۱۲۔ منہ ۱۳۔ اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو اس اخیر کے واقعہ میں کوئی تردد ہی نہیں اور اگر کوئی میں ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستاروں کے نظر آئے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاوے گا کذا قالوا۔ اور احقر کے نزدیک یہ سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اس وقت ستارے بھی نمایاں ہوتے ہیں اور اسکو عوام رات اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہیں پس دونوں قول متطابق بھی ہو جائیں گے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲۔ منہ

بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہوں رحمک اللہ (یعنی) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام شرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ اپنا منین بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے نہ شفا میں ذکر نہیں کیا اور شفا دیکھو یہی وہ بھی نہ گزری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور غمب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہوں کہ اُنکو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ عظمت برابر میرے دل میں یہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا پس والی سلام لائے والوں میں ہوئی۔ کذا فی المواہب و مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہیں ہوئی دوسری روایات میں مغارب بھی آیا ہے کافی الشمامہ شفاء تخصیص ذکر کی اس روایت میں بنا بر مشرق سمت مشرق کے ہر بوجہ اس کے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع و الصفت میں رب المشارق فرمایا گیا ہے چوتھی روایت اور منجملہ آپ کے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہیں کہ یہی سے محل میں زلزلہ ٹرجانا اور اس سے چودہ کنکروں کا گر پڑنا۔ اور بحیرہ طبریہ کا دفعہ خشک ہو جانا۔ اور فارس کے لشکر کا بچھ جانا تو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو۔ یقینی ہے اور ابو نعیم نے اور زر الطی نے ہوا نصت میں اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب و یہ واقعات اشارہ ہیں زوال سلطنت فارس و شام کی طرف واللہ اعلم **پانچویں روایت** فتح الباری میں سیرۃ الاقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبریں دینا آپ کے تولد شریف سے نہ کوئی چھٹی روایت یہی ہے ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی

سہ اور اہل تخیم و کمانت کی خبریں اس نظر سے ذکر نہیں کیں کہ یہ دونوں تہذیبیں شرع میں متبرکات ہیں اور کتب سابقہ کی خبریں فی نفسہ صحیح ہیں جبکہ ان میں تحریف کا احتمال نہ ہو اور ظاہر ہے کہ اپنی منہ خیر دینا و دلیل یقینی ہے کہ اس میں تحریف نہیں ہوئی اور جن علماء نے اس کے اقوال ذکر کیے ہیں بقصد محبت الزامیہ کے ذکر کیے ہیں اور یہ قصد صحیح ہے و لکل وجہت ہو مویا ۱۲ منہ

بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ انی جماعت
یہودی کی سوسب جمع ہو گئے اور میں سن رہا تھا کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد رصلی اللہ
علیہ وسلم کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا جسکی ساعت میں آپ پیدا ہوئے والے تھے
کذا فی الموائہب۔ سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہیں کہ میں نے
سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں
تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انھوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور تین
سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت درحضور سے ساٹھ سال
عمر میں زیادہ ہوئے تو انھوں نے یہ قول یہودی کا ساٹھ سال کی عمر میں سنا سا تو سن تو
حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں آ رہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پیدا ہوئے اُسے کہا کہ اگر وہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہو انھوں نے
کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہو اُسکے دونوں
شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہو جسکا لقب مہربوت ہے چنانچہ قریش نے اُسکے پاس
سے جا کر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی کی
والدہ کے پاس یا انھوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ
نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اور وہ قریش
سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرینگے کہ مشرق اور مغرب سے اُسکی خبر شائع ہوگی تو
کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری میں کہا ہے۔ کذا فی الموائہب

من القصیدۃ

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ
ابو زہراؑ اے آپ کی عذرا طہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا
یا طیب مبتداء منہ و محنتہ
ای قوم یا جو شیوہ تم حاضر ہو رو آپ حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دکھو

اس سے شبہ فرقی تنجیم کے صحیح ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کے تولد میں کوثر و ذیل ہونا اس سے لازم نہیں آیا
بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسکو کسی فعل سے یہ معلوم تھا کہ آپ کے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلاوے کہ ہمارا فلان نائب
ہمارا فرستادہ فلان ماہ کی فلان تاریخ کو پہونچے گا تو ایک وقت کی تعیین ہو نہ کہ وقت کی تاخیر۔ منہ

آپ کی پیہ نش کا روزہ مبارک کے ان کا اہل فارس اپنی فرہشت دریافت کر لیا

و بات ایوان کسری وهو منصدع

اور نو شیربان کا محل بوقت موت ہا سعادت بجاں فیکسٹی ایسا

والنار خامدة الإنقاس من اسف

ایک میلہ انٹرنیٹ کو وقت آتش بخون بسبب فحشوں کے سرزد ہو گئی

وساء سأوة ان غاضت بحيرتها

وہ اہل سادہ کو ہر امر و غلبہ کی اس کے دریاہ کا پانی خشک ہو گیا اور اس کے

كان بالنار ما بالماء من ببل

و یا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہو گئی جو یانی میں ہوتی ہے

والجبر. قهنت والإنوار ساطعة

چونکہ طلبہ حضور کی آواز میں کہہ رہی تھیں اے اے حضرت! کہ ظالم باہر ہو رہے ہیں

عموم اوصموا فاعلان المشاة لم

لکھنؤ (ہو گئے) اور یہاں سے ہو گئے سو اظہارِ اشتیاقات

من بعد ما اخذ الاقواء كاهنهم

وزاد عجیب رہے کہ رقیہ احنظریہ لکھنا تھا اور ہا ہوا نام میرا کہ لکھتا تھا

بعد ما عايناه في الافق من شمس

و کتب شریفه از آنجا که او بهر دوستان و رفقاء خود میفرستاد و

از دیوارهای این شهر

يَرْجُو سَلَامًا وَسَامًا

ساتوین فصل یوم و ماہ و سنہ و و

|| كاتباتك ||

وَمَا يَكْفُرُ بِهِ إِلَّا الْأَقَلُّ مِنَ النَّاسِ وَمَا يَكْفُرُ بِهِ إِلَّا الْأَقَلُّ مِنَ النَّاسِ

في اسمائه لا تسبوا الناس، ودمهم من الاول



قد اذن سر واجلول البئس والنقم

لہذا لوگ رائلٹوں کو دیا جائے تو اس سلطنت اور پیشہ فی مصائب کا قریب گیا

کشم اصحاب کسری غیر ملتئم

یاش یا من زو گیا جسے لشکر کسمی کو فتح مجتہع ہونا نصیب ہوا

عليه والنور سائر العيون م. س. م.

اور نہ فرات سے چران اور تیز و بادی کہ اندر بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کھا اترے چاہی

و وارد و ابراهیم بن الفظ حین ظهور

کتابت بر آید و الا حکایتش خسته نمیدانایم که ما لوطی مالک را در پیشکش لوطی مال

خذ نارا وبالبنار ما بالماء من خضر

لَسْبَرِ رُخْسَے اور بالائی کو وہ خواہاں التہ حاصل ہو گا کیا کہ ہر تھا

الحق اظهر من مذهب من كان

حق ظالم ہو یا اس میں راجح و مشافہ ہو یا باطل ظالم ہو یا باطل حق کے

قسم: ...

نام و بارگاه اهل کمال

سے بہت اور بڑی حویلی کی دیوڑھی پہنی

يَا أَيُّهَا الْمَعْزُومُ لَا تَقْصِرْ وَلَا تَتَزَلَّجْ فِي عِلْمِكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمَرْغُومِ

و اما این دوام خوا او یی بر بیداری می است تا آنکه استیج دین تمام شود

سَفْصَة وَلَقِيَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

سلسلہ مدرسے اور کچھ بے بل رہے بہائی تھے زمین کے ۱۲ اعشار الوداع

عَلَى حَبِيبِكَ حَيْدٍ اَحْلَقَ كُلُّهُمْ

ن ومكان ولادته مشرفه من

کتابخانه

چچ مین احصاف ہوا گھوین یا بار گھوین لدا

تم سب کا اتفاق ہوا۔ عام اسکیل ٹھہری



جس سال صحابہ الفیل ہلاک کیے گئے بقول ہیسیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول دمیاطی
 پچیس دن بعد کذا فی الشہامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزکشی بعض
 نے طلوع فجر کذا فی الشہامۃ **مکان** بعض کے نزدیک مکہ میں بعض کے نزدیک شعب میں
 بعض کے نزدیک روم میں بعض کے نزدیک عسفان میں کذا فی الشہامۃ عن الموالہب

من الروض

وکان مولدہ ایضاً و نقلتہ
 اور آپ کی ولادت شریفہ اور وفات شریفہ
 یا رب صل وسلم دائماً ابداً
 علی حبیبک من زانت بہ العصر

۱۱ ٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت میں

پہلی روایت ابن شیح نے تخصیص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں
 کے جنبش دینے سے ہلا کر بنا تھا کذا فی الموالہب دوسری روایت بیہقی اور ابن عساکر
 نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت جلیلہ کہتی تھیں کہ اُنھوں نے جب آپ کا دودھ
 چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا
 اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلاً جب آپ ذرا سیائے
 ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلنا دیکھتے مگر اُن سے علیحدہ رہتے (یعنی
 کھیل میں شریک نہ ہوتے) کذا فی الموالہب تیسری روایت ابن سعد اور ابو نعیم اور

سہ ادریس کی اس روایت پر کہ ایام واقعات میں نور محمدی عبد المطلب کی حسین میں نمایان ہوا شبہ نہ کیا جائے
 کیونکہ انفسال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہیں جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اُسکا اثر روشنی اور
 گرمی رہتی ہے ۱۱ منہ ۱۲ جیشی فصل کی دوسری روایت کے ذیل میں وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ ۱۳ اشہر قول اول
 ہے دوسرے اقوال باضعیف ہیں یا ماول بتاویلات مناسبہ ۱۲ منہ ۱۳ شاید یہ وہی شعب ہو جس میں قریش
 مخالفین کے تباہ و تخراب کے وقت ابوطالب آپ کو لیکر رہے تھے جب کا قصہ گیارہویں فصل میں آتا ہے ۱۲ منہ
 ۱۴ بالبدال موضع بکہ کذا فی القاموس ۱۲

ابن عباسؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار انکو کچھ خبر ہوئی آپ اپنی درمناشی بہن شہداء کے ساتھ عیس وہ پہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں راتوں لائی ہو بہن نے کہا کہ امان میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں ملے گی ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو انپر سایہ کیے ہوئے تھا سب بد فقہر جانے سمجھو وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہنچے کہ انی المواہرہ۔

چوتھی روایت: حضرت حلیمہؓ سے روایت ہے کہ عین (طائف سے) بنی سعد کی سورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اسکو کافی ہو تا تھا اس کے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاعری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہم یہی بھی اس سے تنگ آ گئے تھے ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور ممتی کہ آپ ینیم بہن کوئی قبول نہ کرتی دیکھو کہ زیادہ انعام و اکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر انکو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالیٰ برکت کرے غرض میں آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی فروگاہ پر لائی اور گود میں لیکر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ اور آپ کے رصناعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا غرض اسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گزری اور اسکے قبل سونا میر نہیں ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی میں نے کہا ہاں مجھ کو بھی یہی امید ہو پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور میں آپ کو لیکر اسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہو جس پر تم آئی تھیں میں نے کہا ہاں وہی ہو وہ کہنے لگیں کہ بیشک اس میں کوئی بات ہے

بھر ہمارے گھر ہو چکے اور وہاں سخت قحط تھا سو میری بکریاں دودھ سے بھری آتیں اور دوسروں
 کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ نہ ملتا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے
 کہ اسے تم بھی دیا نہ ہو چلاؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے اور
 میرے جانور بھرے آتے کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی غرض ہم ہمارے
 خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ
 چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اونچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے
 بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے
 ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور ہمیں اس لیے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے واپس لے کے
 بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ
 مویشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے
 قریشی بھائی کو دو سفید کبوترے وائے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال
 میں چھوڑ کر آیا ہوں سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ
 (خوف سے) متغیر ہو میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کبوترے پھنٹے ہوئے آئے
 اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُس میں کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کو
 اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہو قبل اسکے کہ اُس کا
 زیادہ ظہور ہوا نئے گھر پہنچا آئیں والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگیں کہ تو تو اس کا رکھنا چاہتی
 تھی پھر کیوں لے آئی؟ میں نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور میں اپنی خدمت
 کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لیے لائی ہوں۔ انھوں نے فرمایا یہ بات نہیں سچ بتلا؟
 میں نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگیں تجھ کو انہر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ میں نے کہا ہاں
 کہنے لگیں ہرگز نہیں واللہ شیطان کا انہر کچھ اثر نہیں ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہی
 چھ انھوں نے بعض حالات حل و ولادت کے بیان کیے (جو پانچویں فصل کی دوسری اور تیسری
 روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر میں مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت
 کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام فل اس روایت میں متعدد واقعات پر کرامات مذکور ہیں

جیسا کہ ظاہر ہو **قل** اور حلیمہ کے اُس درے کے کا نام عبد اللہ ہو اور یہ انیسہ اور ہذا امہ کے
 بھائی ہیں اور یہ جذامہ شہما کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبد العزی
 کے جو شوہر ہیں حلیمہ کے کذا فی زاد المعاد۔ اور بعض بل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح
 کی ہو کذا فی الشمامہ وزاد المعاد یا پانچویں روایت میں اُچھٹے نے ثور بن یزید سے اس
 بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ مرفوعاً ذکر کیا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
 اُن دو سفید پوش شخص نے میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نکو انکی امت کے دس
 آدمیوں کے ساتھ وزن کر و چہا بچہ وزن کیا تو میں نے کہا بھری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ پھر
 ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس یہ وہ اللہ اکبر انکی تمام امت سے وزن کرو گے تب بھی
 یہی وزن کی گئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام **قل** اس جگہ میں آپ کو بشارت سنا دی کہ آپ نبی
 ہونے والے ہیں **قل** اور شق صدر اور قلب اطہر کا دھانا چار بار ہو ایک تو یہی جو مذکور
 ہو اور دوسری بار پھر دس سال یہ حرامین ہو اتھنا غیبی بار وقت بعثت کے ماہ رمضان
 خارجہ امین جو تھی ہا شب حراج میں اور پانچویں بار ثابث میں کذا فی الشمامہ بتغییر لیسیر
 شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تفسیر سورہ اکمل تفسیر میں اس کے متعلق لکھا ہو کہ پہلی بار کا شق
 کرنا اس لیے تھا کہ آپ کے دل سے حب ہو دوسرے حب جو ابوکون سے دل میں ہوتی ہو نکلا لڑالین
 اور دوسری بار اس لیے کہ جو انی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو ہفتہ ہست
 جو انی خلاف مرضی الہی سرزد ہوتی ہیں نہ رہتے اور تیسری بار اس لیے کہ آپ کے دل کو قوت
 قتل وحی کی ہو اور چوتھی بار اس لیے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت
 کی ہو کذا فی تواریخ حبیب الکھچھی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور
 پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے ایسا عدل
 آپ کی طبیعت میں تھا اور لڑکپن میں کبھی آپ نے بول دیا کہ پڑے میں نہیں کیا بلکہ وہ نون کے
 وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپ کو اٹھا کر جانور و پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی
 سہ۔ ایک قول ہو اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول میں کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ ۵ عطف ہو عالم ہر نہ کر ملکوت
 پر کہو نہ کہ عالم ماسوی اللہ ہو اور لاہوت مراتب اکہی سے ہو ۱۲ منہ

ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ
حبیب الہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار
بچپن کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لارہا تھا اور سب اپنی لنگی اُٹا کر گردن پر پتھر کے نیچے رستے
ہوئے تھے میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا کہ اُن کیونکہ اتنے بچپن میں انسان مکلف بھی نہیں ہوتا
اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلافت حیا نہیں سمجھا جاتا) دفعۃً غیب سے) زور
سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس میں نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر
لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ساتوین روایت** ابن عساکر نے حلیہ بن عرفطہ
سے روایت کیا ہو کہ میں مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے
ابوطالب چلو پانی کی دعا مانگو ابوطالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین
جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اس وقت
ابوطالب کی پرورش میں تھے) ابوطالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی
اور صاحبزادے نے اُنکی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب
طرف سے ہاولا نا شروع ہوا اور خوب پانی برساکذا فی الموائہ اور یہ واقعہ آپ کی صغریٰ
میں ہوا کذا فی تواریخ حبیب الہ **آٹھوین روایت** ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے
ساتھ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں بحیرہ اربعہ نصاریٰ کے پاس اتفاق
قیام ہوا راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابوطالب
سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود اور نصاریٰ اُن کے
دشمن ہیں انکو ملک شام میں نہ لیجاؤ مبادا اُنکے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابوطالب نے
مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب الہ
ف سیرت ابن ہشام میں یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہو **نویں روایت** آپ جب
ابوطالب کی کفالت و تربیت میں تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر
ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے۔ کذا فی الشمامسہ

و یا ہذا ابنۃ سعد فری قد سعدت
اور کیا خوش قسمتی ہو حضرت سعد بن ابی وقاص کی انوار سی سعادت
اذا ما صنعت خیر خلقی اللہ کا ہر
کہ نہ انھوں نے بہترین نام خلافت کو دودھ پلایا
مرات لہ عجزات فی الرضاع بدت
انھوں نے آپ سے بہت سحریات دیکھیں جو رضاعتی حالت میں ہو سکتی
وحدثت قی صلا اهل لکنب لما
اور انہیں کتاب سے اپنی قوم سے آپ سے
یا رب صل وسلم دائماً ابداً

سعادة قدرها بین الوری خطر
حاصل ہوئی جسکی قدر مخلوق میں عظیم سم ہے
ہذا هو العوز لا مصلک ولا وسر
بڑی کامیابی ہو جسکی ہر برکت نہ شاہی روز و زارت
و شاهدت برکات لیس شخصی
اور اسے برکات کا شاہدہ کیا۔ کا حضرت بنو سکن
یکون من شأنہ مذ شخصہ نظروا
حالات بیان کیے ہیں کہ آپ کو دیکھی
علی حبیبک من زانت بہ العصر

نویں فصل کے ناموں میں جنکے متعلق آپ کی تربیت و رضاعت کے بعد دیگرے ہوتا رہے

آپ زمانہ حمل میں تھے کہ آپ کے والد عبد اللہ کی وفات ہو گئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام صرف
دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ عبد اللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے
وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے کہ وہاں
ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ
آمنہ آپ کو لیکر مدینہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئی تھیں مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان
مکہ و مدینہ کے موضع ابوا مین انھوں نے وفات پائی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اور اس وقت
ام امین بھی ساتھ تھیں کذا فی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش میں رہے
جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبد المطلب کی بھی وفات ہوئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور
انھوں نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ اُنکی کفالت میں رہے۔
کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ یہاں تک کہ انھوں نے نبوت کا زمانہ بھی پایا۔ اور سات روز تک
آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ۔ پھر چند روز تک ثویبہ نے دودھ

پلایا جو ابولسب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اُنکے اسلام میں اختلاف ہو اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا اور اُسوقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہ نے پلایا اور اس دودھ کے شربک بھائی بنون کے نام اور اسلام کی نسبت اُنھوں نے فصل کی چوتھی روایت کے ذیل میں کچھ مضمون مذکور ہوئے ہیں اور انھیں حلیمہ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ نام فتح مبین مسلمان ہوئے اور بہت پہلے مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی نبی سعد بن کسی عورت کا دودھ پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی آپ کو دودھ پلایا جب آپ حلیمہ کے پاس تھے تو حضرت حمزہ دودھ پونے کے دودھ ہی پر جس سے آپ کے رضاعی بھائی بن ایک ثویبہ کے دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذا فی زاد المعاد اور جسکے اغوش میں آپ رہتے وہ یہ ہیں۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہ۔ اور شیخہ ابی جہش بن۔ اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہو یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ نے اُنکا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے کذا فی زاد المعاد

اشا باش آن صدف کہ چنان پر در گہرا
صلوا علیہ ماطلع الشمس والنقار
آبا زو مکرم وابست عزیز تر
بعد از خدا بر رُک توئی قصہ مختصر

دسویں فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات میں

پہلی روایت جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان میں ایک لڑائی ہوئی تو اُس واقعہ کی بعض تاریخوں میں آپ بھی شریعت فرمائے مگر کہ ہوئے ہیں اور آپ نے فرمایا ہو کہ میں اپنے اہتمام کو وعدہ کے نیروں سے بچاتا تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اس سے آپ کا اول ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے دوسری روایت جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ قریش میں ایک مالدار بی بی تھیں اور تاجروں کو اپنا مال مضاربہ پر دیتی رہا کرتی تھیں آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سن کر

آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربیت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپ نے قبول فرمایا یہاں تک کہ آپ شام میں پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اُترا آپ شام سے خوب نفع لیکر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دعویٰ پتیز ہوئی تھی تو وہ فرستے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکہ پہونچے تو حضرت خدیجہ کو اُنکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دو گنا یا م سکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدقہ و امانت کی بین دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کیا حضرت خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ او خدیجہ اگر یہ بات صحیح ہو تو محمد اس امت کے نبی ہیں اور محمد کو (کتاب سماویہ سے) معلوم ہو کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہو اور اُس کا یہی زمانہ ہو حضرت خدیجہ بڑی عاقل فہمین یہ سب سن کر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشراف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپ نے اپنے انعام سے ذکر کیا اور اُنکے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اُس راہب کا نام مسطور تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ تیسری روایت جب آپ پینتیس سال کے ہوئے قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پرین رکھوں قریب تھا کہ اُن میں ہتھیار چلے آخر اہل ابراہ نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو سب میں پہلے آوے اُسکے فیصلہ پر سب عمل کر و سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمد بن امین ہیں اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ

مقام لے اور خانہ کعبہ تک لاوین جب وہاں تک پہونچا آپ نے خود اسکو اٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے اٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجھ کو اس کے موقع پر رکھنے کے لیے اپنا وکیل بناوین کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہو گئے۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ بتغیر الالفاظ من الروض

و فی حدیجۃ النکبری و قصۃ ہما
اور حضرت خدیجہ الکبریٰ نے قسم میں
اختارۃ المصطفیٰ بعلا و قد نظرت
اور انھوں نے رسول اللہ علیہ وسلم کے
بیا رب صل وسلم دائماً ابداً
عجایب یا اولی الابصار فاعتبروا
عجایب انورین و ایہا بنیش سو خیال کرو
فی معجزات رسوالہ تمنت شہ
معجزات میں جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی
علی حبیبک من نزات بہ العصر

گیا رھوین فصل نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں

جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ چاند ربیع الاول کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبریل علیہ السلام آئے اور سورہ اقرآ کی مشروع کی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ اسکے ایک عرصہ کے بعد سورہ مدثر کی آیتیں اول کی نازل ہوئیں تو آپ نے حسب حکم فائدہ دعوت اسلام مشروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تو مرآپ نے علی الاعلان دعوت مشروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا مشروع کی لیکن ابوطالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمد کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے ٹہنیے انھوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابوطالب آپ کو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی ٹھائی میں واسطی محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سودا گروں کو منع کر دیا کہ ان

لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجن اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔
 تین سال تک آپ اور بنی ہاشم بنی مطلب اس شعب میں نہایت محکمیت میں رہے آخر کار
 آپ کو بوجی آئی اس بات سے اظہار ہوئی کہ کپڑے لے آئے عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا
 بجز اللہ کے نام کے کہ اس میں کہیں کہیں تھا ایک حروف نہیں چھوڑا آپ نے یہ حال ابو طالب
 سے کہا۔ انھوں نے شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو
 دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم انھیں بھاری سے حوالہ کر دیں اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ
 تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے انا کر اس کاغذ کو دیکھا فی الواقع
 ایسا ہی خطا تب قریش اس قطع رحم سے باز آئے اور عہد نامہ کو بچا کر گوالا ابو طالب آپ کو اور
 بنی ہاشم بنی مطلب کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ پرستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہو
 کذا فی تواریخ حبیب اللہ وغیرہ اور یہ عہد نامہ بجز منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرہ
 حرم سنہ سات ذی قعدہ کو لٹکا یا گیا تھا اسکا ہاتھ خشک ہو گیا اور نبوت سے سال دہم میں شعب
 سے باہر آئے تھے اور اسی سال میں عمار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا
 انتقال ہو گیا اور اُن کے تین دن بعد حضرت زیدؓ کی وفات ہو گئی کذا فی الشمامہ بعد وفات
 حضرت خدیجہؓ کے آپ کے دو نکاح قرار پائے ایک حضرت عائشہؓ سے کہ اس وقت
 چھ سال کی تھیں مکہ میں اُن کا نکاح ہوا اور مدینہ آکر نو برس کی عمر میں رخصت ہو کر آئین اور دوسرا
 نکاح حضرت سوڈہ بنت زمعہ سے کہ یہ وہ تھیں مکہ میں نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینہ میں

۱۔ عہد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم مطلب عبد شمس۔ نوفل جناب رسول اللہ صلعم ہاشم کی اولاد میں ہیں اور
 مطلب کی اولاد میں بنی مطلب ہیں عبد شمس کی اولاد میں بنی امیہ ہیں حضرت عثمان بنی امیہ میں ہیں۔ اور نوفل
 کی اولاد میں حضرت جہیر بن مطعم ہیں۔ بنی مطلب حاکم کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے منحرف صلعم کے ساتھ رہے۔
 اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القرنی کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت
 عثمان اور جہیر بن مطعم نے اس باب میں عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمیں انکار نہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ
 نے آپ کو ان میں پیدا کیا ہو مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہیں اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہو
 آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں۔ یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہیں۔ ترجیح کی یہ وجہ ہی

آئین اور ہمیشہ ازدواج میں رہیں۔ کذا فی تاریخ حبیب اللہ۔ اس سال دہم میں آپ ملائف
 بنی تقیف کی طرف کثرت سے گئے اور یہ جانا دعوت اسلام کے لیے اور نیز اس لیے تھا
 کہ اُسے کچھ مدد لین دیکو نہ بعد وفات ابوطالب کے کوئی بادشاہت آدمی آپ کا حامی تھا
 لیکن وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سفند لوگوں کو ہر کار آپ کو بہت تکلیف
 پہونچائی آپ وہاں سے ملوں ہو کر مکہ کو واپس ہوئے جب آپ بنی نخلہ میں کہ ایک دن
 ان راہ پر مکہ سے ہی پہونچے رات کو وہاں رہ گئے آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ
 سات یا نو جن نبیوں سے کہ ایک قریب ہی موصول میں وہاں پہونچے اور کلام اللہ سن کر ٹھہر گئے
 جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے انھیں اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف
 مسلمان ہو گئے اور انھوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی سورہ احقاف آیت واذ
 صرنا الیک نفراس الجن میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکہ کثرت سے گئے اور
 بدستور ہدایت خالق اللہ میں مشغول ہوئے اور آپ عکاظہ و منہ و ذی الحجاز میں کہ اسواق عرب
 نھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ متوجہ نہ ہوتا تھا اس کے سہ لبا رہے ہوتے ہیں آپ
 ہر موسم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انھیں کے آپ کو ملے آپ نے
 ان کو دعوت اسلام کی انھوں نے یہ مدینہ سننا سنا کہ ایک پیغمبر کثرت سے پیدا ہوئے
 اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ
 ہو کر تم کو قتل کریں گے انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر
 یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ دہم سے پہلے ان سے آملین اور چھ آدمی ان میں سے
 مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال کئندہ میں ہم پھر آؤینگے مدینہ میں جا کر انھوں نے
 آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارہوا ان سال تھا بارہ
 آدمیوں نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون میں کے اور سات اور انھوں نے
 احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہی آپ نے حسب درخواست
 انکی مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینہ کو بھیج دیا مصعب نے
 تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے تھوڑے

ان میں سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ موت سے تیرھواں سال تھا ستر آدمی شرف سے انصار
میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف
لے جاویں گے ہم خدمت گزار رہیں گے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھے آویگا ہم
اس سے لڑیں گے اور جان و مال کی قربانی میں قصور نہ کریں گے اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی
گھاٹی کے ہیں ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئی تھیں کذا فی تاریخ حبیب الہدی سیرۃ ابن ہشام

من الروض

وعند ما جاء جبرئیل وقال له
اور حبیب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ
ادعی لدین الہ العرش فابتد ساری
اپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپ کی دعوت پر
وقام ینذ ساقی ما خالفوا سد فها
اور آپ تہذیب کوئی ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنہوں نے مخالفت کی
فبرأ اللہ مما قد سر موعہ بہ
سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تہمتوں سے بری کیا جو انہوں نے
وقایہ اللہ اغنت عن مصنا عفة
تھامت خداوندی نے زہمہوں کے اوپر تلے پہننے کی
یا سرب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من من انت بہ العصر

فصل بارہویں واقعہ معراج شریف میں

اور اس فصل کو بوجہ مستتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر السراج

اس فصل کی روایتیں ہواہب سے ہیں اور جو دوسری کتاب کی ہیں وہ ان کے نام کے ساتھ لفظ کذا پر مضاف ہوا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی
سہارا گزشتہ کتب کیا جائے تو یہ ہر شایہ اس لفظ فصل پر لکھا جائے جو اس کی تہذیب میں مذکور ہے جیسا حاشیہ آئندہ میں معلوم ہو گا ۱۲ منہ

فی لیلة المعراج کرتا ہوں

سبحانہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہی جو مکہ میں بقول زہری ^{۱۰} قسہ ہجری نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رض۔ حضرت علی رض۔ حضرت ابن مسعود رض۔ حضرت ابن عباس رض۔ حضرت ابن عمر رض۔ حضرت ابن مژدہ رض۔ حضرت ابی بن کعب رض۔ حضرت ابو ہریرہ رض۔ حضرت انس رض۔ حضرت جابر رض۔ حضرت بریدہ رض۔ حضرت سمیرہ بن جندب رض۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رض۔ حضرت شداد بن اوس رض۔ حضرت صہیب رض۔ حضرت مالک بن صعصعہ رض۔ حضرت ابی امامہ رض۔ حضرت ابویوب رض۔ حضرت ابوتبہ رض۔ حضرت ابو ذر رض۔ حضرت ابوسعید خدری رض۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رض۔ مردوں میں سے اور حضرت عائشہ رض۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رض۔ حضرت ام ہانی رض۔ حضرت ام سلمہ رض۔ بخورتوں میں سے اور انکے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہوں واقعہ اول آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) و جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانی کے گھر کو جو شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا۔ ہاں سے آپ کو مسجد میں حطیم میں لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہونچ کر بھی لیٹ گئے و اور چھت کھولنے میں حکت یہ تھی کہ آپ کو ابتداء میں ہی سے معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت ہو نیوالا ہو واقعہ دوم کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد حرام میں سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین

۱۔ اس ناقتہ مستقل میں یہ مصلحت بھی ہو گی کہ اگر اسکو جد اگانہ چھاپنا چاہیے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت میں اس کے اول میں بطور تہنید کے یہ عبارت بڑے عادی بننا مستحسن ہوگا "بعد حمد و صلوة یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف میں جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلة المعراج رکھا تھا جسکو استقلالاً شائع کیا جاتا ہو واللہ التوفیق بحملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲۸۸ھ

۲۔ مگر چونکہ مشور بارہواں سنہ تھا اس لیے یہ فصل ترتیب میں فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ہے۔

شخص نے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضریں) میں سے کون سے ہیں
 دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہیں تیسرا بولا تو پھر نزدیک سے اچھا ہو اسی کو لے لو اُن سے
 شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اُٹھائے گئے (رواہ البخاری) **ف** یہ
 حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابنا امین تھی اور اسی کو سونا کہہ دیا پھر آپ جاگ اُٹھے
 اور تمام واقعہ میں بیدار رہے۔ اور بعض روایت میں ہو معراج کے اخیر میں آیا ہو کہ پھر میں جاگ اُٹھا
 مراد یہ ہو کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا
 کہ ان حاضریں میں سے کون سے ہیں وجہ اسکی یہ ہو کہ قریش خانہ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے
 (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی میں ہو کہ اول حیرت میں دیکھا گیا اُسے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر
 نہیں آئے اور سلم بن اشجاد نبوی ہو کہ میں نے ایک لےنے والے کو سنا کہ کہتا ہو کہ ان تین میں ایک
 شخص ہیں جو دو شخص کے بیچ ہیں ہیں اور مواہب میں ہو کہ مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ
 و حضرت جعفر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان سو رہے تھے و **ق**عہ
 سوم اول آپ کا سینہ اوپر سے ہنفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک
 زردین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا
 جس میں ایمان اور حکمت تھا وہ قلب میں بھر دیا گیا اور اُس کے اعلیٰ مقام پر اسکو رکھ کر درست
 کر دیا گیا (کہ ازادہ سلم بن رواحہ بن عمن ابی ذر و مالک بن صعصعہ) **ف** ملائکہ کا زمزم شریف
 سے آپ کے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علماء کے نزدیک اسکی دلیل یہی
 کہ آب زمزم اُس سے افضل ہو (قالہ شیخ الاسلام بطلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود
 اُس کے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہو اول یہ کہ تحریم ذہب مدینہ میں ہوئی تو اسوقت تحریم
 نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت میں استعمال سونے کا
 جائز ہو گا تیسرے یہ کہ آپ نے استعمال نہیں کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہیں (عن ابن ابی حمزہ)
 اور ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جو اہر غیبیہ سے تھی جس سے
 ایمان اور حکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جو اہر کا تلبس و استعمال قلب اور دماغ میں قوت
 اور فرحت بڑھاتا ہو چونکہ وہ سبب تھا حکمت و ایمان کا اس لیے اُس کا یہی نام رکھ دیا گیا (کہ ازادہ)

النوی، واقعہ چہاں پھر آپ کے پاس ایک دایہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو براق کھلتا تھا جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور پچھر سے ذرا نیچا تھا جو اس قدر برق رفتار ہو کہ اپنی منتہا سے نظر پر قدم رکھنا ہو کہ زار واہ سلم، اور اُسیر زین و لگام لگا ہوا تھا جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کر لیا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا پس وہ عرق عرف ہو گیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسیر سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکا میل علیہ السلام نے لگام تھامی (عن شرف المصطفیٰ بروایت ابی سعد) **و** یہ شوخی، براق کی غضبانہ تھی بلکہ طربا تھی پھر آپ کے مرتبہ کی تہدید اختصار و تنبیہ سے بچل ہو کر ساکن ہو گیا جیسا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اور اُسکو حرکت ہونی لگی آپ کے اس ارشاد سے ساکن ہو گیا کہ ائیت فاما علیک نبی و صدیق و شہیدان اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہو کہ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پھونپنے (رواہ البخاری) اور بعض میں آیا ہو کہ آپ کو جبریل علیہ السلام نے براق پر اپنے پیچھے سوار بنا کر واہ ابن حسان فی صحیرہ الحارث فی سندہ) سوا انکو روایت بالا سے تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہو کہ اول اوروں جبریل علیہ السلام خود بھی اس صلت سے سوار ہو لیے ہوں کہ آپ کو طبعاً خوف معلوم نہ ہو پھر اُن کو رکاب تھام لی ہو اور دونوں حالتوں میں گاہ گاہ ضرورت کے موقع پر آپ کو تھامنے کے لیے ہاتھ پکڑ لیتے ہوں **واقعہ** عجم جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گدرا ایک ایسی زمین پر چڑھا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھیے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے بثرث (مدینہ) میں نماز پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گدرا ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اتر کر نماز پڑھیے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی پھر بیت اللحم پر گدرا ہوا وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہو جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزار والطبری و صحیح البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت میں بجاسے مدین کے طور سینا ہو کہ آپ نے

لہذا سبقت نامہ اسکا نام ہی تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میں تروم کے بعد مدینہ مقرر ہوا اور بعض روایات میں اب بثرث کہنے کی گواہی آتی ہے

طور سینا یہ غمان پر بھی ہو جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہو رکھ دو اہوہ الناسی،
واقعہ ششم میں عجائب و اتمات برنج کے ملاحظہ فرمائے اور وہ یہ ہو کہ آپ کا گذر
 ایک غورہ پر ہوا جو گمراہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ جو جبرئیل یہ کیا ہو انھوں نے
 کہا کہ جلیہ جلیہ آپ چلتے رہے ایک بڑھڑستہ سے بجا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہو کہ اوٹھو اور صلی
 جبرئیل علیہ السلام نے کہا جلیہ جلیہ اور آپ کا ایک جماعت پر گذر رہا کہ انھوں نے آپ کو بائیں
 الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاضر جبرئیل علیہ السلام
 نے کہا کہ انکو جواب دیجیے اور اس حدیث کے اخیر میں ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ طریقی
 جو آپ نے دیگی وہ دنیا کی سودی کی اتنی رہ گئی ہو جیسی برصیا کی عمر پہنچاتی ہو اور جس نے آپ کو
 پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارے کا جواب دیدیتے تو آپ کی
 امت دنیا کو آخرتہ پر ترجیح دیتی اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے دروہ البیہقی فی الدلائل و نال الحافظ علامہ الدین
 بن کثیر فی الفاظہ نکارۃ و غریبہ اور طبری اور نیزاری کی حدیث میں بروایت ابی ہریرہؓ یہ ہو کہ
 آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں لو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں اور جب کاٹتے
 ہیں پھر وہ رسیا ہی ہو جاتا ہی جیسا کاٹنے کے قبل تھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا
 ہو انھوں نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ انکی نیکی سات سو گونہ تک بڑھتی ہو
 اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا نعم البدل عطا فرماتا ہو اور وہ بہترین رزق مینے والا
 ہو۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جنکے سر پتھر سے پھوٹے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے یا چکے ہیں
 تو صبح حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا جو جبرئیلؑ یہ
 کیا ہو انھوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگراتی کرتے ہیں پھر ایک قوم پر آپ کا
 گذر ہوا کہ انکی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے جتنے پٹے ہوئے تھے اور وہ نواشی کی طرح چر رہے
 تھے اور قوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام
 نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور اپنا اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا
 اور آپ کا رب اپنے بند میں ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جنکے سامنے

ایک ہندو یا مین پکا ہوا گوشت رکھا ہو اور ایک ہندو یا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہو وہ لوگ اُس
 مردے کے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون
 لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مردہ ہیں جسکے پاس حلال طہب بی بی
 ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاوے۔
 اسی طرح وہ عورت ہو جو اپنے حلال طہب شومر کے پاس سے اُٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے
 یا رات کو اُس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص جس پر گدہ ہو جس نے
 ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہو کہ وہ اسکو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اُس میں اور لا لاکر رکھتا ہو
 آپ نے پوچھا یہ کیا ہو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں ایسا شخص ہو جسکے ذمہ
 لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں جنکے ادب پر قادر نہیں اور وہ زیادہ لدنا چلا جاتا ہو۔
 پھر آپ کا ایسی قوم پر گدہ رہا جنکی زبان میں اور ہونٹھ آہنی مقرصنوں سے کاٹ جا رہے ہیں اور
 جب وہ کٹ چکے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا
 یہ کیا ہو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گدہ ایک
 چھوٹے پتھر پر ہو جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہو پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہو
 لیکن نہیں جاسکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہو جو ایک
 بڑی بات منہ سے نکالے پھر نادام ہو مگر اسکو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گدہ
 ہو اور وہاں ایک پاکیزہ خنک ہو اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ
 یہ کیا ہو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ جہنم کی آواز ہو کہ کہتی ہو کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہو مجھ کو
 دیجیے کیونکہ میرے بالا خانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونسے اور
 چاندی اور سونا اور گلاس درشتریان اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور
 شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکان جنت) مجھ کو دیجیے کہ وہ ان
 نعمتوں کو استعمال کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہو ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن
 اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ مشرک نہ کرے اور میرے
 سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اور جو مجھ سے ڈریگا وہ مامون رہیگا اور جو مجھ سے مانگیگا میں اسکو

۱۷ یعنی سرخی واقعہ نشتم کے شروع پر ۱۲ منہ ۱۷ چنانچہ دلائل ہیقی والی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ وارد ہیں فقال لها جبرئیل مدیا براق فوالله ما ركبت مثله فادرسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هو بجودة الجن من تبادر به معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ ۱۷ نفقنا ترتیب کا افکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا اگر واقعات کے تناسب سے یہ اقتران ستین معلوم ہو ۱۲ منہ

دیکھنے کی تصریح ہو چنانچہ اسی حدیث بالا میں ہو کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے خون رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہو مگر اسپر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خونوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہو اور اسپر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جسکے پیٹ کو صریح جیسے ہیں جب ان میں سے کوئی اٹھتا تو فوراً گر پڑتا جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سوہ کھانے والے ہیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ انکے لب ادنت کے سے ہیں وہ چنگاریاں نکلنے لگتے ہیں اور وہ انکے مفل سے کل جی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نیمیوں کا مان ظلم کھاتے تھے اور آپ کا گذر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) ٹٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جسکے پہلو کا گوشت کا ماحا تان تھا اور انھیں کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ جینا پر عجب چین تھے **ف** عالمہ برنج باغبان مکان کے خواہ کہیں جو سرانگانات اس کا مشروط نہیں سماسب کشف کے اس مکان میں ہونے کے ساتھ اور یہ بھی استعمال ہو کہ یہ احوال ان صورتوں کے نظر آئے ہوں جو آدم علیہ السلام کے یسار میں تشریف جنگاؤ کرو واقعہ دہرین ہو گیا اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہو کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء آپ کا گذر ہوا جسکے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا جسکے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں کہا گیا کہ موسیٰ اور ان کی قوم ہیں لیکن اپنا سر اوپر اٹھائیے اور دیکھیے سو دیکھتا گیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہو کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہو اور کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہو اور انکے علاوہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو دین غنیمین لگاتے اور جہاڑ چھوٹا نہیں کرتے اور تنگن نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں گذارواہ ہتر ہزار

واقعہ مہتمم جب آپ بیت المقدس پہنچے حضرت انس رضی سے مسلم کی روایت ہو کہ آپ نے فرمایا

فرماتے ہیں کہ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنے مرگب کو

باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہ سے روایت کیا کہ جبریل علیہ السلام نے پھر میں جو کہ بہت المقدس
میں ہوا نکلی سے سوراخ کر کے اس سے براق کو باندھ دیا۔ دو دنوں بعد وائتین اس میں جمع ہو سکتی
ہیں کہ وہ ملحقہ نو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو جبریل علیہ السلام نے انکلی سے
انکول دیا ہو اور دو دنوں حضرات باندھنے میں شریک ہوں۔ اور اس پر شہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے
کی ضرورت کیا تھی کہ وہ تو سحر کر کے بھیجا گیا تھا ملک ہو کہ اس غلام ہیں آئے۔ اس میں کہ آریاں
کے پیدا ہو گئے ہوں اگر بھیانکے کا بھی اندیشہ ہو تا ہم اسکی سوخی وغیرہ سے آپ کے قلب کے
پریشان ہونے کا۔ تو الیہ ہوا درجہ بن کا احاطہ کن کر سکتا ہو واقعہ ہشتم تفسیر ابن ابی حاتم میں
حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جب آپ تینہ المقدس پر پہنچے اور اس مقام پر پہنچے
بسطا نام باب محمد بن براق کو باندھ کر۔ دونوں۔ انب فزا مسجد میں پہنچے تو جبریل علیہ السلام
نے کہا کہ اے محمد کیا آپ نے سپہ رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو جو رعین دکھلاوے
آپ نے فرمایا یاں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان جو رتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجیے
آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انکو سلام کیا تو انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا
تم کس کے لیے ہو انھوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں اور ایسے مردوں کی بیبیاں ہیں جو
پاک ہیں صاف ہیں اور میلے نہ ہونگے اور ہمیشہ رہینگے کبھی جنت سے جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ
زندہ رہینگے اور کبھی نہ مریں گے سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے آدمی حج ہو گئے
پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی آپ نے صفت باندھ کر قریۃ لکھڑے تھے کہ کون امام بنے
سو میرا ہاتھ جبریل علیہ السلام نے بڑا کر اس کے گرد دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں فارغ
ہوا جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو میری آنکھوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے
کہا نہیں انھوں نے کہا کہ جتنی نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ اور یہی نے
ابو سعید سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور جبریل علیہ السلام
رکعت میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعود کی روایت
میں اتنا اور زیادہ ہو کہ میں مسجد میں گیا تو ابی جبریل علیہ السلام کو میں نے پہچاننا کوئی صاحب کھڑے
ہیں کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم منقوت

اور بہت کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں سو جبریل علیہ السلام نے میرا
 ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن سعود رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کیا
 ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں انکا امام بنا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہنچے
 کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور یحییٰ بن ابی سعید سے
 اس طرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اس جماعت کے آپ
 باقر ہوئے) جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون
 ہیں انھوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا اسکے پاس جہاں انکی قبرت
 کے لیے با آسمانوں پر بلائے گئے (یعنی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ
 اللہ تعالیٰ ان پر تخت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلفاء ہیں یعنی ہمارے
 بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفے پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور ان سمجھنے والے
 اپنے رب پر شنائی سوا براہیم علیہ السلام نے اس طرح تصریح کی کہ تمام حامدانہ انبیاء کے سب ثابت
 ہیں جس نے محمد کو خلیل بنایا اور محمد کو ملائکہ عظیم میں فرمایا۔ پھر کہ منند انما حسب قنوت ہا کہ
 اقتدا کیا جاتا ہو اور محمد کو انش (مردی) سے ثابت فرمایا۔ اور اس میں شک نہ ہو سکتا اور یہ
 کا ذریعہ بنا دیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہ ثابت کیا کہ یہ خیر ال انعام میں ہے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت
 ہیں جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا اور مجھ کو مرید فرمایا۔ مجھ پر اور یہ ثابت فرمایا اور فرما
 کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق
 کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق عدل کرتے ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام
 نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملائکہ
 عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لیے کوہ کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑوں کو مسخر
 کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہر دون کو بھی تسبیح کے لیے مسخر فرمایا اور مجھ کو حکمت
 اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی
 کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرے لیے ہو کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا

لے کہ نہ جب آپ امام الافلاک ہیں اور انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجہ اولیٰ ہونگے اور نہ

کہ جو چیزیں چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے سموات عالی شان اور مہر قصا وید کہ اس وقت درست تھیں،
 اور محمد کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے محمد کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین
 اور انسان اور جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا اور محمد کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے
 شایانہ ہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے خلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔
 پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر بنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام ممالک تعالیٰ کے لیے ثابت
 ہیں جسے محمد کو اپنا حکم بنایا اور محمد کو مشاہدہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ ان کو ان سے بنا کر کہہ دیا کہ
 تو (ذی روح) بہ جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا اور محمد کو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور
 محمد کو ایسا بنایا کہ سب نئی سے بزرگ کی نقل کا قاب ہوا کہ ان میں چھوٹا سا دیتا تھا تو وہ حد تعالیٰ
 کے حکم سے پرند بن جاتا تھا اور محمد کو ایسا بنایا کہ سب بزرگ خدا وند اور اندھے اور جاہل کو اچھا کر دیتا تھا
 اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور محمد کو پاک کیا اور مجھے داور میری والدہ کو شیطان جہیم سے پناہ دی
 سو ہم پر شہ طمان کا کوئی تابو نہیں چلتا تھا۔ لاوی کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی
 ثنا کی اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے رب کی ثنائی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں جمیع محامد
 اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمہ اللعالمین اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا
 اور مجھے فرمان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان اور خواہ مراحتہ خواہ شافقت
 اور بری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہو اور میری امت کو
 امت عاوا بنایا اور میری امت کو ابسا بنایا کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی
 زمانہ میں) اور میرے سید کو مراح فرمایا اور میرا بار مجھ سے لے لیا گیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور
 مجھ کو سب کا مشروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی فور میں اول اور ظہر میں آخر)
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموات کا ذکر کیا۔ اور ایک سے امت
 میں آپ نے بالخصوص تین پیغمبروں کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام
 کا ناز پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اس میں یہ بھی ہوا کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے
 ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمد یہ مالک دار و دہ و فرخ کے ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے ان کی طرف

دیکھا تو انھوں ہی نے پہلے مجھ کو سلام کیا رکھنا رواہ مسلم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
 کہ سیدۃ النساء امین دجال کو بھی دیکھا اور خازنِ ناز کو بھی دیکھا رکھنا رواہ مسلم طحاوی اور ابن کثیر
 سے معلوم ہوا ہے کہ دجال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا یعنی اسکی صورت نہ لیدہ کو کہ
 وہاں اسکا نہ ہونا ظاہر ہوا واقعہ تھمہ اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ غایب ہوئے
 سے یا نبی شریف لائے جبریل علیہ السلام آپ کے سامنے ایک ظرف دودھ کا آیا اور آپ نے
 لائے اب فرماتے ہیں میں نے دودھ کو اٹھانا دیکھا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کی فی
 طریق دین کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا رکھنا رواہ مسلم اور احمد کی حدیث میں
 بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک ظرف دودھ کا آیا اور آپ نے اسکی روایت میں فطرت
 آئے ہیں دودھ اور شراب اور پانی اور شہادین اوس کی حدیث میں آپ کا رشتہ دیکھ کر اب ناز
 کے مجھ کو پیاس لگی اسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ میں نے دودھ کو اختیار کیا تو ایک
 بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ تمھارے دوست نے فطرت کو
 اختیار کیا فراق کے باندھے کے بعد جو واقعات نہ کہ وہ ہیں ان میں ترتیب اس طرح مفہوم
 ہوتی ہو جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ جو روئے ملنا چاہتے ہو کیا ہے؟ آپ کا اور جبریل علیہ
 السلام کا دودھ پڑھنا یا یہ تختہ المسجد پر اسوقت غایب ہوئے اور میرے انبیاء علیہم
 السلام پہلے سے جمع تھے جنکو آپ نے مختلف حالات میں دیکھا کہ وہ کون کون کون کون کون کون
 سب تختہ المسجد پڑھتے تھے اور ان میں سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت نبی
 اپنی نازوں سے فارغ ہو کر اسی تختہ المسجد پر بھی آپ کے مقتدی بن گئے ہونے کا تفسیر ہے پھر بقیہ
 انبیاء علیہم السلام کا جمع ہو جانا انھیں ہم چھرازاں و تائیر و نا اور جماعت ہونا جس میں آپ امام
 تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام اوچھٹن مالک آپ کے مقتدی تھے ان میں سے بعض کو آپ
 نہ پہچانتے تھے اسی واسطے جبریل علیہ السلام نے بتلایا کہ جمیع انبیاء سے مقتدین نے آپ کے
 پیچھے ناز پڑھی ہو اور اسکی تحقیق کہ یہ ناز کونسی تھی واقعہ بست و سوم کے ذیل میں آویگی اور ازان
 واقامت یا تو ایسی ہی ہو گو عام حکم اسکا مدینہ میں پہنچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو نمبر ۵
 پھر ملائکہ سے تعارف ہونا شاید خازنِ ناز سے ملاقات بھی اسی ضمن میں ہوئی جو میں انھوں نے

یو جہا کہ یہ کون ہیں اور نام سنکر فرشتوں کا پوچھنا کہ کیا اس کے پاس پیام الہی بھی گیا دلیل اس کی ہو کہ ان
فرشتہ کو تو یہ کہ تعالیٰ پہ علم تھا کہ آپ کے لیے ایسا ہونے والا ہو آگے اس میں دو احتمال ہیں
یا تو میوزا مسلمان ہو نہ ہو کو علم نہ ہو کہ وہ کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہیں دوسرے معاملات کا
ہر وقت علم میں ہونا اور یہ نبوت کا علم پہلے سے ہوا اور مقصود یہ ہے کہ یہ ہو کہ معراج کے
لئے اس کے پاس سکھ ہو سچ چکا اور اسی طرح آگے جو سوالات سوال ہو وہ ان بھی یہی تقریر ہو
مفسرین نے یہ حدیث انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا مفسرین کے بھڑبھڑاتے حضرات کا خطبہ پڑھنا
مفسرین کے بھڑبھڑانے کا جزئی ہونا جنکی روایات میں ثور کر کے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دوسرے
اور تیسرے اور چار۔ پانی کسی نے دوسرے ذکر پر اتنا کیا کہ کسی سے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہوں ایک
پیالے میں پانی ہو کہ تینوں میں شہد جیسا ہو کبھی اسکو نہ اُمد اور نہ بھی پانی اور یہ جب نہ شراب
اور وقت حرام نہ تھی کہ وہ یہ مدینہ میں حرام ہوئی ہو اگر سامان نشا ط ضرور ہو اس لیے مشاہد دنیا
کے زمانہ میں بھی اکثر زمانے۔ بچے پیا جانے والے کے لیے نہیں تھے یہی امر زائد اور اشارہ لذات دنیا کی
طریقت ہو اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جو غذا جو غنہ میں جس طرح دنیا میں دین ہی مقصود نہیں اور دین خود خدا
روحانی مقصد ہے جو ہر مادہ و غذا سے سماوی مقصود ہی اور گو غذائیں اور بھی ہیں مگر دوسرے کو
اور ان پر ترجیح ہو کہ یہ کھانے اور پہننے دونوں کا کام دیتا ہو اور ایسے ہی طہارت کا بعد سدرۃ القدر
کے پیش ہونا آیا ہو جیسا آگے آویگا تو یہ پیشی مکر ہوئی ہو صبح بہرہ کا قضا عا د الدین ابن کثیر شافعی
مصلحت تقویت تنبیہ و تاکید وغیرہ جو مفسرین پھر آسمان کا سفر اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب
واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشتکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہوئے اور
روایات جمع ہو گئیں دلیل عند غیری احسن من هذا اور شاید بیان پر انبیاء اور ملائکہ کا جمع ہونا
بطور استقبال نبوی کے ہو و اللہ اعلم واقعتاً وہم اس کے بعد آپ کا آسمانوں پر صعود ہو بعض
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ براق پر تشریف لے گئے بھاری میں آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھوئے
اور اس میں ایمان و حکمت بھرنے کے مجھ کو براق پر سوار کیا گیا جسکا ایک قدم اس کے منہ سے نکلے
پر پڑتا ہو اور مجھ کو جبریل لے چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچے اس سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے اور میان میں بیت المقدس میں بھی اترے

اور یہی مین ابو سعید کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے) میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہیں سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت مخلوق کی نظر سے نہیں گذرنا تم نے (بعض) میت کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہو گا سو وہ اس زینہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور شرف مصطفیٰ میں ہو کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اسکے داہنے بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے۔ اور کعب کی روایت میں ہو آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہاں تک کہ آپ اور جبرئیلؑ سپر چڑھے۔ اور ابن اسحق کی روایت میں آپ کا ارشاد ہو کہ جب مین بیت المقدس کے قعدہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیقِ راہ (جبرئیل) نے مجھ کو اس پر چڑھایا یہاں تک کہ دروازہ آسمان تک پہنچے۔ اور زینہ کی روایت میں اس طرح جمع ممکن ہو کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جس طرح مکرم مہمان کے رو برو کی سواریاں حاضر کی جاتی ہیں اسکو اختیار ہوتا ہو خواہ تھوڑی سی مسافت بسبب پرست کرے۔ اور براق ہر چند کہ نہایت تیز رفتار ہو مگر اسکی سرعت اور دینو و راکب کے قبضہ میں ہو گا کیونکہ براق پر سوار ہونے کے بعد مختلف مواقع و مقامات پر نزول و مختلف مناظر پر مفصل اطلاع و مروت ظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہو واقعہ یا زور ہم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اول آسمان دنیا تک پہنچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوا یا ملائکہ بواہین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہو کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کہ کیا انکے پاس پیام الہی (نبوت کے لیے) آسمانوں پر بلائے کے لیے بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں درواہ البخاری اور بیہقی کی حدیث میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچے اسکا نام باب الخفظہ ہو اس پر ایک فرشتہ مقرر ہو اسکا نام اسماعیل ہو اسکی ماتحتی میں بارہ ہزار فرشتے ہیں اور شریک کی روایت میں حدیث بخاری میں یہ بھی ہو کہ اہل سموات کو خبر نہیں ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہو جب تک کہ انکو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے الخ جیسے یہاں جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتوں کے اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہو گئی کہ کیا انکے پاس پیام الہی پہنچا ہو اور اس پوچھنے میں جو دو

احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اسکی واقعہ ہشتم نمبر میں مذکور ہوئی ہو اور وہاں خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی
لکھی گئی ہو اس دلیل نقلی سے اس توجیہ عقلی کی تائید ہو گئی۔ بخاری کی روایت میں ہو کہ فرشتوں نے
یہ سن کر کہا مہربا آپ بہت اچھا تانا اٹے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں پہونچا
تو دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ آپ سے باپ آدم ہیں انکو
سلام کہتے ہیں۔ اُنکو سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مہربا فرزند صالح اور نبی
صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان رہنما میں ایک شخص کو بھیجا دیکھا جسکے داہنی طرف کچھ
صوبہ میں نظر آتی ہیں اور کچھ صوبہ میں بائیں طرف ہیں جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں ہنستے ہیں اور
جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے
کہا آدم علیہ السلام ہیں اور یہ سورین داہنی اور بائیں انکی اولاد کی رو میں ہیں سو داہنی طرف
اسے داہنی طرف اور بائیں طرف اسے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں
طرف اسے روتے ہیں۔ کذا فی مشکوٰۃ عن انسجید اور بخاری حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت
جاء انکے داہنی طرف ایک دروازہ ہو کہ اس میں سے خوشبو دار ہوا آتی ہو اور بائیں طرف ایک
دروازہ ہو کہ اس میں سے بدبو دار ہوا آتی ہو جب داہنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جب
بائیں طرف دیکھتے ہیں غم ہوتے ہیں۔ اور شریک کی روایت بالامین یہ بھی ہو کہ آپ نے ہمارے
دنیا میں نبیل و فرات کو دیکھا اور اسی روایت میں یہ بھی ہو کہ اسی سمار دنیا میں ایک اور نہر بھی دیکھی
تھی اس نہر میں اور زبرد ہر کے محل جنہ ہیں اور وہ کوثر ہو حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اسکے
فیل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیۃ السموات
میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ ہی سوال ہوتا ہو اسکی حقیقت یہ ہو کہ قبر میں تو اصلی جسد سے
تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر انکی روح کا تمثل ہوا ہو یعنی غیر عنری جسد سے جسکو صوفیہ
جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے
ساتھ تعلق بھی ممکن ہو لیکن اُنکے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ اور ظاہر اسجسم مثالی
جو دونوں جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں
نہیں پہونچا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں انکو وہاں دیکھنا مع الجسد

ہو سکتا ہو لیکن انکو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں مذکور ہو وہ مع الجسد نہیں تھا
 بلکہ بالمثال ہو کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل المیت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہو اور
 اگرچہ یہ بھی ممکن ہو کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آگئے ہوں یا دونوں جگہ
 مع الجسد ہوں کہ اول آسمان سے بیت المقدس آگئے ہوں پھر یہاں سے وہاں پہنچ گئے ہوں
 مگر خلافت ظاہر ہو واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے واسطے بائین جو صوبہ زمین نظر آئیں وہ بھی ارواح
 کی صورت میں مثالیہ تھیں اور بزرگی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ارواح اس وقت
 آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھیں اور اس ٹھکانے اور مقام آدم
 علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اس دروازہ سے ان صورتوں کا عکس اس مقام پر پڑتا ہو گا
 یا وہ ہوا جو اتنی تھی آخر وہ بھی جسم ہو اس میں خاصیت انطباع و انعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شاعون
 سے متکث ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہو کیونکہ اس روایت میں دروازہ کا ہونا آباہی ظاہر
 قرینہ ہوا اسکا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہاں تک ان صورتوں کے اثر پہنچنے کا واللہ اعلم پس
 اس میں یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الدین کن بواباً یا تناء واستکبر واعنہا لا تفقہ لہذا یوں
 السماء سے معلوم ہوتا ہو کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہیں جاسکتیں پھر آسمان دنیا پر یہ روحتیں
 کافروں کی جو بائیں طرف تھیں کیسے پانی گئیں۔ اور نیل و فرات کا دوسری روایات میں ساتویں
 آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ میں دیکھنا ثابت ہوتا ہو سو اس سوال کا جواب کہ یہ نہرین
 تو دنیا میں ہیں وہاں ہونے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاوے گا
 یہاں صرف روایات کو جمع کرنے کی توجہ یہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہو کہ اصل حشر چپہ انکا سدرۃ المنتہی
 کی جڑ ہو اور پھر نکل کر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہاں سے زمین میں آتا ہو جیسا آگے
 مذکور ہو گا اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر
 کا جنت میں ہونا منصوص ہے یعنی اصل وہاں ہو اور یہاں اسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ
 اسکی میدان قیامت میں ہوگی واقعہ دوازہم بخاری کی حدیث میں ہو کہ پھر مجھ کو جبریل
 آگے لیکر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون
 ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

پوچھا گیا کیا اس کے پاس پیام آسمی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مگر با آپ
 بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (روان) پہونچا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام
 موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خیر سے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ و عیسیٰ ہیں انکو سلام کیجئے
 میں نے سلام کیا ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا زاد صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحییٰ
 علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے
 ہیں چونکہ نانی بمنزلہ مان کے چہتی ہو اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی
 والدہ کے قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ
 علیہ السلام خلیفے ہوتے اسلئے مجازاً انکو خلیفہ فرما دیا گیا مطلب یہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت
 یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے نہیں مگر نواسے ہیں اور ان دونوں نے بھائی
 اسلئے کہا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں واقعہ سیر دم بخاری میں ہے کہ
 کہ پھر مجھ کو جب بن علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لیکر چلے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہو کہا
 جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا
 اس کے پاس پیام آسمی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مگر با آپ بہت اچھا
 آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (روان) پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں
 جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں انکو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر
 کہا مرحبا زاد صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ دیکھنا کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک (بڑا) حصہ عطا کیا گیا ہو رکزانی مشکوٰۃ
 عن مسلم، اور بیہقی کی حدیث میں بروایت ابو سعید اور طبرانی کی حدیث میں بروایت ابو ہریرہ
 یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہو کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہو
 اور یو گون چہرہ میں ایسی فضیلت رکھتا ہو جیسے چودھویں شب کا چاند باقی کو اکب پر ف آسمین
 دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنی ہوں اور قرینہ اسکا
 ایک حدیث ہے جسکو ترمذی نے حضرت انس رضی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مسعود
 نہیں فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو اور تمہارے نبی ان سب سے زیادہ حسین اور سب میں

زیادہ خوش واز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہے اور فضل جزئی فضل کلی
 میں قاذح نہیں۔ یا یوں کہا جاوے کہ حسن کے انواع مختلف ہیں ایک نوع میں حضرت یوسف علیہ
 السلام حسن ہوں اور ایک نوع میں ہمارے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن ہوں اور خود
 ان دونوں نوعوں میں یوں تفاعل ہو کہ نوع یوسفی ظاہر اور بدائتہ ابہر و اظہر اور واقف عند حد ہو
 اور نوع محمدی معنی و معانی اسطفا و اذوق اور لا تقف الی حد ہو اول نوع کا لقب حسن صباست
 سنا سب ہی وہ دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا شمر اسی کا صدق ہو۔ یزید لے
 وچھ حسا اذا ما زدتہ نظر والہ علیہ بحقائق الامور والحمل محل لب واقعة چہار دہم
 بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل علیہ السلام آئے لیکر چڑھتے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے
 اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہو کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے
 کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام الہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا
 ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا کہ آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (روان)
 پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہیں انکو سلام
 کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجودیکہ
 ادریس علیہ السلام آپ کے اصحاب میں ہیں پھر اُنکا برادر کو ناخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہو اور ابن ہر اسکو
 ترجیح دینا جو ادب کے جوہر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھیائی کے لقب
 سے پکارنے لگتے ہیں۔ اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق مشافہ میں مرحبا بالابن الصالح بھی
 آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت ابیاس علیہ السلام کا لقب ہو اور یہی سٹے ہیں اور یہ
 اصحاب نبویہ میں سے نہیں و انہ اہل و اقعة پانزدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل لے گے لیکر
 چوتھے یہاں تک کہ پہنچوین آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہو کہا جبریل ہوں
 پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام
 الہی بھیجا گیا کہ ہاں وہاں سے کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہنچا تو ہارون
 علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہیں انکو سلام کیجئے میں نے سلام کیا
 انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو واقعة شانزدہم بخاری میں ہے

کہ پھر مجھ کو جبریلؑ کے لیکر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا
 کون ہو کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارا ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا
 کیا انکے پاس پیام الہی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مہربا آپ بہت اچھا آتما آئے سب میں (روان) ہو گیا
 تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں انکو سلام کیجئے میں نے سلام کیا
 انہوں نے جواب دیا کھیر کہا مہربا اور صلح اور نبی صلح کہ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے
 آئے پوچھا گیا آپ کے روئے کا کیا سبب ہوا انہوں نے فرمایا کہ میں اس لیے رونا ہوں کہ ایک
 نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے جنہی امت کے جنت میں داخل ہونے والے ہیں یہی امت کے
 جنت میں داخل ہونے والوں سے بہت زیادہ بہتر ہے (انہیں کو اپنی امت پر حسرت ہو کر) انہوں نے
 میرا اس طرح انبیاؑ نہ کیا جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت آپ کی اطاعت کر لگی اور اس لیے میری
 امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے تو ان کے حال پر رونا آتا ہے، ف حصہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہو کہ آپ کے اتباع تھوڑی ہی مدت میں کہ اس وقت تک
 آپ کی شیخوخت تک بھی نہ پہنچیں گے اتنی کثرت سے ہو جاوینگے کہ اور ان کے سن شیخوخت
 تک بھی اتنے اتباع نہیں ہوئے و نیز آپ کی کل عمر تیرہ سو سال کی ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر
 ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیا) واقعہ جہدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریلؑ نے
 لیکر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا
 اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام الہی بھیجا
 گیا کہا ہاں کہا گیا مہربا آپ بہت اچھا آتما آئے سب میں (روان) ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
 موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم ہیں انکو سلام کیجئے میں نے سلام کیا
 انہوں نے جواب دیا اور فرمایا مہربا فرزند صلح اور نبی صلح کہ اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم
 علیہ السلام اپنی کمریت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار
 فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ جنکی باری پھر نہیں آتی (یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے
 ہیں) کذا فی مشکوٰۃ عن مسلم اور دلائل مہیقی میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجھ کو آسمان ہفتم
 پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور انکے ساتھ انکی قوم کے کچھ

لوگ ہیں اور میری امت بھی موجود ہو دو قسم کے ایک وہ چنبر سفید کپڑے پہن اور ایک وہ چنبر سیلے
کپڑے پہن میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور
دوسرے روک دیئے گئے سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی بعض روایات
ہن ترتیب منازل نبیا علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا اشد اعلم اور
بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدہ کے کچھ اور بھی آویگا واقعہ ہر شدہ ہر بخاری میں ہے کہ پھر چھ کو
سدرہ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا سو اس کے پیرائے بڑے بڑے تھے جیسے افہام ہجر کے ٹکے اور
اُسے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں
چار نرین ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں اور دو باہر کو آ رہی ہیں میں نے پوچھا کہ جبریل یہ کیا ہو انھوں
نے کہا کہ یہ چواند کو جاتی ہیں جہنت میں دو نرین ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں بہ نمل اور فرات ہو
پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا میں نے دودھ کو
اختیار کیا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جو سپر آپ اور آپ کی امت قائم رہیگی
اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں یہ چار نرین ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ
اسلی جڑ سے یہ چار نرین نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد چھ کو ساتویں آسمان کی بالائی سطح پر لے گئے یہاں تک کہ آپ ایک
نہر بہہ ہوئے جیسے یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اسپر بنز لطیف پرندے
بھی تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپ کے رب سے آپ کو دی ہو اس کے اندر برتن
سونے اور چاندی کے بڑے ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگ بزرگوں پر چلتی ہو اسکا پانی
دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے ایک برتن لیکر اس میں سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین
اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بھیقی کی حدیث میں ابو سعید کی روایت سے ہے کہ وہاں
ایک چشمہ تھا جس کا نام سلہیل تھا اور اس سے دو نرین نکلتی تھیں ایک کوثر اور دوسری نہر
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ چھ کو سدرۃ المنتہی تک پہنچا یا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہو
اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اس تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اٹھا لیے
جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ (اول) اُسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے

پنجے (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں اور اس پر اسطے اسکا نام سدرۃ المنتہی ہے اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہی
 کو اسی رشتوں نے چھالیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں اور مسلم میں ہے کہ وہ پر والے تھے سونے کے اور ایک حدیث میں
 ہے کہ دنیا میں تھیں سونے کی اور ایک حدیث میں ہے کہ انکو فرشتوں نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب خدا
 کے حکم سے انکو ایک عجیب چیز سے چھالیا تو اسکی بہیت بدل گئی سو کوئی شجرہ خالق میں سے ہرکا وصف بیان نہیں
 کر سکتا اور ایک روایت میں سدرۃ المنتہی کے دیکھنے اور پہنچنے پیش کیے جاتے ہیں دو بیان ہیں یہ کہ پھر میرے روبرو
 بیت المعمور ملے کیا کیا کردار وہ مسلم اور ایک روایت میں ہے سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ کہ پھر میں جنت میں
 داخل کیا گیا تو اس میں بھی جنت میں، موتیوں کے گنبد ہیں اور مٹی کی مشک ہے (کہ انکی مشکوۃ عن شہین)
 صفت ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہی کا ساتویں آسمان ہونا معلوم ہونا ہے اور چھٹے میں ہونے کی
 بہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسکی جڑ ممکن ہو چھٹے میں ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار نہر میں چھٹے
 میں ہوں جیسا کہ روایات میں ہے کہ یہ نہر میں اسکی جڑ سے نکلتی ہیں اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے
 گذر کر ساتویں کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا ہے کہ پوچھا تو یہ موقع نفوذ کا اسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتویں
 میں ہو تو وہ نہر میں اس دوسری جڑ سے نکلیں اور یہ جو اندر کو جاری تھیں یہ کوئی اور نہ رحمت معلوم
 ہوتی ہے کہ وہ دونوں سلسبیل کی شاخیں ہیں ممکن ہے کہ سلسبیل اور اسکا وہ موقع جہان سے کوئی نہر
 نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہو یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ میں ہوں۔ اور ابن ابی حاتم
 کی روایت بالا سے ظاہر اکثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے سو غالباً خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ
 کی جڑ میں ہے باقی زیادہ حصہ اسکا جنت کے اندر ہے جیسا اور محدثوں میں اسکا جنت کے اندر
 ہونا وارد ہے۔ اور میں وفرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا میں جو نیل وفرات ہیں ظاہر ہے
 کہ بارش کا پانی جذب ہو کر پتھر سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا
 نیل وفرات کا مادہ ہو ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس جو پر نیل وفرات کی اصل
 آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہی کے الوان کی نسبت فراش و جبرائیل تشبیہا ہو ورنہ وہ
 فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو یہ ہیں کہ اولاً معلوم نہ ہوا ہو
 یا یہ فرمانا تعجباً ہے کہ اس کے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جاوے۔ اور مسلم کی
 روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی سے بھلی و پرہیز

جیسا اس لفظ سے معلوم ہوتا ہو بلند کیا گیا جو ترجمہ ہو شرفاً مفعلاً للبعث المعمور کا اور یہ رفیع
 مؤنث ہی سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے جیسے کلمہ شرف سے معلوم ہوتا ہو اور خود سدرۃ المنتہی کا
 مقام ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہو جیسا اس لفظ کا مدلول ہو کہ پھر مجھ کو
 سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہو شرفاً مفعلاً الی سدرۃ المنتہی کا اور یہ مؤخر ہی
 ابراہیم علیہ السلام کے بلند سے جیسا کلمہ شرف سے معلوم ہوتا ہو پھر اسکے کیا معنی کہ ابراہیم
 علیہ السلام اپنی کسبیت الشہریت لگائے ہوئے تھے جیسا واقعہ ہفہ ہمین ہی سو اسکی توبہ
 قریب یہ ہو کہ بنیاد اسکی ساتوین آسمان پر ہو اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے
 ہوں مگر ارتفاع اسکا رفیع است بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی سے جو کہ ساتوین آسمان سے
 بلند ہو نیز بلند تر ہو اور واقعہ ہفہ ہمین جو آپکا نماز پڑھنا بھرا ہی ابراہیم علیہ السلام کے
 پاس والوں کے مذکور ہو اس میں بھی اشکال نہیں کیونکہ نماز سچے کے درجہ میں ہو گی جیسا اکثر
 مساجد میں ایسا ہی ہوتا ہو اور طبری نے قتارۃ سے روایت کیا ہو کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت معمور ایک مسجد ہو آسمان میں مقابل خانہ کعبہ کے سطح پر
 کہ اگر بالفرض وہ گرس تو عین کعبہ کے اوپر گرے اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں
 اور جب وہ نکلتے ہیں تو انکی باری دوبارہ زمین آتی اور یہ جنت میں داخل ہونا جو اوپر مذکور
 ہوا ہو مکن ہو کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہو اور مکن ہو کہ بعد میں ہو لیکن اتفاقاً آن مجید
 سے معلوم ہوتا ہو کہ جنت سدرۃ المنتہی کے قریب ہو اور اس میں دونوں احتمال ہیں کہ جنت
 کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہو کہ کوہ جنت
 قریب سدرۃ المنتہی کے ہو مگر اس سے ارفع بھی ہو چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدریؓ سے بعد
 سدرۃ المنتہی کی سیر کے یہ روایت کیا ہو کہ شرفات الی الجنة یعنی پھر مجھ کو جنت کی طرف
 بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور میں یہ بھی ہو کہ بعد سیر جنت کے پھر دونخ میرے
 رو برو کیا گیا اس میں اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اس میں تپھر اور لو ہا بھی تھا
 جاوے تو اسکو بھی کھالے پھر وہ بند کر دیا گیا اس کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ دونخ اپنی
 جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اٹھا کر آپ کو دکھلادیا گیا واقعہ نوزد ہم

یہ بچے پھر ٹھہر گئے میں نے کہا اوی جبریل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہو
آنکھوں نے کہا کہ اگر میں اس مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں اہ شیخ سعدی نے یہ کاترجمہ کیا ہے

بد و گفت سالار بیت الحرام کہ اسی حامل وحی برتر خرام
عنا نم ز صحبت چراتانستی بلغتنا فراتر بحالہ نمساند
اگر یک سر سوی برتر برم فروغ تجلے بسوزد برم
چو در دوستی مخلصم یا تنستی

یہ بھی ہو کہ پھر مجھ کو نور میں پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طو کرے گئے کہ ان میں ایک
حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھ سے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہوئی
اس وقت مجھ کو وحشت ہوئی تو اس وقت مجھ کو ایک پکارنے والے نے ابو بکر کے لہجہ میں پکارا
کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو ان
دو اس سے تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابو بکر مجھ سے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب
صلوٰۃ سے بے نیاز ہوا رشاد ہوا کہ اے محمد یہ آیت پڑھو صلی الذی یصلی علیکم وملتک لیخرجکم
من الظلمات الی النور وکان بالمومنین رحیم اسویر صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے آپ کے
لیے اور آپ کی امت کے لئے اور ابو بکر کی آواز کا قصد یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابو بکر کی صورت
کا پیدا کیا جو آپ کو اُس کے لہجہ میں پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت
لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصور سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد
قطع حجابات کے ایک رفرت یعنی مسند سبز میرے لئے اتاری گئی اور میں اُس پر رکھا گیا پھر مجھ کو
اوپر اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش تک پہنچا تو میں نے ایسا عظیم دیکھا کہ زبان اُسکو بیان
نہیں کر سکتی مواہب میں ابن غالب کے حوالے سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل
کر کے کہا ہے والہمدۃ علیہ فی ذلک اہل فرات کی روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ
عروج موات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الہیہ کی توجہ کے لیے جو آپ کو حکم
ہوا اٹھرنے کا اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا آگے بڑھنا تو بالشد اللہ تعالیٰ کو شغل مانع ہو جائے
توجہ رحمت سے جس طرح مخلوق کے لئے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی
یہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت خاص رحمت فرما رہے ہیں آپ سیر کو منقطع کیجئے اور اس میں

مشغول ہو جائے کیونکہ شغل سیر مانع ہو گا کیسوی نام سے اس رحمت کے اخذ کرنے میں دانستہ اعلم
واقعہ بست ویکم حق تعالیٰ کی رویت اور کلام ترمذی سے حضرت ابن عباس سے روایت
 کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبد الرزاق نے ابو اسطر مسلم کے حسن سے
 روایت کیا کہ انھوں نے خلعت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ
 نے وہ بن الزبیر سے اس رویت کو ثابت کیا اور ابن عباس سے کہ تمام اصحاب اسکے قائل
 ہیں اور کعب احبار اور زہری اور عمر بن الخطاب اسکا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے اسکا صحیح بطریق
 علیہ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور جاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے انھوں نے فرمایا کیا
 تم تعجب کرنے ہو کہ حدیث حضرت ابراہیم کے لیے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے
 اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباس
 سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک
 مرتبہ ابصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلل سے کتاب السنہ میں مروی سے نقل کیا ہے
 کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اسے اللہ تعالیٰ پر تبرا افترا کیا سو کوئی سی
 دلیل سے حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیا جاوے انھوں نے فرمایا کہ خود نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے قول سے روایت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو امام احمد کی روایت
 سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی اور کلام کرام صحاح میں ان امور کے ساتھ وارد ہو
 پانچ نماز بن فرض کی لگین اور خواتیم سورہ بقرہ عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت
 میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اسکے گناہ معاف کیے گئے لکھ دے
 رواہ مسلم اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اسکو کرنے نہ پاوے تو
 ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اسکو کر لیا تو کم از کم دس حصے کر کے لکھی جاوے گی اور جو شخص بدی
 کا ارادہ کرے پھر اسکو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور اگر اسکو کرے تو ایک ہی بدی لکھی
 جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے
 اسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلعت

اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور یوسف کا
 نرم ہونا اور پہاڑوں کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس و جن و شیاطین
 و ہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراہیم و اہل
 و اسباب موتی کا عطا ہونا اور انکا اور انکی والدہ کا شیطان سے پناہ و نیا عرض کیا حق تعالیٰ نے
 ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و
 وضع و زبر و رفع ذکر و حرمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہو تمھارا بھی ہوتا ہو اور تمھاری
 امت کو خیر امت اور راست عادلہ بنایا اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور انکا کوئی خطبہ دست
 نہیں جب تک کہ وہ آپ کے عہد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں اور تمھاری امت
 میں ایسے لوگ پیدا کیجئے جنکے سینے میں انکی کتاب رکھی اور تم کو پیدائش عالم نور میں
 سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم
 بنایا اور میں نے تم کو سبع مثانی اور خواتیم سورہ بقرہ بلا شرکت دوسرے انبیاء کے اور کوثر
 اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف و نہی
 عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اسکے اسناد میں ابو جعفر میں جنگو ابن کثیر
 نے ضعیف الحفظ کہا ہر ف بعض صحابہ کا نفی روایت کی کرنا اپنی رائے سے ہی مختص تھا ہی
 بعض عموماً سے جیسے لا تدركه الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عموماً کو محمول
 کیا جاوے گا نفی اور اک بمعنی معرفت کنہ و احاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی ارادہ محمول
 اسپر ہو کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہی وہ درجہ مری نہیں ہو اور آخرت میں یہ عادیہ
 بدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہو گا کہ اُس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہیں
 اور طلق رویت کی نفی کو مستلزم نہیں۔ اور خواتیم سورہ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ میں ہونا
 اس روایت کے منافی نہیں کہ اُس وقت اجملاً وعدہ ہوا ہو گا پھر مدینہ میں نزول تفصیلاً عطا

عہ کہ اقبال النور و ماورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشہ رضی فی قول اللہ تعالیٰ ولقد اراد بنو نضہ اخری انہا سالت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال لہا ہو جبریل کونی۔ روایت ابن مردودہ نقلت یا رسول اللہ میں روایت ربک فقال لا انما روایت جبریل
 منہ بطا حجت حکمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال و ہوا ای جبرم النور و بان عائشہ کہ تمعت الرویۃ بحدیث مرفوع عجیب فاقول
 ہذا لا یر عجیب لان النبی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرویۃ الخاصۃ المذكورۃ فی ہذہ الآیۃ لا لاسلط الرویۃ و الکلام فی مطلقاً

ہو گیا اور پانچ نمازون کے ملنے سے مراد یہ ہو کہ آخرین پانچ رکعتیں اور ظاہر ایہ سب کلام مقام
 رویت میں ہو سے ہیں قرینہ اسکا یہ ہو کہ واقعہ نوز دہم میں مقام صرفت الا قلام کے بعد نمازون
 کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہو اور مقام صرفت الا قلام کے بعد ظاہر ایہی مقام کلام معلوم ہوتا ہو
 گو ممکن ہو کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صرفت الا قلام کے ہوئی ہو اور خود یہ امور حائل
 ساتھ کلام واقع ہوا ظاہر امتداد وقت ہیں جب فرضیت صلوة کا یہ وقت ہو تو سب مقامات کا
 یہی ہو گا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثوں میں کعب کا قول ہوا ان الله قسم ودينه وکلامه بین
 محمد و موسیٰ اکلہ وراه التردی اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ مراد اس سے عادی
 کلام کی ہو جو مرۃ بعد آخری ہو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام حاصل ہوا ہی
 بار واقع ہوا چنانچہ اسی حدیث میں کعب کا قول ہو حکم موسیٰ مرتین وراه محمد مرتین
 اور یہ رویت مرتین جو فرمایا تو ظاہر یہی ہو جو ابن عباس رضی نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا کیا
 بصر سے اور یہ جو حدیث میں حضرت جابر رضی کی نسبت آیا ہو کہ انکے قبل کسی سے مشافہۃ کلام نہیں
 ہو امراد اس سے یہ ہو کہ ایسے درجہ کے آدمیوں میں پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوتی
 اور یہ جو ابن عباس رضی نے فرمایا کہ خلعت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مراد اس سے بعض آثار خاصہ خلعت کے ہیں تو انکے اختصاص
 بابرہیم علیہ السلام سے امتقا نفس خلعت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں آتا اور یہ جو
 ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہو اور بدی کا نہیں لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں
 وہ تو خود ایک عمل ہو کہ بدی بن بھی لکھا جاوے گا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمیزی ہو جبکہ ارادہ پختہ نہ ہو
 لیکن نیکی کی تمیزی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہو اور بدی کی تمیزی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت میں
 نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی واقعہ بست و دوم واپسی فوق سموات سے
 سموات کی طرف بخاری میں بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروفت خمر ولبس و غسل کے
 جس کا ذکر واقعہ ہشتادہم میں ہوا ہو یہ ہو کہ پھر محمد پر ہر رات دن میں پچاس نمازین فرض ہوتی ہیں
 پھر میں واپس ہو آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہو اور موسیٰ علیہ السلام پر گذراتو انھوں نے
 نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ پچاس نمازون کا رات دن میں حکم ہوا انھوں نے

فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہرگز رات دن میں نہ ٹپڑھی جاوے گی واللہ میں آپ سے پہلے
 لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس رہی میں اُس
 مقام کو جو ان یہ حکم ہوا تھا واپس جاسے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے میں
 واپس گیا سو اللہ تعالیٰ نے دس نمازین کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے
 پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا سو دس و کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے پھر اسی طرح
 کہا میں پھر لوٹا سو دس و کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے پھر اسی طرح
 کہا میں پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں
 نے پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا سو دس و کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے
 کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن میں پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکیں گی اور میں آپ کے
 قبل لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں پھر اپنے رب کے پاس جاسے
 اور اپنے لیے اور تخفیف مانگے آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی
 یہاں تک کہ میں شرمایا گیا (گو کچھ بھی عرض کرنا ملن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں
 آپ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے نے (حق تعالیٰ کی جانب
 سے) پکارا میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ اور رسم کی
 روایت میں پانچ پانچ کا کم ہونا آیا ہوا اور اُس کے اخیر میں یہ ہو کہ اسی محمد پر پانچ نمازین ہیں
 دن اور رات میں اور ہر نماز دس کے برابر ہو تو پچاس ہی ہو گئیں۔ اور سنائی میں ہو کہ حق تعالیٰ
 نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز آسمان وزمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت
 پر پچاس نمازین فرض کی تھیں سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کیجئے۔ اور اُس حدیث میں
 موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہو کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھیں مگر اُن سے نہ سکیں
 اور اُس کے آخرین میں یہ ہو کہ یہ پانچ ہیں برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی
 کریں آپ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہو جب موسیٰ علیہ
 السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا پھر جیسے (اور تخفیف کرائے) مگر میں پھر نہیں گیا۔ اور اخیر
 کی روایت میں ہو کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں اور ثواب

پچاس میں میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی یعنی پچاس کا اجر مقدار تھا اس میں تبدیل ور کی نہیں
 ہوئی اور پچاس نمازون کا بدلہ نہیں تھا اس لئے اس میں بھی تبدیل نہیں ہوئی، کذا فی مشکوٰۃ
 ف فرضیت صلوة کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان
 میں رویت و مکالمات وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی، ورنہ اس میں کم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دو دو
 بار میں یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت اس سے اسلئے تعارض نہیں اور
 سنائی کی روایت سے اویشکوۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہو اس سے آپ کے شرعاً جانے
 اور پھر درخاست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا کہ یہ پانچ ہیں برابر
 پچاس کے اور میرے یہاں بات نہیں بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب مرضی
 حق ہونے کا سمجھے گا اس میں تصریح نہیں ہو کہ اس سے کمی ممکن نہیں کیونکہ اس کے معنی یہ تھے کہ
 موجودہ عدد جو پانچ کا ہو یہ بھی پچاس کے برابر ہو ثواب میں کمی نہیں ہوئی اس میں اور کم ہونے
 کی نہ نفعی ہونے کم کر اسنے کی نہیں ہو اگر اور بھی کم ہوئی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کے برابر
 ہو جاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اس سے یہ لازم نہیں آیا تھا کہ اس سے کم عدد
 اس فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ آپ کے معنی صرف یہ تھے کہ باعد اس سے کم فضیلت نہیں
 رکھتا واقعہ بست و سوم و ایسی سموات سے زمین کی طرف نمودار ہوتی تھیں کہ مجھ کو
 ام ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہو معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہو کہ وہ کہتی تھیں
 کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے آپ نے عشاقی نماز پڑھی پھر سو گئے
 اور تم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب
 آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا ام ہانی میں نے تم لوگوں
 کے ساتھ عشاقی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز
 پڑھی پھر میں نے اب صبح کی نماز تھا اے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے
 لئے اٹھے میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگوں سے یہ قصہ نہ کہیے
 آپ کی تندیب کریں گے اور آپ کو ایذا دینگے آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور ان سے اسکو بیان
 کروں گا میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے تھیجئے جاتا کہ جو آپ لوگوں سے

کہیں اور لوگ آپ سے کہیں اُسکو سنے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے اُنکو خبر دی اُنھوں نے
 تعجب کیا اور کہا اُمّ محمد اسکی کوئی نشانی ہی جس سے ہم کو یقین آوے، کیونکہ ہم نے ایسی بات
 کبھی نہیں سنی آپ نے فرمایا نشانی اسکی یہ ہو کہ میں فلان وادی میں فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذر
 تھا اور اُنکا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے اُنکو بتلایا تھا اُسوقت تو میں شام کو جا رہا
 تھا (یعنی سفر اسرا آغاز تھا) پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب ضحمان میں فلان قبیلہ کے
 قافلہ پر پہنچا میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور اُسکو
 ڈھانک رکھا تھا میں نے ڈھانکا اتار کر اُس میں پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا
 اور اسکی یہ بھی نشانی ہو کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضا سے ثنیتہ التنعیم کو آ رہا ہے سب سے آگے
 ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہوا سپرد و بوسے لہے ہیں ایک کالا دوسرا دھاری دار
 لوگ ثنیتہ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُن اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپ نے
 فرمایا تھا اور اُن سے برتن کا قصہ پوچھا اُنھوں نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک
 دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا کہ اُس میں پانی نہ تھا اور اُن دوسروں سے بھی پوچھا جبکہ اونٹ
 بھاگنا بیان فرمایا تھا اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھوں نے کہا اُنھی صحیح فرمایا اُس وادی
 میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا ہو
 یہاں تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا زکذافی سیرۃ ابن ہشام) اور یہی کی۔ روایت میں ہے کہ آپ نے
 نشانی کی درخواست کی تو آپ نے اُنکو بدھ کے دن قافلہ کے آگے کی خبر دی جب وہ دن آیا
 تو وہ لوگ نہ آئے یہاں تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہنچ گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے
 دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رک گیا یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آگے
 گئے ان روایات سے چند امور ثابت ہوئے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر مذکور
 وایا با ختم ہو گیا اور عشا کی نماز کو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے
 مؤمنین بھی آپ کے ساتھ پڑھتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے قطعی مگر احادیث سے
 اول امامت جبریل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہو تو غالباً اس فرضیت کی ابتدا
 موقت بنظر ہوگی۔ اور بیت المقدس میں جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات میں آیا ہے

حانت الصلوٰۃ سوعشا کی نماز مراد لینا مشکل ہو کہونکہ عشا آپ ﷺ چلے تھے تو غالباً یہ تہجد کی نماز ہو گئی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہو گئی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلال کی اذان اس وقت میں وارد ہوئی۔ دوسرا امین نامت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگوں کی تندیب لی کہ باوجود اس تندیب میں آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہیں ہو بلکہ روحانی و منامی ہو جس میں مستبعد سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجائش رکھتا ہو تیسرا امیر سیدنا ابن شام میں جن قافلوں کا ذکر ہو ظاہر ہے وہ دونوں الگ الگ ہیں اور پہلی روایت میں ذکر ہو کہ وہ آئے تھے۔ الگ معلوم ہوتا ہو کیونکہ ان دونوں میں سے ایک تو مکہ آیا ہو چکا اور دوسرا تنجیم کو آنا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک نہ آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہو جس سے ظاہر اسکا متغایر ہونا معلوم ہوتا ہو اور ہوا سب میں بلا سند دونوں قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہیں لہذا لگایا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ نینوں قافلے ایک ہی قافلے کے ٹکڑے ہیں یہ دو قصے دو جماعتوں میں ہوئے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجموع کے آحاد ہیں اس لیے دو قصوں کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہو۔ اور حبس شمس میں کوئی اشکال عقلی نہیں ہو اس لیے یہ وجہ انکار کی نہیں ہو سکتی ہو اور عام چرچا اسکا اس لیے نہ ہوا ہو کہ حضور ﷺ دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو۔ اور یہ امر باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملا کہ واپسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اس میں ملحق کر دے واقعہ کسبت و چہارم معاملہ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شبائشب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجا یا گیا اس میں آگے کی نفی نہیں ہو تو صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے اور بعضے مشرکین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہو یوں کہتے ہیں کہ تھک کورات ہی رات بیت المقدس میں لیجا یا گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں

تو ٹھیک کہتے ہیں لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر میں اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے حالانکہ وہ کس قدر دور رہی اُنھوں نے فرمایا ہاں میں تو اس سے زیادہ بعید امر میں اُنکی تصدیق کرتا ہوں یعنی آسمان کی خبر کے بارہ میں جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہو جو کہ شب سے مقدار میں کم ہے اُنکی تصدیق کر لیتا ہوں اسی لئے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور ابن اسحق نے ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد تھا کہ بعض لوگ مرتد ہو جاتے واقعہ رست و پنجہ طالبہ حجت از کفار و افاغش از سید الابرار علیہ صلوة اللہ العزیز الفخا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر میں آج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جنکو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھ کو اس قدر بھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا بس اللہ تعالیٰ نے اُسکو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو مجھ سے پوچھنے آئے تھے میں اُنکو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی مشکوٰۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اُسکو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ عقیل کے قطر کے پاس لکر رکھی گئی اور آپ نے سب بیان فرمایا اور میں اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعد نے ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میرے لیے تخیل و تمثیل کیا گیا اور میں اُن لوگوں کو اُسے نشان بتلا رہا تھا۔ اور ام ہانی کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے دروازے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گناہ تھا آپ فرماتے ہیں کہ بس میں اُنکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم ابن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری میں مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہ ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمائیے کیونکہ میں نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تصدیق کرتے جاتے تھے

آپ نے فرمایا ای ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) تو اس میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ
 آپ کا پوچھنا خاک و اسفغان کے لیے نہ تھا بلکہ اس لیے تھا کہ کفار سن لیں اور کفار کو حضرت ابو بکر
 پر اس امر میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھتے ہوئے ہیں اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوس
 میں خلافت واقع کی تصدیق نہ کریں گے اور کفار کا دریافت کرنا تو اسی مجلس میں ہو پھر بادی
 خواہ وہ ہوں یا حضرت ابو بکر ہوں اور دوسرا سوید سوال کا ہو گو قصد ہر ایک کا مختلف
 ہو اور یاد و مجلس میں ہو اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہ کر ظاہر ہونا یا داخل قبیل کے پاس آکر
 رکھا جائے اسکی مثال کا منکشف ہونا ان میں جمع کی درستہ دلیل یہ معلوم ہوتی ہو کہ اس کی
 مثال منکشف ہوتی اور وہ داخل قبیل کے پاس نہا بان ہوتی جیسا تسمائی کی حدیث میں آپ کے
 سامنے و درجہ جنت کا قنصل ہونا یا ہوا اور غایت قنصل کی وجہ سے اسکو بیت المقدس کا
 منکشف ہوا یا یا لباب یہ شکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہاں آتا تو اپنی جگہ سے
 اتنی درغائب رہتا اور ایسا معجیب تاریخ میں نفول ہوتا و ہذا آخر ما اردت ایوادیہ
 فی هذا الخبر و مضی لللیل و بدلا السحر و صلی اللہ تعالیٰ علی هذا النبی خیر الخلائق
 و البشر و علی آلہ و اصحابہ مصابیح الغرر

۱۔ اور تین قصے روایات معرافی ہیں اور آئے ہیں ایک کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخون
 سے اپنا منہ نوپتے ہیں پوچھے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں انہو احمد
 و ابن داود من طریق عبد الرحمن بن جبیر عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و سلم لما خرج بی مرہات یقولوا لہو اظفار من نحاس یخمشون وجوہہم و صدورہم
 فقلت من ہو لاء اجبرئیل قال ہو لاء الذین یا کون لہم الناس و یقعون فی عراضہم
 (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۸۳) و کتاب الدر المنثور فی تفسیر القرآن
 بالماثور صفحہ ۵۰ مصر جلد رابع صفحہ ۵۰)

دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی مت کو سلام فرما کر بھیجی
 چنانچہ الفاظ احادیث یہ ہیں اخرج الترمذی وحسہ وابن مردویہ من طریق عبد الرحمن
 عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیتم ابراہیم لیلۃ اسری
 بی فقال یا محمد اقرئی امتک منی السلام و اخبرہم بأن الجنة طيبة الذریۃ عذبة
 الماء و انها قیعان و ان غراسہا سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

جو کہ یہ واقعہ نہایت مہتمم بالغان ہی اس لیے برخلاف دوسرے فصول کے ذکر ان کے فوائد متعلقہ کو حواشی میں لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ میں مذکور ہے، اسکے بعض فوائد کو بھی اسکے بعد میں ہی میں لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ آوریہ دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ و ثانیہ (رقیہ صفحہ ۶۵) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۵۵)

اخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردويه عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقبت ابراهيم المحدث (الدر المنثور في تفسير القرآن الكريم ۱۵۳) جلد رابع مطبوعہ مصر

وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقبت ابراهيم المحدث رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن غريب اسناد (از مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ عتباتی دہلی باب ثواب التسبیح والتحمید والتکبیر والتلیل)

تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پیچھے لگانے کا معاملہ کے لیے مشورہ دیجئے۔ الفاظ احادیث یہ ہیں اخرج ابن مردويه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما مررت على ملائكة من الملائكة ليلة اسرى بي الا قالوا امراتك بالحجامة واخرج مثله احمد والحاكم وصححه وابن مردويه عن حديث ابن عباس (كتاب حجة الله على العالمين في معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۵۴)

واخرج ابن ماجه وابن مردويه عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما مررت ليلة اسرى بي بملاء من الملائكة الا قالوا يا محمد امراتك بالحجامة واخرج احمد وابن ماجه والحاكم وصححه وابن مردويه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما مررت بملاء من الملائكة ليلة اسرى بي الا قالوا عليك بالحجامة وفي لفظ امراتك بالحجامة (الدر المنثور ۱۵۴ جلد رابع صفحہ ۱۵۵)

وعن ابن مسعود قال حدث رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة اسرى به انه لم يمر على ملائكة من الملائكة الا امرت بالحجامة رواه الترمذی وابن ماجه وقال الترمذی هذا حديث حسن غريب مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی صفحہ ۳۵۹ - ۳۶۰

اگر یہ فصل بھی الگ کیجے تو بعد سرخی فوائد متعلق واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے جو کہ یہ واقعہ نہایت مہتمم

جس کا لقب مقدم میں باب الاثر بخیر کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ کبیر الخا جس کا لقب مقدمہ میں باب الاسرار بخیر ہوا تھا قسم اول عملیات میں قسم ثانی علیات ہیں۔

قسم اول فوائد حکمیہ بالضم

نمبر ۱۔ احادیث اسرار میں مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور انگو فرشتے ذکر و انوشہ سے منترہ ہیں مگر اطلاقات شرعیہ میں انکا ذکر بصیغہ مذکور آیا ہے اس لیے یہ استنباط چسپان ہو گیا نمبر ۲۔ اور اس میں یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر برافق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الاموال و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہ ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو نمبر ۳۔ اور اس میں یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبریل علیہ السلام نے جواب میں اپنا نام بتلایا کہ جبریل یون نہیں کہا کہ میں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب میں ادب ہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف میں کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہیں ہوتا ایک حدیث میں اس پر انکار بھی آیا ہے نمبر ۴۔ اور اسی سے استنباط کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا ناجائز ہے نمبر ۵۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ بھائے لیے ادب ہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں نمبر ۶۔ اور اس میں یہ ہے کہ آدم علیہ السلام دہنی طرف دیکھ کر سنستے تھے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اسکی خوشحالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو نمبر ۷۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت میں میری امت کے لوگوں سے زیادہ جاوینگے چونکہ یہ روایات اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غمطہ کے طور تھا اس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر میں غمطہ محمود ہے اور غمطہ اسکو کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی

اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہو اور حرام ہو۔ یہ فوائد نووی
 شایع مسلم نے لکھے ہیں اور انکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال میں آئے لکھے جاتے ہیں نمبر ۸۔
 ۱۰۔ ان میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے رکاب
 تھامی اس سے یہ ثابت ہوا کہ رکاب اگر کسی مسلمان سے اپنے خدمت سے ایسا کام لے یا کوئی
 محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اسکو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براہ کبر نہ ہو نمبر ۹۔ ان میں
 یہ بھی ہے کہ آپ نے راد میں بعض مقامات تشریح میں نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ
 میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے نیز میکائیل علیہ السلام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہ ہو جنوب سمجھو
 نازک بات ہے نمبر ۱۱۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ راہ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ
 علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا تو ان کے واقعہ سننے میں مذکور ہوا اس سے معلوم
 ہوا کہ اگر رکاب اور عا ہر کسی جالس و راجل نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کرے تو اسے اپنے
 افضل ہو کہ رکاب و عا ہر کو سلام کرے نمبر ۱۲۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ آپ نے جھڑا مال پر
 نوگون کو جڑا ملتے ہوئے اور بعض کو سزا دینے سے منع دیکھا اس سے ان اعمال خیر و شر کا قابل
 ارتکاب یا استیجاب ہونا ثابت ہوا بعد ازاں ہر نمبر ۱۳۔ ان میں یہ ہے کہ آپ نے بیت المقدس
 میں داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے خیمہ المسیح کا سنون ہونا ثابت ہوا نمبر ۱۴۔ ان میں یہ بھی
 ہے کہ بیت المقدس میں آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل
 ہے نمبر ۱۵۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اپنے
 فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو بطور شکر و تحمد بالانعمہ کے
 ظاہر کرے تو محمود ہی نمبر ۱۶۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کوئی خیم کے شراب
 آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ توسع مآکل و مشارب میں خصوص
 ضیف کے لئے جائز ہے نمبر ۱۷۔ اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا
 تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین میں امتحان لینا جائز ہے نمبر ۱۸۔ اور ان میں یہ بھی ہے کہ
 فرشتے آپ کو دونوں طرف گھیرے ہوئے تھے جیسا واقعہ دہم میں ہے اس سے معلوم ہوا
 کہ اگر اکرام کے لئے خادم دونوں طرف گھیرے ہوں تو مذموم نہیں نمبر ۱۹۔ اور ان میں

یہ بھی ہو کہ آپ جب آسمانوں پر ہوئے تو فرشتوں نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو
محرّب کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہارِ فرحت اُس کے آنے پر مطلوب ہی نمبر ۱۹
اور ان میں یہ بھی ہو کہ آپ نے آسمانوں میں خود انبیاء علیہم السلام کو سلام کیا اس سے
معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ نے والا افضل ہی نمبر ۲۰ - ۱۹
ان میں یہ بھی ہو کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لیے
دعا فرمائی اس سے مقامِ قرب میں ہو چکے تھے دیگر فضیلت معلوم ہوئی نمبر ۲۱ - ان میں
یہ بھی ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آیا کہ مشورہ رہا کہ حضرت عدا و صلوٰۃ کی درخواست
کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا و فرما کر ہی کیا اور مطلوب ہو جو جسکو مشورہ
دیا جاوے وہ اپنے سے ربّ میں بڑا ہی ہو نمبر ۲۲ - ان میں یہ بھی ہو کہ آپ نے تحفیت
صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ عند مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہی نمبر ۲۳
ان میں یہ بھی ہو کہ حضرت ابراہیم نے آپ سے عرض کیا کہ اس قسم کو لوگوں سے نہ فرمائیے جبکہ
واقعہ ۲۴ میں مذکور ہو اس سے معلوم ہوا کہ ان سے فتنہ ہوتا ہوا سکو
ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ معنی اٹل مشورہ میں آئے ہی نمبر ۲۵ - یہ آپ کے جواب
سے معلوم ہوا کہ اُس اصل میں تفصیل ہو یعنی ہوام دین میں ضروری نہ ہوا سکو ظاہر نہ کیا
جاوے اور ضروری میں فتنہ کی کچھ پروانہ کی جاوے نمبر ۲۶ - ان میں یہ بھی ہو کہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے
غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے انکار و ثبوت کرے جسکے جیسا کہ واقعہ ۲۷ میں مذکور ہوا
اس سے معلوم ہوا کہ مکالمات اہل جن و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو میں
ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے۔ یہ کل بچپس ہوئے مطابق عدد و واقعات کے
واللہ اعلم قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی بچپس ہیں بندہ - ہ تنبیہ کے عنوان
سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور پانچ دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ
آتا ہو اور یہ قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسراء لکھی جاتی ہو جسکو اپنی تفسیر بیان القرآن
سے نقل کر دیا ہو وہ ہوا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الذی اسرہی بعدہ لیلہ لمن المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا
 حولہ لغریبہ من آیاتنا انہ ہوا السمع البصیر وہ پاک ذات ہو جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس)
 تک جسے اگر داکر دے (کہ ملک شام ہو) ہم نے (دینی و دنیوی) بکتین کر رکھی ہیں (دینی
 برکت یہ ہو کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار
 کی کثرت ہو غرض اس مسجد اقصی تک عجیب طور پر اس واسطے) لیگیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی
 کچھ عجائبات قدرت و کلمات دین (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت
 مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا انکی باتیں سننا وغیرہ) اور بعض
 آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے
 سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سننے
 احوال کو دیکھتے تھے اس لیے انکو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) و اس مقام پر چند تنبیہات
 اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیے
 مستعمل ہو چونکہ یہ لہجہ نا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہو اس لیے
 اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ میں لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا
 اور یہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جسکی برق رفتاری بھی عجیب تھی تنبیہ دوم
 اس مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لیجائے کہ اسرا کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے
 کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہیں تنبیہ سوم یہاں
 بعدہ کہنے سے دو فوائد ہیں ایک تو اظہار آپ کے قرب و قبول کا دوسرے اس عجیب
 معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر الوہیت کا شبہ نہ کر سکے تنبیہ چہارم ہر چند کہ اسرا درات
 ہتی کے لے چلنے کو کہتے ہیں لیکن لیلہ کی تصریح اس لیے ہو تاکہ باعتبار عرف و محاورات کے

تبعیض پر دال ہوا اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات میں اتنا ورز کام کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبد القاہر سے اور اسکی توجیہ سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہو اللیل والنہار اذا عرفا کا نام معیار للتعمید و ظرفاً محدد و اختلاف المنکر فلما عدل عن تعریف علم انه لم يقصد استغراق السری تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق کا ہے طلاق حرم پر بھی آتا ہے اور یہاں دونوں معنی صحیح ہو سکتے ہیں کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ اُس وقت حطیم میں تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ اُمّ ہانی کے گھر میں تھے پس آیت کو دونوں پر محمول کر سکتے ہیں اور وجہ تطبیق دونوں حدیثوں میں بہت سہل ہے کیونکہ اُمّ ہانی کے گھر سے حطیم میں آ جانا اور وہاں سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہیں تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی میں ہیں بہت دور چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اسلئے اقصیٰ کہا گیا تنبیہ ہفتم ہر چند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپ کے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اس میں اور اسی طرح رکوب میں اور زیادہ اکرام و اظہار شان ہے اسلئے آپ کو اس طرح لے گئے تنبیہ ہشتم رات کی تخصیص میں یہ حکمت لکھی ہے کہ عادیہ وہ وقت خلوت کا ہے اُس میں بلانا دلیل ہے زیادت اختصاص کی تنبیہ نہم یہاں مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت میں مسجد اصلاً اُٹا زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان میں اُسکی عمارت منہدم کر دی گئی تھی چنانچہ عمقریب تفسیر آیات و فضیلت الی بنی اسرائیل میں مذکور ہوگا اسلئے ظاہراً اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا جب اُس وقت وجود ہی نہ تھا پھر وہاں تک لیجائے کے کیا معنی پس اس مراد کی تعیین سے وہ شبہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت دریافت کی تھی اسکے کیا معنی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت و کیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اسکے اُس زمین کے قرب میں لوگوں نے کچھ عمارتیں بنام نہاد بیت المقدس کے بنائی تھیں اُس سے بھی سوال ممکن ہے تنبیہ دہم الذی بارکنا بطور مدح کے

بڑھایا ہی اور اس سے خود اس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولیٰ مفہوم ہو گیا کیونکہ جب اس کے
 اس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہو تو خود اس میں تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ اس میں
 دو قسم کی برکتیں ہیں ایک دنیوی سو اس سے تو دینی برکت ضرور زیادہ ہو اور دوسری
 دینی کہ برفن انبیاء ہو سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہو اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام
 کا وہ قبلہ رہا جو تلبس روح کا ہوا وہ یہ زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہاں ہی
 رہ کر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس بھی ہو جاویگا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء
 کا معبد اور محل عبادت بھی رہا ہو پس اس طرح خود اس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت
 ہو گئی پس بعض کتب میں جو لکھا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عرش
 سے بھی افضل ہوا اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہو واللہ اعلم تنبیہ یا زوہم
 لذیہ من آیاتنا میں آیات کا اطلاق جو کہ عرفنا عظم در کمال پر دال ہوتا ہو اور آیات
 سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانوں پر انبیاء بھی تھے جیسا احادیث معراج میں ہر آیات ارضیہ
 سے عظم اور اکمل ہیں اس طرح یہ اطلاق مشیہ ہو کہ مسجد اقصیٰ سے اس کے بھی آپ کو لے گئے
 اسی لئے روح المعانی میں یون تفسیر کی ہو لذیہ من آیاتنا ای لذیہ الی السماء حتی
 یروی ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے میں شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہو
 اور انکار اسکا قریب ہو اور نص فطعی کا انکار کفر ہی میں تصریح نہ کرنا حمت ہو ضعفار کے ساتھ
 تنبیہ دوا زوہم من کا تبیضیہ لینا اس وجہ سے ہو کہ واقع میں ایسا ہی ہوا تھا
 چنانچہ صحاح میں ہو کہ اسمع صریح الاقلام کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہر اس سے
 معلوم ہوتا ہو کہ قلم نہیں دیکھے دلی ہذا تنبیہ سیر وہم۔ اسری میں ضمیر غائب کی ہو اس سے
 شروع کیا گیا اور انہ ہوا السميع پر کہ اس میں بھی ضمیر غائب کی ہو ختم کیا گیا اور درمیان
 میں ضمیر منکر کہ دال تعظیم پر بھی ہو لائی گئی اس میں یہ نکات ہیں اول تجدید کلام و تنفیض سماع
 دوم برکات اور آیات اور ارادت کا عظیم ہونا سوم اسراء کے بعد قرب کے زیادہ
 ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہی تنبیہ چہار وہم انہ ہوا السميع
 البصیر کے بڑھانے کا فائدہ علاوہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

کفرین کو وعید ہو کہ ہم تمھاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہیں خوب سزا دینے کی تنبیہ یا نذر دہم
 لغویہ من آیتنا کے بعد اسکا بڑھانا مشیر اس طرف ہو کہ گور ویت عبادات کی بھول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم میں ہمارے برابر نہیں ہو گئے کیونکہ انکو تو ہم نے دکھلایا اور
 ہم بالذات سمیع بصیر ہیں دوسرے انھوں نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع
 بصیر ہیں تحقیقات تحقیق اول یہاں سجدہ انسی تک جانا مذکور ہو اند جانا احادیث میں مصرح
 ہو کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز میں اس کے امام
 بنے تحقیق دوم آگے آسمانوں کی طرف جانا اس آیت میں مصرح نہیں ہو کہ کسی طرف
 اشارہ ہو اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورہ الفہم میں ہو ولفقد سراه
 نزلة اخرى عند سدرة المنتهى یعنی آپ کے برابر علیہ السلام کو دوسری بار سدرة
 المنتهى کے پاس دیکھا ہو اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل دھوکا لاغی میں مذکور ہوا ہو
 سو اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ آپ سدرة المنتهى تک پہنچے تھے کیونکہ عند متعلق
 رای کے ہو پس رویت عند السدرہ سے ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ رانی اور مئی دونوں سدرة
 کے پاس ہوئے پھر حدیثوں میں تو اسکی استقدر تصریح ہو کہ مجال انکار ہی نہیں تحقیق سوم
 جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہو کہ معراج بیداری میں جس کے ساتھ ہوئی اور دلیل
 اسکی اجماع ہو اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہو سکتے ہیں اول حق تعالیٰ نے جس اہتمام
 سے قصہ اسرا کو بیان فرمایا ہو اس سے اسکا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہو اگر یہ
 نوم میں یا روحان طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہو دوسری بعدہ سے ظاہر
 یہی معلوم ہوتا ہو کیونکہ حقیقی اور تنبہاد یعنی جاری عبد فلان کے یہی ہیں کہ وہ بیداری
 میں دھڑا اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح و جسد اور اس محل کا صدر و مقید
 بالیقظہ ہوتا ہو الا ان یصح علی خلاف ذلک تیسری اگر یہ خواب کی حالت میں یا روحانی
 طور پر ہوتی تو جسوقت کفار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس و اپنے قافلہ کے حالات
 پوچھے تھے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہو بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواک البیہقی و غیرہ
 لکھا فی الدر المنثور تو آپ اس وقت بہت سہولت سے جواب دیتے تھے کہ میں بیدار ہی

اسکے ہونے کا کب مدعی ہوں جو تم ایسی باتیں کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت
 بیان کرنے کے متعلق نیکو بین نہ پڑتے جیسا حدیثوں میں ہو کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے مشکشف
 کر دیا اور آپ نے بتلادیا رواہ مسلم اور بعض کو اہیت و ما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہ ہوا ہے
 سہو دل تو وہاں احتمال ہو کہ واقعہ بدر یا عمرہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف
 گئے ہیں جن کا ذکر اجمالاً ذیل کے ہوا فی منامک اور لقد صدق الله رسولہ الرؤیا
 میں آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا یعنی رویت ہی کیونکہ رائی کے دونوں
 مصدر بہن نفل قرنی اور قرابت کے یا بقول بعض شب کی رویت کو رؤیا کہتے ہیں گو بیداری
 میں ہو یا تشبیہاً و یا کہ دیا ہوا اور جب تشبیہ کی باعتبار کادیکھنا ہوا اور یا شب کے وقت
 واقع ہونا کہ ان فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جس کے آخر میں نحو سنبطلت
 ہو تبہ پڑ گیا ہو سو چونکہ شریک حدیث کے نزدیک حافظ حدیث میں اور دوسرے مذکور
 کے خلاف کیا اس لئے وہ زیادت غیر مقبول ہے کہ ان فی روح المعانی یا محمول ہو نہ واقعہ بر
 گونکہ علماء نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو انہی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلے خواب
 میں عروج ہوا ہے جسکی حکمت یہ لکھی ہو کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت
 ہو سکے اور بعض کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے اقوال سے شبہ ہو گیا ہے سو حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس وقت تک آپ کے نکاح میں بھی نہ آئی تھیں اور نہ ان سے معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت
 تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سن کر کہا ہو یا اجتہاداً کہا ہو یا کسی
 دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تحقیق حرام
 بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہوا و ماؤل مبتدع ہوا اور آگے جانے کا منکر اور ماؤل
 مبتدع ہوا اور ہر چند کہ سورہ بنجم میں قریناً تصریح ہو لیکن عند میں احتمال ہو کہ وہ سہا کے
 مفعول کا حال ہو اسلئے آپ کے سدرۃ المنتہی تک پہنچنے میں نص نہیں ہے تحقیق پنجم
 اس میں اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اس شب میں آپ نے دیکھا یا نہیں اس میں سلف اور خلف
 کا اختلاف ہے اور روایات مختلف تاویل کو ہیں کیونکہ روایت مثبتہ رویت میں احتمال ہے
 کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت

کے روز جنت میں جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اس سے کم ہوگا رویت صادق آوے جیسے
بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہو اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہونا ہو غرض اس مسئلہ میں
توقف بہتر ہو۔ دفع اشکالات۔ دفع اشکال اول۔ بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ
ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہو نری ابراہیم ملکوت السموات والارض اور
آپ کے لیے من تبعیضیہ کیوں فرمایا جو اب یہ ہو کہ ملکوت السموات والارض کائنات
تو نہیں ہیں اور ممکن ہو کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اس بعض سے
اعظم ہو دفع اشکال دوم بعض ظاہر پرست شبہ کرتے ہیں کہ خرق والتہام افداک پر
حال جو جواب یہ ہو کہ اس دلیل کے سب مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے عمل میں مذکور ہو دفع
اشکال سوم بعض کہتے ہیں کہ اس قدر سہر سرج کیونکر ممکن جو جواب یہ ہو کہ بعض کو اکب
یا وجود اس قدر ظلم ہونے کے نہایت سہر سرج ہیں اور سرعت کی عقلا گوئی حد نہیں ہے دفع
اشکال چہارم بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے شے جو انہیں اور حرارت شدید جو جسم غصیری
سماست نہیں رہ سکتا جو اب یہ ہو کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہو دفع
اشکال پنجم بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں جواب یہ ہو کہ ہاتھ لایو ہا نکلو انکنتم صدقین

من القصيدة

کما سحر لیلانی داج من الظلم
لوزانیت دار قلع کدورت کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ بدر
نار کی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے
من قباب قوسین لم تدرک ولم تدر
سے کوئی نہیں پہنچا یا گیا تھا بلکہ اس مرتبہ کا سبب غایت
رفت کسی نے قصہ بھی نہیں کیا تھا۔

والرسل تقدیر محمد و علی خدام

پیشوا بنا یا جیسا خدمت خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے

سریت من حرم لیلالی حرم
آپ ایک شب میں حرم شریف کو حرم غرم سہا نفسی تک در وجود
ان میں فاصلہ چالیس۔ در کے سفر کاوی ایسے ظاہر و بہر تیز کہاں
و بٹ ترقی الی ان نلت منزلہ

اور آپ نے بحالت ترقی رات گزار دی اور یہاں تک ترقی پائی
کہ ایسا قرب الہی حاصل کیا جس پر مقرران در کا خداوندی

وقد متک جمیع الانبیاء بها

اور آپ کو سجد بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل نے اپنا امام و

فی ہو کب کنت فیہ صاحب العلم

شکر الکریم و جو طحاوی علی عطیہ شانہ تالیف قلب باریکی و ہمارے

من الدنوا ولا موقا لمستقم

نہ رہی اور کسی طالبِ نعمت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا

نودیت بالرفح مثل المرقء العلم

اُن پر ان کو مکر واسطے نہ تھی مگر کشتیاں اور نامور شخص کے پچھلے گئے

عن لعیون و سراسی مکتوم

اور ناکہ کچا بیابانوں میں چھپے تھے جو عباس مرتبہ پوشیدہ ہو

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

بالصلوة علی سید اہل الاصفاء

مادامت الارض والسماء

وانت تخترق السبع الطباق بهم

اور سترہائی ترقیات کی ہمارے کہہ کر پستان تھلاؤ گلو گلو گرجاؤ تھو ایک

حتى اذا الم تدمع شبا والمستبق

یہ دن جسکے منہ سے برکت والے کی فرشتہ نر لڑے گی ہماریت

حطمت کل مکان بالاحصافۃ اذ

بہشت اپنے منہ کے جو خداوند تعالیٰ سے نہایت ہو سیت کر دیا جبکہ

کیما تفوض بوصل ای مستتر

ناکہ آگاہ وہ چل حاصل ہو جو نہایت درجہ نگہ پوشیدہ تھا

یارب صل وسلم دائماً ابداً

والنعم اسلام علی قعدت بالصلوة الاسراء

والہ واصحابہ اہل مادامت الاجتباء

تیرھویں فصل ہجرت حبشہ میں

یہ نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے اس وقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانوں کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا انھوں نے کئی شخصوں کو تخت و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہ دے جب انھوں نے جا کر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار میں مسلمانوں کو بہرہ جہ ان لوگوں کے بلا کر گفتگو کی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا بیٹا بھیجا اور اپنا کلام ان پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور

یہ کلاموں سے منع کرتے ہیں بخاشی نے کہا جو کلام انہر اتر اہو اس میں سے کچھ پڑھو انھوں نے
سورہ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانوں کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب
و خاسر رد کر دیا۔ کذا فی تواریخ حبیب اک۔ حدیثوں میں تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہو گئے
تھے اور زادا المعاد میں ہی کہ بچہ جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر ان لوگوں کو پہونچی
تو ۳۳ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ میں روک بیٹھ گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے
اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوہ خیبر میں مدینہ کو ہجرت کی ان مسلمانوں کو وہ ہجرتوں
کی وجہ سے اسبابِ اخیر تہیں کہتے ہیں۔ **من القصیدۃ**

و لا یزالون عدا و غیور منقسم

ہو درند تو، نکالوئی ایسا من نہ دیکھیں اگر سب شکست فاش نہ پہونچی

واللیث حل مع الاشبال فی جمہ

شیر اپنے بچوں کو میکر اپنے بیٹہ میں فروکش ہو تا ہے

دیکسی کا مقدور ہیں کہ اکلوا ان شاکسے

فیہ وکی خصم البسھان من خصم

کلام اللہ نے غنائی پر اثر کیا اور اگلی نبوت کا انکار کیا، اور یہ

دفعہ غالب ہوسے دلائل کی فبات رسالت کو منکر شد یہ خصوصیت پر

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

و لن نری من ولی غیر محمد

اور توہ کو نہ دیکھیں کسی آپ کے دوست کو ان کی بات سے مدد نہ پہونچی

احل امتہ فی حرمت ملتہ

آپ نے اپنی امتہ احباب کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم

قلوب میں اُتار دیا تو کوئی مغلوب رہو نہیں کر سکتا جیسا کہ

کو جددن کلمات اللہ من جدل

اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈال دیا جس شخص کو جسے

تکبر کی شان میں جھگڑا کیا وہ چنانچہ اس موقع پر محایہ کا غلبہ ہوا اور

یا سب صل و سلمہ دائماً ابداً

چودھویں فصل مائے اقامت مابعد النبوت کے بعض متفرق مہم واقعات میں مختصراً

واقعہ پہلا جب آپ پر وحی ول نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ رض سے بیان فرمایا وہ
آپ کو وراثتہ کے پاس لے گئیں انھوں نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور

۱۷ یعنی مکہ کو تاکہ وہاں سے پھر مدینہ چلے جاویں ۱۲ھ ۱۷ھ اس بوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب اک سے لیے گئے ہیں
گو الفاظ و ترتیب میں تبدیل ہو ۱۲ھ ۱۷ھ یہ وہ ہیں جبکا ذکر دسویں فصل کی دوسری ردایہ میں آیا ہے ۱۲ھ

حضرت خدیجہؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئیں۔ اور عورتوں میں سب سے اول حضرت خدیجہؓ
اور جو انان احرار میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ رہے اور لوگوں میں حضرت علیؓ رہے اور
غلاموں میں حضرت بلالؓ رہے اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ رہے اور بعد ازیں
حضرت عثمانؓ رہے اور حضرت سعید بن ابی وقاصؓ رہے اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت
عبدالرحمن بن عوفؓ رہے ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے
دوسرا واقعہ جب آپؐ پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپؐ نے
کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا اور سب کو بھیج کر کے شہر کے سر پہنچنے کی حالت میں عذاب سے
ڈرا یا ابولہبؓ نے آپؐ کی شان میں سخت الفاظ کے سوارہ تبت تب ہی نازل ہوئی چھین
اسکی اور اسکی جو رو کی مذمت ہو وہ بھی آپؐ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہبؓ
کے دو بیٹے تھے عقبہ اور عتبہ آپؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم ان دونوں
کے نکاح میں تھیں اس وقت اختلاف دین سے نکاح درست تھا ابولہبؓ نے بیٹیوں
کو کہا کہ اگر تم ان بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو تم سے علاقہ نہ رکھوں گا ان دونوں نے اس کے
کہنے پر عمل کیا اور عقبہ نے تو ایسی بیگانی کی کہ آپؐ کے سامنے ہا کر یہ کلمات کہہ دیے اس
گستاخی پر آپؐ نے بد دعا کی لاھم مسلط علیہ کلہا من کلہا بلک یا اللہ اپنے نکتوں میں سے
ایک کتا اسپر مسلط کر دے۔ ایک بار تجارت کے لئے شام جانا تھا راستہ میں ایک منزل پر
جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابولہبؓ نے بیٹی کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک
ٹیلہ بنا کر عقبہ کو اسپر بٹھلایا اور سب کو اس کے گرد آگے دیا رات کو شیر آیا اور عقبہ کو مار کر
چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اسپر بھی ایمان نہیں لاتے تھے یہ سب قصہ قریب زمانہ نبوت
کے ہیں تیسرا واقعہ جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ارادہ
ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر یہاں انعام تک کہ چار منزل مکہ سے ہو چہ پہنچے تھے کہ مالک
بن دغنے کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی پناہ میں لے آیا اور سب کفار قریش سے
کہد یا کفار نے کہا بائیں شرط ہم کو منظور ہو کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور باواں بلند نہ پڑھا کریں

حضرت صدیق نے چند سے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہ ہو سکا اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ
 کی ٹوہین جمع ہو کر سننے لگیں کفار نے اس کے پیس پناہ دہندہ سے کہا اس نے حضرت صدیق
 سے کہا کہ خلافت عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ لیگی انھوں نے فرمایا مجھ کو سوائے خدا کے کسی
 کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ تو کر چاہا کہا نہ۔ آپ بانان الہی محفوظ رہے چوتھا
 واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپ کے آٹھ چھپے رہے اور
 انیس تک شمار اہل اسلام پہنچی تھی آپ افر کے گھر میں تھے اس زمانہ میں عمر بن الخطاب
 اور ابو جہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا دہائی یا اللہ دین اسلام کو عزت
 دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام سے جو حضرت عمرؓ کے حق میں وہ دعا قبول
 ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف اسلام ہوئے یہ سب نبوت میں ہوا کذا فی تواریخ
 حبیب الکہ یا یحیوان واقعہ۔ آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم
 بن عدی کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ تم نے اہل نبی اور عہدہ آپ کے مسجد میں آیا
 آپ اسیر مطعم کا شکریہ ادا فرمایا کرنے تھے کذا فی التہذیب ابن سعد الغار **من القصیدہ**

تجاہلا وهو عین الحی ذق لہم

درد اور اس پر ہوشیار و فہم ہونا سکا تو ہر گز تعجب نہ کر

وینکر الظلم شفعہ الماء من سقمہ

زہن۔ سب سے بھاری۔ ذرا اٹھنا اب میری گونا سن کر تا ہی

عل حبیبک خیر الخلق کلہم

لا تعجب من حسود من اسرین کرھا

ای التہذیب ۱۲

اگر کوئی حاسدان آیت انوۃ کا براہ غبار لٹکا کر جو حالانکہ

فلا تنکر العین ضوء الشمس من صرا

اسیو کہ کبھی نہ کہ سب سے بڑا کونیا کی ڈی ڈیر لکھتی ہو اور بھی

ایارب صل وسلم دائما ابدا

پندرہویں فصل ہجرت مدینہ حبیب میں

جب تیرہویں سال نبوت بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۵ھ مکہ اسلام کا تاریخ حبیب الکہ میں مبسوط مذکور ہے ۱۲ھ غار میں حدیث ہو کہ جب آپ کی خدمت میں بدر کے
 کفار فیدی لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مطعم ابن عدی اس وقت زندہ ہو جا اور مجھ سے ان مرداروں کے بایں سفارش کی
 گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو دیسے ہی چھوڑ دیتا۔ رسول خدا کی دیر ہی قصہ ہو ۱۷

اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن
سیداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشروب
کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگو کے بسیار کے سب کی رائے آپ کے باب میں یہ قرار پائی کہ
ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمد کے مکان پر جا کر
محمد کو قتل کر دیں بنی ہاشم و کحاشی آپ کے بہن سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت
کی نہیں رکھ سکتے بالضرور بخون بہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم لوگ سبے تکلف دیت ادا
کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ
شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ اہل بیتین حضرت علی کو سپرد کر کے
گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابو بکر صدیق کے گھر
تشریف لیجا کر انکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار نورین جا چھپے بہانہ کفار نے گھر
میں جا کر آپ کو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچے
بعد آپ کے غار میں داخل ہوئے۔ کے ملائی سے جالا لٹا کر آگ بجھ کر پوری دیا اور ایک کبوتر
کے جوڑے لے آئے غار میں آگ سے دیکر بیٹھنے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہ
لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا ہے ملائی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر بنگلی وحشی جانور ہو
اس غار میں نہ ٹھہرتا یہ کہ کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کے لیے تار
عنکبوت اور میضہ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صد ہا زہر آہنی اور جویان جنگی اور قلعہ محکم
سے نہ نکلتا۔ قصیدہ بردہ کے ان اشعار میں اسی طرف اشارہ ہے۔

من القصیدۃ

وما جوی العار من خیر ومن کرہ ^{نقطہ علی المقسم ۱۲}

ایسے حال میں کہ چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی

والصدق فالغار والصدیق لم یدر

پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق غار سے

وہم یقولون ما بالغار من ادم

ہم نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں

۱۵۴۴ء ۱۲ مئی ۱۵۴۴ء

خیر البریۃ لم تنسح ولم تحم

ظنوا الحمار وظنوا العنکبوت علی

مخون رگمان کمال کو ترانہ و لعل و قلات کر دینیں یہ سہار

مخون رگمان کمال کو ترانہ و لعل و قلات کر دینیں یہ سہار

من الدروع ومن عمار من لاظم

وقابة الله اسنت عن مصاعفة

درویش و پھینس و اور ملہ قلعہ نہیں پایا کہ پھر ہونے سے بد کردیا تھا

خداوند تعالیٰ کی مادت و حفاظت و پاکیزہ رہی بنی پوری زرہ باو پوٹ

تین دن تک آپ غامین رہے عامر بن فہیرہ نے حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متسل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ پلے لین کا آپ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو پلا جاتے اور عبد اللہ بیٹے ابو بکرؓ صدیقؓ کے کہ جہان تھے مدینہ میں کی مجال میں جا کر خبر میں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیئے تھے۔ پھر سے عبد اللہ بن ارقیطہ دہلی کو کہ مشرک تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور انہ نمایاں سی کو سپرد کر دی تھیں بعد تین دن سے حسب احکام وہ دشمنان در غار میں نہ لایا اور آپ اور حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے کہ بیان میں آئے ہوں جو تواریخ حبیب الہ وغیرہ میں دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے سر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہنچے اس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے کہ ایک بارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر ان پھرتے واہن سے گویا معاشرۃ العرب ہذا جدم یعنی ای گروہ عرب یہ تھا یا حنظل یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھر سے اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

۱۵۴۵ء و حفظہ رکاز اسیر اہل مدینہ ۱۲ مئی

عجیب تر ان میں دو قسم ہیں ایک قسم ام معبد کی کبری کے دودھ دینے کا ایک عورت تھی سرفاسے عرب میں خیمہ اسکا راہ مدینہ میں واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور ان کا شوہر ابو معبد مشرف بار لایا ہوئے دوسرا قسم سراقہ کا جو بائیسویں فصل کے نمبر میں آو بگا ۱۲

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

یعنی ہم پر در سے طلوع کیا ثنیاں الوداع سے

وجب الشکر علينا ما دعا لله داع

ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرنا ہوا ہے

ایھا المبعوث فینا جنت بلا مطاع

اے نبی جو ہم میں مبعوث ہوئے ہیں اب ہمارے لیے جنت کا سفر بلا ممانعت ضروری ہو گیا

آپ مکہ سے دو شنبہ کے روز رجب الاول کے مہینہ میں اور بقول بعض صفر کے تیس سال کی عمر میں چلے گئے اور دو شنبہ ہی کے دن بارہویں رجب الاول کو مدینہ میں پہنچے اور پونچر محلہ قبایین کے کنارہ شہر ہذرا فاصلہ سے ہو منازل بنی عمر و بن عوف میں چودہ دن ٹھہرے اور تیسرے دن حضرت علیؓ بھی امانتیں ادا کر کے آپ سے آئے پھر آپ نے شہر مدینہ لے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں ٹھہریں جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو ہر زبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی ماہور ہو جہاں بیٹھ جائیگی وہاں ہی مقیم ہو گا اونٹنی چلتے چلتے وہاں آ بیٹھی جہاں اب ممبر مسجد شریف ہو متصل اس جگہ کے حضرت ابویوب انصاری کا گھر تھا وہاں اسباب آپ کا اتار لیا اور آپ اُس کے گھر ٹھہرے پھر آپ نے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب اکہ وزاد المعاد وغیرہما من الروض۔

۱۔ اس کے معنی ہیں گھانٹیاں رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو جہاں مکہ جاتا تھا ان گھانٹیاں تک جاکر لے آئے اور بعض نے کہا کہ ثنیاں الوداع مدینہ سے شام کی جانب ہوا اور شعر مذکور بوقت مساوت آپ کے غزوہ تبوک سے پڑھا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں جانب ایسا موقع ہوا تو یہی نام ہوا اور دونوں وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہوں تو کیا اسبقہ وہ ۱۲ منہ

۲۔ یہ اختتام مستعد نہیں کیونکہ مکہ سے تو بہتر صفر میں تشریف لے چلے ہوں اور غار سے چلنے کے وقت رجب الاول شروع ہو گیا ہوا ۱۲ منہ

ولمعه اذهما في الغار منقبة شريفة ما حواها قبله بشر

اور آپکو غار میں دونوں صاحبوں کے ہونے کی وقت کی پیشیت نہ تھی

وما جوامنه لما حوا ولا سفرا طيبة وتناها عندها السفر

اور دونوں صاحبوں نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینہ کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچ کر سفر ختم ہو گیا

فصل سراقۃ منہ ان ترد خبیرا و امر معید یجلیو منہ ما الخیر

اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقۃ اور امر معید سے آپ کا

طابت بہ طيبة لما قام بها وفاحر حین اتاها تشرها العطر

آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہاں مقیم ہوئے اور آپ کو وقت اُٹھیں پہونچے تو اسکی خوشبو نے عطر پھیل گئی

یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک من مر است بہ العصر

سوطھوں فصل دوم مدنیہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات میں

پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں عبد اللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں تھے آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے تین سوال کئے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے۔ کذا فی تواریج حبیب کہ دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی کہ اصل میں مجوسیان فارس سے تھے اور انکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھوں نے اختیار کیا تھا اور زبانِ علماء یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آونے سے قبل مدینہ میں آ رہے تھے کئی جگہ کہے تھے ان دونوں ایک یہودی کے غلام تھے حضور میں حاضر ہوئے اور علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے اپنے مالک سے کہا اُسے چالیس وقیہ سونے پروردگار

لے جلا عام الناس میں ایک کتاب ہزار سلا کے نام سے مشہور ہو جس میں عبد اللہ بن سلام کا آپ سے ہزار رسائل پوچھنا تھا اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲۱ھ ایک اوقیہ وزن میں سات شقال کا ہوتا ہوا ۱۲۱ منہ

یہاں کی نول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہی، مکاتب کر دیا اور یہ بھی بشرط کی کہ تین سو درخت
 چھو ہارسے کے لگاویں اور جب وہ بار آور ہوں تب آزاد ہوں آپ نے دست مبارک
 سے چھو ہارسے کے درخت لگاویئے وہ سب اسی سال میں بار آور ہوئے اور بقدر ایک
 بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہو جائو انھوں نے
 عرض کیا کہ چالیس دقہہ سونا چاہیئے کہ کیا کفایت کرے گا آپ نے زبان مبارک اسپر چھری
 اور دعائے برکت کی سلمان کہتے ہیں کہ میں نے جو تو اچھا لیسن دقہہ ٹھکانہ کم نہ زیادہ اور
 ادا کر کے آزاد ہو گئے اور صنوبر اقدس کی خدمت میں رہے کذا فی تواریخ حبیب الہدی
 واقعہ مدینہ طیبہ میں بیروہ کا ذکر ایک کنواں جو پانی شیریں تھا اور دوسرے کنواں کا پانی
 کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بھی کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو
 پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیروہ کو خرید کر
 مسلمانوں کے ڈول میں جاری کر دے اسے لکھنے بنت ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس
 کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب الہدی۔

من القصیدۃ

کفالك بالعلم في الاهى محجرة
 او قلوبكم در باب حجة العرفان
 في الجاهلية والتأديب في ليلتهم
 انمو اور اودو دیکل پامی صوا نبر کہ آجنا لیتہ نہایت وچے کافی جو
 یا رب صل وسلم داتما ابدا
 علی حبیبک خیر الخلق کلهم

سترہویں فصل آپ کے غزوات میں اور ان کے ضمن میں بعض دوسرے مشہور واقعات میں ترتیب سنیں

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ میں وفات تک دس سال دو ماہ ہیں جب جہاد فرض ہوا
 لے جیسا جہاد میں سلام نے اسی سے استدلال کیا ۱۳ سنہ ۵ اس فصل کے مضامین ان کتب سے لئے گئے ہیں بحسن
 شامہ۔ تواریخ حبیب الہدی۔ زاد المعاد سیرۃ ابن ہشام ۱۲

آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجی لے گئیں جہاد میں آپ پر نفس نفیس تشریف
 لے گئے اسکو اہل بیغزوہ کہتے ہیں اور بڑا شکر آپ نے بھیجا یا اور خود تشریف فرما نہیں ہو
 اسکو سر لہکتے ہیں بقیہ سب پر غزوہ دوسرے کاماں الیحد : شواہد اسکی بعض بعض کا بہت
 مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مختصر مستنداتی کی نسبت سے بعض بعض سے واقعات سے لکھے
 جاتے ہیں سنہ ۱۰۱۱ھ میں ہجرت ہوا جس پر حضرت حمزہؓ کو تیس سالہ تھیں وہ جہاد میں لے گئے
 بھیجی کہ قافلہ قریش سے غرض کر کے دربار عمان پر ہوا اور جسے منہ بیدار بن کر اٹھ کر
 ساتھ ہاجرین کے ساتھ اپنی راہ پر لے کر دھوکا دیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص
 کو ہمیں مباح بن گیا ساتھ ہاجرین کے ساتھ اور حضرت ابی جہل کے ساتھ ہجرت کے ماہ ذی قعدہ میں
 روانہ کیا اور قافلہ قریش سے غرض کر کے دربار عمان پر ہوا اور جسے منہ بیدار بن کر اٹھ کر
 اس میں خود تشریف فرما ہوئے اسکو ابوبکر کا لقب بھیجا یہاں تک کہ وہ غزوہ دوان
 بھی گئے ہیں اور اسی سال ان کا اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہؓ فوت ہو کر تھیں
 اور اسی سال ہاجرین و انصاریہ کے بیان سے مذکور ہوئے ہوئے ہجرت ربیع الاول
 میں غزوہ بواط واقع ہوا کہ ابوسہم مقام ہی ناحیہ صنوی بن قافلہ قریش سے بعض قصصہ دھکا
 مگر مقابل نہیں ملا پھر غزوہ نمیرہ بہتمہ میں واقع ہوا کہ ابوبکر امین ہونے کی تاریخ کی تاریخ
 میں جمادی الاولیٰ و الاخریٰ میں اور اس میں قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے
 شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہ قافلہ تھا جنہی و ابیہی کے وقت آپ پھر تشریف
 لے گئے سنہ ۱۰۱۲ھ میں ملا اور غزوہ بدر کا سبب ہو گیا اسی سبب غزوہ عشیہ کو غزوہ
 بدر والی بھی کہتے ہیں پھر جب میں عبداللہ بن جندبہ شہر مدینہ کی طرف بھیجا اور اسی
 واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یَسْتَلُوْا ذٰلِكَ مِنْ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَ

۱۱۔ وزن عطیہ ۱۲۔ ان تمام واقعات میں جو اس فصل میں مذکور ہیں سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کہ
 ہجرت ربیع الاول کے شروع میں واقع ہوئی چنانچہ انعام میں بعض علماء کی یہ اصطلاح بھی تھی تو اور بعض واقعات کی
 تقدیم و تاخیر میں اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہیں نقل کے وقت اس قدر خیال رہا کہ کسی وجہ سے ترتیب معلوم
 ہوئی اسکو اختیار کر لیا اور انھیں کتابوں میں اور دوسرے کتب میں اور بھی سرا یا اور فوت ذکر کیے ہیں میرے اختصار
 کے لیے ترک کر دیا ۱۳۔ سنہ ۱۰۱۲ھ کا فی القاموس ۱۲

عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبریٰ ہو رمضان میں آپ نے خبر سنی کہ قافلہ قریش
 شام آئے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہ کو لیکر کہتے تھے اس کے قرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ
 پہونچی کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکل کر مکہ جا
 پہونچا مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر ڈیرہ ڈالیں گے
 اور خوب جشن کریں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ ہمیں
 آدمی اور وہ بھی بے سرو سامان ہم سے مقابل ہوئے مفت میں بلکہ نامی ہاتھ آویگی اللہ تعالیٰ
 کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل سلام منظور منصور اور کفار
 مقتول و اسیر و مخدول ہوئے سو یہ انفال میں ہی قسم ہو اور اس تمام قصہ سے شوال میں
 فراغ ہو گیا۔ پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہیں
 ہوئی پھر بدر کے دو مہینہ بعد غزوہ سولق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست کھا کر
 مکہ پہونچے پھر ابوسفیان رو سو سوار لیکر بارادہ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے
 کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانوں کو لیکر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیے
 سٹو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیے اس کا لقب غزوہ سولق ہوا یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا
 پھر بقیہ ذی الحجہ مدینہ میں قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور ختم
 صفر تک وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف شعبان میں تحویل قبلہ ہوئی
 اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں روزہ فرض ہوا اور آخر
 رمضان میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئی اور جمعہ
 اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی
 صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
 صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی سبب سے ذی النورین
 کہلاتے ہیں اور بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا سلمہ ہجرت بعد ربیع الاول
 کے پھر قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر اور
 جمادی الاولیٰ وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس گئے پھر بنی قینقاع

بدر کبریٰ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

ذی الحجہ

کہ یہود مدینہ سے تھے جو بنی نضیر کے بند رہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبد اللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبد اللہ بن سلام کی برادری ہو اور اسی نقص عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شواہ کی ابتدا میں غزوہ احد واقع ہوا جس کا قصہ جو تھے پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہنچا ہی۔ پھر غزوہ حمراء الاسد کہ ایک منزل پر واقع ہوا اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سن کر خود صحابہ کو لیڈر روانہ ہوئے جب کفار نے یسناؤر کو پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہنچے تھے اس لئے نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شواہ و ذیقعدہ و ذیحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا جب محمد کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقابلہ آئے کی خبر سن کر حضرت ابوسلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی میں مقابلہ کے لئے بھیجا اڑانی نہیں ہوئی اور غنیم کے میزاشی ہاتھ آئے وہ لیڈر مدینہ آ پہنچے پھر پانچویں محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سن کر حضرت عبد اللہ بن انیس کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اسکو قتل کر کے اس کا سر لائے اور واپسی انکی بعد اٹھارہ روز کے ۳۳ محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ میں سریر جمع واقع ہوا کفار مکہ کے ہرکانے پر کچھ لوگ قبیلہ عسفل وقارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت میں آکر بظاہر مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجئے کہ ہم کو احکام سکھا دیں آپ نے اس آدمی ساتھ کر دیئے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہو قبیلہ ہذیل کا پہنچے تو ہذیل کو مدد کے لئے بلا لیا اور بد عہدی کی بعضی اُسوقت شہید ہوئے جیسے عاصم رحمہ اور بعضے پکڑ لیئے گئے جیسے ضعیف رحمہ اور بعد میں شہید کر دیئے گئے اور اسی صفر کے مہینہ میں واقعہ بزمونہ کا ہوا یہ ایک جگہ ہو بلا ہذیل میں درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عاصم بن مالک رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس میں حاضر ہوا اور کہا میں مسلمان ہو جاتا مگر مجھ کو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیں کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کریں پھر مجھ کو بھی کچھ تامل نہوگا آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد کا ڈر ہو اس لئے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی پناہ میں لے لوں گا آپ نے ستر آدمی اصحاب میں سے کہ قراء کہلاتے تھے ساتھ کر دیئے جب یہ حضرات

قتل کعب بن الاشرف
غزوہ احد
غزوہ حمراء الاسد

سفر ہجرت
سفر ہجرت
سفر ہجرت

سفر ہجرت
سفر ہجرت
سفر ہجرت

یہ سب کو یہ سب کفار نے کہ ان میں رعل و ذکوان و عصبہ بھی حسب روایت بخاری تھے تقریباً
 سب کو نہ بدکر ڈالا ان میں حسب روایت بخاری حرام بن ملجم بھی تھے اور بانی اس غدو کا
 ان طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن ماک مذکور کا مامون مالک کو اسکا بڑا بیٹا ہوا کہ اسکی امان
 میں اسکی بھتیجی نے فنور ڈالا اور انھیں دونوں میں وہ مر گیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپ کے
 بس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھ کو مالک ہاتھ دے بیٹھ جائے یا اپنے بھائی خلیفہ بنا دیجئے ورنہ بڑا لشکر
 لاکر آپ سے لڑے گا آپ نے بددعا کی اللہ تعالیٰ عامر بن طفیل سے مر گیا آپ نے
 ایک مہینہ تک ان قراء کے خاتمہ ان پر فدیہ نہ کیا۔ عامر بن طفیل وہ مسلمان ہو کر آئے تو
 بددعا ترک فرمادی اور اسی واقعہ پر معجزہ یہ پیش فرمایا کہ انھیں ہوا۔ لوگ یہودیہ
 سے تھے قصہ اسکا ان ہوا کہ واقعہ یہ معجزہ میں مریم بن امیہ بن مہدی سے بھی اسیر ہوئے تھے
 مگر عامر بن طفیل مذکور نے انکی بیٹھائی کے بال کاٹ کر بھڑکھا اسکی امان سے نہ ایک خاص کا
 آزاد کرنا تھا اس میں چھوٹا عمر بن اسہ کا بھی سب کیا۔ اس سے بعد سے وہ میں دوسرے شریک
 بنی عامر کے انھیں نے اُنھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ بھی ایک طرح کا
 انتقام یہ عامر بن طفیل سے جسے سب اصحاب یہودیہ کو قتل کر دیا اور وہ دونوں ترک
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں تھے اس امت علی عمر بن امیہ بن مہدی سے بھی آغوش صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس قتل کی سب سے بظاہر منع فرمائی۔ یہ بھی عامر اور یہودیہ بنی
 ہم محمد سے لہذا آپ کو نہ ملو۔ ہوا کہ اسے لہذا سے اس معاملہ دہرہ کو لو کرین اور یہ سب
 عزوہ بنی نضیر کا ہوا اس واقعہ یہ ہو کہ جب آپ مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما کر تشریف
 فرمایا وہ بنی نضیر اور یہودیہ بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک محلہ میں رہتے تھے آپ سے
 عدا کیا کہ ہم آپ کے موافق رہیں گے لیکن بدخواہی نہ کریں گے اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے
 جب آپ اس معاملہ دیت میں محلہ بنی نضیر میں تشریف لائے اور ان سے اس معاملہ میں
 گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے
 ایک پتھر اڑھکا کر آپ کو قتل کریں آپ کو وحی سے اطلاع ہو گئی آپ اٹھ کر مدینہ تشریف
 لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقص عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی

ہوگی وہ لڑائی کے لیے نیا رہوے آپ نے اُن پر لشکر کشی کی اور اُس کے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ
 ہو کر نکل جانے پر راضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جب قدر اسباب ہمراہ
 لے جا سکو لے جاؤ بعضے خیبر میں جا بسے بعضے شام میں بعضے اور جگہ سورہ حشر میں یہی قصہ ہوا اور
 اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسنؑ پیدا ہوئے **سکھ ہجرت**
 یوسفیان احد سے پھر نے وقت کہ گئے تھے کہ سال سورہ پھر بدر بر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ
 قریب ہوا اور یوسفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو
 کہ آپ بھی بدر نہ جاویں تو ہم کو خجالت نہ ہو ایک شخص کو زادیون سے دعا تھا کہ یہ بھیجا کہ مسلمانوں
 کو یوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہنچا کر عرب کر اسے مسلمانوں نے سن کر کہا
 حسبنا الله و نعم الوكيل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو لیکر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام
 کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہاں اصحاب نے قیامت میں خوب نفع حاصل کیا اور خوش و خرم رہے
 جنگ وینچ پھر آئے۔ اس غزوہ کو بڑائی و بدر صغریٰ اور بدر مہد بھی کہتے ہیں اور یہ واقعہ
 شعبان میں اور بقول بعض ذیقعدہ میں ہوا اور اسی سال امام حسینؑ پیدا ہوئے **سکھ ہجرت**
 اس میں غزوہ دومتہ الجندل ربیع الاول میں ہوا یہ مقام ذیقعدہ سے پانچ منزل ہو آپ نے
 سنا تھا کہ وہاں کچھ کفار جمع ہوئے ہیں مرینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایکس ہزار آدمیوں کو لیکر
 روانہ ہوئے وہ خبر سن کر متفرق ہو گئے آپ چند روز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے
 اسی سال شعبان میں غزوہ مرہ سبوع ہوا اسکو غزوہ ذبی مصطلق بھی کہتے ہیں آپ کو خیبر پہنچی کہ بنی
 نضیر نے ان کا ارادہ رکھتے ہیں آپ خود دھماکہ کو لیکر روانہ ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہیں ہوئے
 اُس کے اموال و ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ثابت بن قیس
 کے حصہ میں لکین اُٹھون نے مکاتیب بنادیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا
 کر کے اُن سے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ میں قصہ انکس یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
 تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی سال ثوال میں غزوہ خندق جسکا نام غزوہ
 احزاب بھی ہے واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلا وطن کیے گئے حبیب بن اخطب بنی نضیر
 میں بڑا مفسد تھا خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدون کو لیکر مکہ پہنچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کی واسطے

اس سال
 یوسفیان
 احد سے
 پھر لڑائی
 ہوئی

اس سال
 یوسفیان
 احد سے
 پھر لڑائی
 ہوئی

اس سال
 یوسفیان
 احد سے
 پھر لڑائی
 ہوئی

اس سال
 یوسفیان
 احد سے
 پھر لڑائی
 ہوئی

آمادہ کیا اور تدبیر کا اور آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل مل کر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو پہلے آپ نے یہ سن کر بمشورہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس بجانب کوہ سلع کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہر بنیہ اور غارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب ہوئے خندق کے وہاں اپنا لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہنچا خندق دیکھ کر بہت متحیر ہوا اس لیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متمصل خندق کے خیمہ زن ہو کر تیر و سنگ سے لڑنے رہے اور دوسرے بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا ادیبی بن خطب نے بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپ نے احزاب میں تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ کیا ایک شخص نعیم بن سعد نے کہ قبیلہ غطفان سے تھے اور تازہ سلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُن کے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ میں ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش در بنی قریظہ میں کر سکتا ہوں کیونکہ میرے اسلحہ کی اُن کو خبر نہیں وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعہ اجازت دی وہ بنی قریظہ میں گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش و غطفان سے ہوا فقت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی ہے کیا اگر یہ لوگ بے عہد کے کام نام کیے ہوئے پھر گئے تو مجھ پر فوج کشی کرینگے اور تم کو تنہا اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہو دے گا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہو نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگوں کو کہلا بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سرداروں کی تم کو بطور رہن یعنی اہل کے دیدین کہ تمہارے پاس رہیں اگر محمد تمہارا قصد کرینگے تو اُن سرداروں کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمہاری مدد کو ضرور آویں گے اگر وہ لوگ اسکو منظور کر لیں تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمہارا خیال ہو اور اگر نہ مانیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہیں پھر نعیم وہاں سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیر خواہ ہونا ظاہر کر کے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ قریظہ محمد سے درپردہ مل گئے ہیں اور محمد نے اُنکو کہلا بھیجا ہو کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش میں سے کچھ اعیان ہمارے ہاتھ گرفتار کرادو سو اُنھوں نے اُس کا وعدہ کر لیا ہو سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کریں ہرگز نہ دیں اور وہاں سے اُنھ کو غطفان کے لوگوں سے بھی اس طرح کمد یا قریظہ کی طرف سے یہاں وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم

بروہی و مریض

1912

مکتبہ خیر و برکت
کراچی

۱۰۰

۱۰ سیف ساحل ۱۲ قاموس ۱۳ اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ حدیث سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیث کے بعد زمانہ صلح کا ۱۲۰ منہ

کہ قافلہ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اس سال میں اور بقول بعض اس سے پہلے
 سال میں آیت حجاب نازل ہوئی۔ مسیحی ہجرت بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی نعیان
 کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر سن کر پہاڑوں میں بھاگ گئے آپ نے وہاں دو روز
 مقیم رہ کر فوج کے دستے مختلف جوانب بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہیں اٹے آپ جو وہ دن کے
 بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سر یہ نجد واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب
 بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے اسی
 سال ذیقعدہ میں قصہ حدیبیہ کا واقع ہوا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے
 اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب سے یہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق و تمنائے مکہ میں بیقرار
 تھے خواب سن کر تیاری سفر کی کر دی اور آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یا تا تک کہ متصل
 مکہ کے پہنچ گئے اور قریش نے سن کر کہا کہ ہم مکہ میں ہرگز نہ آئے دینگے آپ نے وہاں سے
 پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنواں ہو اس کے پاس میدان ہو آپ وہاں ٹھہرے پھر ایک دروازہ
 قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف میں مذکور ہو اس پر صلح ہوئی کہ اگلے سال اگر عمرہ کریں اور تین دن
 سے زیادہ نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ میں فیما بین لڑائی نہ ہو اور
 آپ کے حلیفوں سے قریش نہ لڑیں اور قریش کے حلیفوں سے آپ نہ لڑیں حلیف کہتے ہیں
 عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہاں بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے
 ساتھ ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے
 اور اسی سنہ میں حدیبیہ کے قبل واقعی نے چند سہ ایذا ذکر کیے ہیں مثلاً ربيع الاول یا آخر
 میں عکاشہ بن محسن کو چالیس ہمارا بیون کے ساتھ غمر کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سن کر بھاگ گئے
 اور اُنکے دو سواوٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آ گئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصدہ
 کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہو گیا اور محمد بن مسلمہ کو دس
 آدمی لیکر بھیجا غنیمت چھپ کر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعۃً انہیں آگرے اور سب کو قتل کر دیا
 صرف محمد بن مسلمہ بچ کر رہے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سہرہ جو بم کی طرف روانہ

ہو کچھ قیدی اور بواشی ہاتھ آئے اور جہادی الاوی میں بھی زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ طرٹ کی طرف روانہ کیے گئے اور یسٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ میں بھی زید بن حارثہ کی جانب بھیجے گئے اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت لیے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ میں آکر حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھ کو واپس کرادو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے اجازت لیکر واپس کرادیا انھوں نے مکہ میں آکر سب کی امانتیں ادا کیں اور مسلمان ہو گئے مگر زید و ام ولد بن راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہو اور اسکو ابوہریرہ کی طرف منسوب کیا ہو اور انھوں نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سن کر مال واپس کیا تھا اور اسی میں سعید بن عبد الرحمن بن عوف کا شعبان میں دو بیٹا الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال شوال میں غزہ میں کے مقابلہ کے لیے سریرہ کر زبن خالد فری کا ہوا میں آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثوں میں ہوا ان سب کے بعد حدیبیہ ہوا پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جس کا نام غزوہ ذی قرد بھی ہوا یہ ایک تالاب ہوا اور غابہ ایک مقام مدینہ طیبہ کے قریب ہی یہاں آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فراری راغی کو قتل کر کے اونٹ ہانک لیگیا آپ کچھ آدمی لیکر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اس روز بہت کام کیا اور انکو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم میں یہ قصہ بسط سے مذکور ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھہرے تھے کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہاں صبح کو پہنچے وہ لوگ آلات زراعت لیکر صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا آپ نے محاصرہ کیا سات قلعہ خیبر میں تھے سب قلعے بتدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونے کے آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور انکے اموال در بلخ اور زمین سب ضبط کر لیے

۱۱۳۰ھ وہوماء علی سنتہ وثلثین مہل من المدینہ ۱۱۳۱ھ کذا فی المواہب وهو کتف کذا فی القاموس ۱۱۳۲ھ

موضع علی ربيع لیال من المدینہ ۱۱۳۲ھ مواہب ۱۱۳۳ھ حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ خواب میں کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سوائے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۱۳۲ھ

یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہاں کے تردد کے لیے مزدوروں کی حاجت ہوگی اگر آپ ہم کو
 بجلا وطن نہ کریں تو یہ کام ہم کریں گے آپ نے یہ بات اُنکی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک
 ہم چاہیں تھیں رکھیں گے جب چاہیں نکال دیں گے اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُنکو رکھا پیداوار
 میں سے نصف حصہ اُنکا مقرر کر دیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں جبکہ جزیرہ
 عرب کو کفار سے خالی کرنا منظور ہوا تو یہودی خیر کو بھی نکال دیا وہ سب شام کو چلے گئے خیر سے
 ملحق ایک موضع فدک تھا وہاں کے لوگوں نے آپ سے اس طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک
 کی آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھیں آپ نے قبول فرمایا پھر غنائم خیر کے حضرت
 صفیہ حضرت وحیہ کے حصہ میں آئی تھیں آپ نے اُن سے لیکر آزاد کر کے اُن سے نکاح
 کر لیا آپ خیر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اوہما جبرین جعفر کے
 وہیں تشریف لائے اور اُنھیں کے ساتھ کشتی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری مع اشعریین کے
 کے آئے اور خیر ہی میں ایک یہودیہ نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے
 ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کھدیا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا اور اسی
 غزوہ میں گدھے نے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ میں متعہ کی ممانعت فرمائی
 اور غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے
 قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں وجود ہو پھر آپ خیر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف
 متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی
 القریٰ میں چار روز رہے جب یہودیتما کو یہ خبر پہنچی اُنھوں نے آپ سے صلح کر لی اور
 اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیر اور فدک والوں کو نکالا تھا اور تیمار اور
 وادی القریٰ والوں کو اس لیے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر خیر سے وہیں تشریف
 لا کر شوال ۳۵ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے اور اس مدت میں مختلف سرایا
 روانہ فرمائے ۱۔ سریہ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ میں ۲۔ سریہ عمرؓ بجانب ہوازن
 ۳۔ سریہ عبداللہؓ بن رواحہ بجانب بئیر بن دارام یہودی ۴۔ سریہ بشیر بن سعد بجانب
 بنی مرہ ۵۔ ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ ۶۔ سریہ غالب بن عبد اللہ کلبی بجانب

قدوم انہما جبرین جعفر کے
 وہیں تشریف لائے اور اُنھیں کے
 ساتھ کشتی پر حضرت ابو موسیٰ
 اشعری مع اشعریین کے کے آئے
 اور خیر ہی میں ایک یہودیہ نے
 دست کے گوشت میں زہر ملا کر
 آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ منہ
 میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست
 نے مجھ سے کھدیا کہ مجھ میں
 زہر ملا ہوا اور اسی غزوہ میں
 گدھے نے گوشت کی حرمت بیان
 فرمائی اور اسی غزوہ میں متعہ
 کی ممانعت فرمائی اور غزوہ
 اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا
 پھر حرام ہو گیا اور آپ نے
 فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت
 تک یہ حدیث صحیح مسلم میں
 وجود ہو پھر آپ خیر سے فارغ
 ہو کر وادی القریٰ کی طرف
 متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود
 اور کچھ عرب تھے بعد جنگ
 کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ
 وادی القریٰ میں چار روز رہے
 جب یہودیتما کو یہ خبر پہنچی
 اُنھوں نے آپ سے صلح کر لی اور
 اپنے اموال پر قابض رکھے
 گئے حضرت عمرؓ نے خیر اور
 فدک والوں کو نکالا تھا اور
 تیمار اور وادی القریٰ والوں
 کو اس لیے نہیں نکالا کہ یہ
 مواضع شام میں سے ہیں
 پھر خیر سے وہیں تشریف لا کر
 شوال ۳۵ ہجری تک آپ کہیں
 نہیں تشریف لے گئے اور اس
 مدت میں مختلف سرایا روانہ
 فرمائے ۱۔ سریہ ابی بکرؓ
 بجانب نجد بنی فزارہ کے
 مقابلہ میں ۲۔ سریہ عمرؓ
 بجانب ہوازن ۳۔ سریہ
 عبداللہؓ بن رواحہ بجانب
 بئیر بن دارام یہودی ۴۔
 سریہ بشیر بن سعد بجانب
 بنی مرہ ۵۔ ایک سریہ
 بجانب حرقات از قبیلہ
 جہینہ ۶۔ سریہ غالب بن
 عبد اللہ کلبی بجانب

بنی الملوح بمقام کہیدے۔ سر یہ بشیر بن سعد بجانب جماعت عیینہ ازین و غطفان و حیان ۸
 سر یہ ابی صدر داسلمی ۹۔ ایک سر یہ بجانب انہم ۱۰۔ سر یہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور خیبر کے
 بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اس میں غطفان سے مقابلہ ہوا اور اسکو غزوہ نجد اور غزوہ
 بنی انما بھی کہتے ہیں اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں ۱۱
 ہجرت و پر کے بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متعین نہ ہوئے ہیں نے نب کو
 تبعا خیبر کے ذیل میں ذکر کر دیا اسی سنہ میں ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا واقع ہوا صلح
 حدیبیہ میں جو شرط ٹھہری تھی اسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ میں آپ
 واسطے عمرۃ القضا کے ملے کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ میں
 جو ساتھ تھے وہ ضرور حلین مکہ پہونچ کر رہ گیا اور وہاں حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا
 اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہ کی
 بیٹی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہوئی آپ نے اسکی سالہ کو جو حضرت جعفر کے نکاح میں
 تھیں سپرد کر دی جیسا حدیثوں میں ہو ۱۲۔ ہجرت غزوہ مؤتہ یہ جمادی الاولیٰ میں ہوا
 سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیر آپ کا نامہ مبارک حاکم بصری کے پاس
 لیے ہوئے جاتا تھا راہ میں حاکم شرمونہ نے کہ ارض شام سے ہو جسکا نام شرجیل بن عمرو
 غسانی تھا اسکو قتل کر ڈالا آپ نے اس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو
 امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جاوین تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید
 ہو جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانوں میں
 سے چنا پچھ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے حضرت خالد بن الولید کو امیر
 کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخریٰ میں غزوہ ذات السلاسل ہوا یہ وادی القری
 کے آگے ہوا اور یہاں سے مدینہ منورہ دس دن کی راہ ہو آپ نے سنا تھا کہ قضاہ کی ایک

۱۳۔ اور وہ قصد اسی میں ہوا تھا کہ انھوں نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اس میں ٹھس جاؤ بعضے آمادہ ہو گئے
 اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ۱۴۔ منہ ۱۵۔ کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی
 ہونے میں قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جس میں آپ بھی تشریف رکھتے ہوں ۱۶۔ منہ

غزوہ بنی الملوح

غزوہ بنی الملوح

غزوہ بنی الملوح

غزوہ بنی الملوح

جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہو آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ
 اس طرف روانہ کیا پھر آپ کو خبر ملی کہ مجمع اعداء کا زیادہ ہو تو دوسو آدمی دیکر حضرت ابو عبیدہ
 بن الجراح کو بھیجا اور ان میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
 کچھ غنیمت ملے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک پانی پر ٹھہرا تھا
 جس کا نام سسل تھا اس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور بعض نے کہا ہو کہ سلاسل سلسلہ
 ایک کو کہتے ہیں وہ زمین ایسی ہی تھی اور بخاری میں غزوہ ذات السلاسل سے پہلے غزوہ
 ذی النخاعہ کا بھی ذکر کیا ہو جس میں آپ نے جرہ بن عبد اللہ کو جس کے ڈیڑھ سو سوار کے
 ساتھ ایک مکان کے منہ دم کرنے کو بھیجا تھا جو قبیلہ بنی شعم میں کہ اہل ین میں سے تھے کعبہ کے
 نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی سال رمضان میں فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدارا عز الاسلام
 اور افتتاح شیوع دین ہو سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کو صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے عہد میں اور بنی بکر کہ قریش کے عہد میں ہو گئے تھے آپس میں دوسے اور زیادتی بنی بکر
 کی تھی کہ خزاعہ پر شیخوں مارا اور قریش نے انکی خفیہ مدد کی آپ نے قریش کی اس عہد شکنی کی خبر
 پا کر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا
 بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے موکب ہماون داخل مکہ ہوا اور قتال ہوا بہت کفار مارے
 گئے اور بڑے بڑے سردار قریش شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے انکی جان بخشی فرمائی گئی
 اور اس روز تھوڑی دیر کے لیے حرم میں قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گئی تھی
 اور فتح کا قصہ نہایت مبسوط ہو تو اسچہ حبیب اکہ میں دیکھ لیا جاوے یہاں اختصار مد نظر ہے
 اور آپ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ میں تھے انکے
 توڑنے مٹانے کے لیے سرایار روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالد بن ولید کو عزی کے مٹانے کو کہ قریش
 اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاص کو سواع کی طرف کہ بذیل کا بت تھا اور
 سعد بن زید اشہلی کو منات کی طرف کہ مثل میں قدید کے قریب اوس اور خزرج و
 غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کر کے آگئے اور آپ نے
 اقامت مکہ ہی کے زمانہ میں حضرت خالد بن کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے

ذی النخاعہ
 ذی الحجہ

پہنچا پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ خندق میں ہوا اسکو غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں یہ دونوں موضع ہیں مکہ اور
 طائف کے درمیان میں اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے
 تھے آپ وہاں کے ان کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لیکے
 اور قتال شروع ہوا درمیان میں کچھ پریشانی لشکر اسلام میں ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے
 فتح دی یہ قصہ مقام خنین میں ہوا پھر کفار خنین سے بھاگ کر اوطاس میں جمع ہو گئے حملہ
 لشکر اسلام سے وہاں بھی شکست پائی اور اس کے بعد سوال کے مہینہ میں آپ نے طائف کا
 کہ وہاں بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف میں قلعہ کے اندر پناہ گزین
 ہو گئے تھے مگر عالم الہی میں اسے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہاں سے اٹھ آئے اور بعد
 غزوہ تبوک کے کہ جس کا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے
 اور لات بت ان کے یہاں تھا وہ بھی توڑا لیا پھر اسی سال کے محرم میں عیینہ بن حصین فزاری
 کو بنی قیس کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور
 کچھ مرد و عورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر اُن کے چند رُوسا اقرع بن حابس وغیرہ
 مدینہ میں آئے اور بعد مقابلہ نظم و نشر کے مسلمان ہوئے آپ نے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا پھر
 مسقر بن قطیبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ آ گئے اور اسی
 سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور آپ کی
 صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے وفات پائی **سہ ہجرت** حج الاول میں ایک
 لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمرہی میں بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت دینی
 پھر ربیع الآخر میں علقمہ بن مجذہم مدجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر
 عبید اللہ بن حذافہ ہمسہ کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک بتخانہ منہدم کرنے
 کے لیے جو کہ قبیلہ طو میں تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا چنانچہ وہ بتخانہ منہدم کیا گیا اور
 جب یہ وہاں پہنچے وہ لوگ مسلمانوں کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اس لیے بجائے اہلنا کے صابا مانا جانے لگے حضرت
 خالد نے غلطی سے انکو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی
 اللہ عنہ کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالد کو فہمائش فرمادی ۱۳ منہ

غزوہ خنین و اوطاس و ہوازن

غزوہ طائف و ثقیف

ولادت صاحبزادہ
ابراہیم

وفات صاحبزادہ
زینب

کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن قید کی گئی آپ نے انکی بہن کو
 سکی درخواست بربرہ کر دیا اور سواری بھی دی اسنے عدی سے جا کر تعریف کی عدی اسنے
 اور سلمان ہو گئے پھر حبسین غزوہ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہوا اطراف شام میں
 اسکو غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس لیے کہ تکلیف کے دنوں میں اسکی تیاری ہوئی تھی سب
 اسکا بہن ہوا کہ آپ کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہو آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ
 جو واسطہ لشکر لے جاوین قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی اس
 غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک میں پہونچے اور متوقف ہوئے
 اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اور صریح نہ کیا آپ نے اطراف و حوا
 میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو اکیدر حاکم دمتہ الجندل کی طرف بھیجا وہ اسکو گرفتار
 کر کے لات بعض نے لکھا ہو کہ اسنے کچھ نذرانہ مقرر کر دیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہو کہ
 سلمان ہو گیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہو گئے آپ صحابہ ست مشورہ کر کے مدینہ کو لوٹ
 آئے اور اسی زمانہ میں مسجد صحرار کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یوں ہوا کہ ابو عامر راہب ایک
 بڑا مفسد قوم خزیج سے تھا اور کتاہمین پڑھ کر انسانی ہو گیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی
 بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے سلمان نہ ہوا اور عداوت میں سرگرم
 رہتا بعد غزوہ بدر کے مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا احد میں آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تاکہ
 بادشاہ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ میں منافقین کو کہلا بھیجا
 کہ ایک مسجد بناوین وہ جگہ شورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قبا کے متصل ہوا چکے
 تھے اور آپ سے مستعدی ہوئے کہ آپ اس میں چل کر نماز پڑھ لیں مطلب یہ تھا کہ اس سے
 اسکی رونق ہو جاوے گی آپ نے فرمایا اس وقت جہاد کو جاتا ہوں بعد معاوتہ دیکھا جاوے گا
 بعد معاوتہ پھر اسد عاکہ اللہ تعالیٰ نے اسنے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتیں نازل فرمائیں
 والذین اتخذوا مسجدا ضلّالا لا یستعملونہ فی حلال ولا حلالہ اور جلا دیا اور اسی سال
 حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت و فود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے
 ایلیوں کے جنکا ذکر بعد میں آتا ہوا اور کلمہ میں یہ لوگ زیارہ آئے تھے اور بہ سبب اہتمام

غزوات کے ذکر ہر وقت احتمال سکا رہتا تھا خود تشریف نہ لے جاسکے حضرت ابو بکرؓ کو
 امیر الحاج مقرر کر کے مد کو روانہ کیا کہ لوگوں کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادین اور سورہ
 برات واسطے سنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کر دی پھر پیچھے سے موافق عادت
 عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہیں نہرت علیؓ کو روانہ کیا ان
 احکام کی تفصیل سورہ برات میں ہو اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا
 انتقال ہوا **سلمہ ہجرت** اس بن آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے
 ایسی باتیں فرمائیں جیسے کہ نئی ذراغ کرتا ہی لہذا حجة الوداع کہلاتا ہی آپ سب حج کی خبر
 سن کر مسلمان حج ہونے شروع ہوئے انک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج میں عرفہ
 کے دن یہ آیت نازل ہوئی **اليوم اكملت لكم دينكم** اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل
 غدیر خم نام میں خطبہ تاکید نبوت کا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگوں نے جوین میں حضرت علیؓ کی
 ساتھ تھے انکی بیجا شکایتیں آپ سے کی تھیں پھر آپ مدینہ پہنچا ہدایت و ارشاد خلق و
 عبادت خالق میں مشغول ہوئے اور ربیع الاول میں سفر آخرت کو آپ نے اختیار فرمایا۔

من القصيدة في غزواته صلى الله عليه وسلم

ما سزال بلبقا هم في كل معترك
 آپ کا رستہ ہر میدان جنگ میں رہتے رہتے یہاں تک کہ وہ بہ باب
 بنجر بحر حمیس فوافی سابعہ
 وہیں اسلام دیا پھر کو جو کھڑو تیز و نرم تھا پر سوار کھنجر پہنا ہوا کہ میں
 هم الجمال فسل عنهم مصادهم
 لشکر اسلام ثبات قدم میں پہاڑوں کے مانند ہر دشمن کو ہری قول کا
 وسل حنینا وسل بدرا وسل احد
 اور حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو
 حتی حلو بالنا حما علی وضم
 یہ زاری بجاہدین کا اس کوشت حشر و حرکت کشنا بہ گویا جو تیرہ فصلات کو
 ترمی ہوج من لا بطل منتقم
 وہ دریا لہو یونانی حج کو جو بہم متصادم ہو پھینک باہر تیری یہ نعلین
 ماذا سراى منهم في كل مصطدع
 ان کا مقابل تو دریاں کر کے کہ ان کا ہر جنگ کا میں کیا حال کیا ہی
 فصول حقت لهم ادهى من الوخم
 پوچھو کہ جو انکے حق میں دہشت بھی زیادہ سخت بہن ضرر میں

دفاعت حاجز اور انور

سجده اور ریح

خطبہ ہجرت

ومن یکن برسول اللہ نصرۃ

اور ہر کسی نصرت نذر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی

یا رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اور رب صل وسلم دائماً ابداً

اٹھارھویں فصل وفود کے بیان میں

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور پھر طے دن قصہ اصحاب فیل کو گزرتے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیقت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرايع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہی جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی ۳۰ھ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطر دادمی اور توفیر کرتے اور العام دیکر خصمت کہتے نیز عام اہل عرب اس کے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فرست کے طور پر کیا جاتا ہے جسے ان کے کتب سیر میں مذکور ہیں ۱۔ وفد ثقیف جن کا ذکر غزوہ طائف کے ذیل میں آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوہ تبوک سے رمضان میں واپس ہوئے تھے اور اسی ماہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے ۲۔ وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوہ طائف کے گزرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے ۳۔ وفد طو وغزوہ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے ۴۔ وفد عبد القیس ۵۔ وفد بنی حنیفہ ان میں میلہ کذاب بھی آیا تھا اور ان میں بعض لوگ مسلمان ہوئے

۱۔ بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاریٰ بخران ۲۔ منہ ۳۔ شیخ عبد القیس جن کی طرح مدینہ میں آتی ہو انھیں میں آئے تھے ۴۔

پھر مرتبہ ہو گئے تھے اور یہ لوگ منسلک کے اخیر میں آئے تھے۔ ۶۔ دوسرا وفد طحان بن زید خیل
آئے تھے۔ ۷۔ فدائدہ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ ۸۔ وفد اشعر بن وائل میں ۹ وفد
ازدان میں عمرو بن عبد اللہ بھی آئے تھے۔ ۱۰۔ وفد بنی الحارث بن عبد۔ بیچ الثانی بوجہادی
الاولیٰ منسلک میں ۱۱۔ وفد بہان ۱۲۔ وفد بربہ ۱۳۔ وفد دوس ۱۴۔ وفد بنجران ۱۵ وفد
بنی سعد بن بکر یہ اس کے واسطے منہام بن ثعلبہ تھے ۱۶۔ طارق بن عبد اللہ مع بنی قویہ کے
۱۷۔ وفد نجیب۔ ۱۸۔ وفد بنی سعد بن حکم۔ ۱۹۔ وفد بنی خزاعہ بعد تبوک
۲۰۔ وفد بنی اسد ۲۱۔ وفد بھرا ۲۲۔ وفد مذہبہ بنی سعد بن ۲۳۔ وفد بنی معاذ
۲۴۔ وفد بنی ہم ۲۵۔ وفد ذی مرہ ۲۶۔ وفد وائل بن شعیان ۲۷۔ وفد محارب بن
حجۃ انودر ۲۸۔ وفد صدأ بن شمسہ بن ۲۹۔ وفد عسان و رضان شمسہ بن ۳۰۔
وفد سلمان شوال شمسہ بن ۳۱۔ وفد بنی جیش۔ ۳۲۔ دوسرا وفد ازدان میں سو بیویں
الیاٹ آئے تھے۔ ۳۳۔ وفد بنی شافق۔ ۳۴۔ وفد نجع اور یہ انہی وفد ہر کنانی زاد المعاد

من القصص

یا خبر جس قسم العافون مدحتہ
 ای بہترین اُن کے کہ ملے دوزخ و زمینوں کو
 ومن ہوں الانبیاء الکبریٰ اصعبتہ
 اور اُوہ ذات کہ دُورِ انسانی پر مسلط ہے اور وہ دُورِ بَری ہے
 یا سب صلی وسلم دائماً ابداً
 سعیا و فوی متون الانیق الرسم
 ایشیو پریس سوار ہو کر اُن کی راہ دہا خُصدر نے بہن دے دو و فورا اُن کو
 ومن ہوا النعمة العظمیٰ لمغتلف
 تقدیر دان کے لیے (کہ انہی کی تقدیر بھی کر دے تو دے تھے)
 علی حبیبک خبر الخلق کلہم

۱۷۰ ہاں کہ قصہ انھیں لوگوں سے ہو ہاں خون سے اہل قبیحہ نہیں کیا اگر مسلح اور باحکم ہو گئے ۱۲ منہ ۱۷۰
میں اسی طرح ہوتا ہے محرم سے اہل دار کے اعتبار سے یہ سنہ ۱۲۰۱ منہ ۱۷۰ بہ زن و صبی جیسے ذانی القاموس ۱۷۰
از بادین عارثہ صانی حنی ذان کا قصہ مد من میں آتا ہو وہ سب قبلہ سے ہیں ۱۲ منہ ۱۷۰ آپ نے اُن سے حضرت خالد بن سنان
کی اولاد کو چھانڈا انھوں نے کہا کہ ایا ہنر کی تھی اعلیٰ اسن عروج ہوئی آپ نے فرمایا نہی اعلیٰ قوم نے ملکہ صنائع کر دیا یعنی
اُنکی ذرئہ پہچانی ۱۲ منہ ۱۷۰ اگر رنجال کو توجہ اسلام دے لے سکالہ نہ چاہے اور ازاد و بطور کے دونوں وفدوں کے
مجموعہ کو ایک کے حکم میں رکھا جاوے تو نہیں ہوئے ہیں ۱۲ منہ ۱۷۰ بہ مستدرای اہل علی ۱۲ منہ

فصل انیسویں حکام اور اہلکاروں کے متعین فرمائے میں واسطے انتظام ملکی و تحصیل صدقات و جزیہ کے

بنی ہاشم بن ابی طالب کا تسلط ہو گیا وہ ان اس کام کے لیے ان صاحبزادوں کو مامور فرمایا۔ ۱۔ ہاشم بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر۔ ۲۔ زیاد بن نبید انصاری کو حضرموت پر۔ ۳۔ عدی کو طبرستان پر۔ ۴۔ مالک بن نویرہ یروبی کو بنی حنظلہ پر۔ ۵۔ زمر خان بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقوں پر۔ ۶۔ قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقوں پر۔ ۷۔ غلام بن احنفر می کو بحرین پر تحصیل کے لیے۔ ۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل بخران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور صدر بیہقان سے۔ ۹۔ عتاب بن اسید کا مکہ پر اور۔ ۱۰۔ معاذ بن جبل اور۔ ۱۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا تا بہت ہو من القصیدۃ

یستویستناصل للمغیرہ مصطنع
کر فیاب کیس پر چل گئی جو کہ کہتا ہو بدیعہ بن جریہ کہ کفر کی کج مثال
من بعد علی بن ابی طالب
تو کیوں حال میں کہ وہ ملت اسلام آئے تھے و حق پرستی ہی کا رستہ
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

من کل منند بیا لله محاسب
صحابہ کرام میں ہر ایک محاسب ہو گا جو کہ اپنے جہان میں چلے گا
حتی شدت ملۃ الاسلام وہی دھوم
یہاں تک کہ ملت اسلام اپنی قربت اور کفر ہی کو کہ متصل القربت
یاد بصل وسلم دائماً ابد

فصل بیسویں فرمانوں کی روانگی میں ملوک و سلاطین کی طرف

۱۔ ہرقل شاہ روم کو وحید بن خلیفہ کے ہاتھ نامہ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہیں لایا۔ ۲۔ کسری شاہ فارس کو عبد اللہ بن حذافہ سمی کے ہاتھ اُسے نامہ مبارک کو بھار ڈالا آپ نے سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳۔ نجاشی شاہ حبشہ کو عمر بن امیہ غمری کے ہاتھ کذا فی المواعظ اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس نے زمانہ میں ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ طبعی تھی یہ اس نجاشی کے بعد ہوا اور اُسے اسلام کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی زاد المعاد۔ ۴۔ مقوقش

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتیس کے ہاتھ یہ ایمان نہیں لایا مگر دیا یا نہ تھا۔ ۵۔ منذر بن سادہ شاہ
 بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہو گئے اور بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے
 ۶۔ دو بادشاہ عمان جعفر بن حنظلہ و عبد بن حنظلہ کو عمر بن العاص کے ہاتھ اور بدوون
 مسلمان ہو گئے۔ ۷۔ ہودہ بن علی حاکم عامہ کو سلیمان بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہیں
 ہوا۔ ۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبہ سے
 واپس ہونے کے زمانہ میں کذا فی زاد العاد۔ ۹۔ جبکہ بن ایہم غسانی کو شجاع بن وہب
 کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل میں ان شرائض لکھا بھی ذکر مناسب ہو جو
 سلاطین نے آپ کے حضور میں پیش کیا علاوہ ان سلاطین کے جنہوں نے آپ کے فرمانوں
 کے جواب عرض کیے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ جب آپ تبوک سے
 تشریف لے آئے تو شاہان حیرہ کے نائبین سے شرائض سنا کر اپنے اسلام کے قاصدوں
 کے ہاتھ پیش کیے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حارث بن عبد کلال۔ ۲۔ نعیم بن عبد کلال۔ ۳۔
 نغان حاکم ذریعین و معاقر و ہمدان۔ ۴۔ زید و ذین بن سب ملوک یمن میں اور۔ ۵۔
 فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے
 ہاتھ بھیجی اہل روم نے اولیٰ اسکو قید کیا اور پھر قتل کر دیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ ۶۔ باذن
 صوبہ وایہین از جانب کسریٰ مع اپنے دونوں بیٹوں اور ان لوگوں کے جو اہل فارس
 اور اہل یمن سے اس کے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجی کذا فی تواریخ
 حبیب الکرم مع قصۃ سبیل سلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب مل کر پندرہ ہوئے اور سیرۃ
 ابن ہشام میں رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے انکی قوم کی طرف ایک فرمان
 لکھ دیا اور ان لوگوں کا مسلمان ہو جانا مذکور ہوا اور بخاری کی شرح کر مانی میں ملوک یمن میں
 سے ذوالکلاع الحمیری اور ذومر و کا مسلمان ہو کر حضور میں حاضر ہونے کے لیے روانہ
 ہو نا مگر آپ کی حیات میں نہ پہنچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

۱۔ یہ آخر ملوک شام جو کذا فی القاموس۔

ایاتہ الغر لا یخفی علی احد

ایکے دشمن کو کسی بے غمی نہیں دیتا نہ ان سلاطین پر ظاہر ہو

محکمات فہم ایقین من شہبہ

وہ کام اور برتاؤ دنیا میں حکم اور اصل کا نہ قرآن کے مطابق ہو وہ

ماحو رببت فطالعا و من حرب

ان احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہیں کیا گیا مگر اسکا انجام ہو کہ

بیا رب صل و سلم دائما ابدا

بیا رب صل و سلم دائما ابدا

بدا ونہا العدل بین الناس لم یقصر

قبول کیا یا مظلوم ہوئے بددوران احکام کو کو توں میں ان حکم کو

لانی شفاق و دایقین من حکم

کسی ایسی کیلئے وہ وہ کام اپنے واسطے نصیحت کنندہ کے طالب ہیں

عدی لانی اوی الذہب ما ملقی لسلیم

دشمن سے دشمن بھی ملوای ہے باز اگر کسی بد صلاح کی پیروی نہ کرنا ہو انظار

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل کیسویں آپ بعض شامل اخلاق و عادات میں

اس میں رسالہ ششم الحبيب مصنفہ حضرت مولانا مفتی امجدی صاحب کا نہ معلوم خاتم
تنبوی کے (جسکا لفظہ المقدسہ میں ذکر آیا ہو) سبب اس کے کہ شامل میں کافی مقدار پر مشتمل ہو
ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اسکا شرم الطیب ترجمہ ششم الحبيب ہو
اس فصل کے اجزاء کو لفظ وصل تعبیر کیا جاویگا ومن اللہ التوفیق۔

ششم الطیب ترجمہ ششم الحبيب

ششم الحبيب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے
ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی
کی مدنی سرداران میں بھی خبریں دینے والے
سہمی خبریں دے گئے قریشی ہیں اللہ تعالیٰ
آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپ کے

احمد اللہ الذی ارسل الینا رسولا
عربیا ہاشمیا مکیا مدنی سیدا
امینا صادقا مصدوقا فتشیا
صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ
الذین کانوا الہ حفیاء نجبا

وَبَعْدُ فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ
 جَمَعُوا شَمًا ثَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَسَلُّوهُ فِيهِ
 مَسْلُكَ طَرِيقٍ وَنَهَوْا مِنْهُجًا سَوِيًّا
 وَلَكِنْ بَعْضُهُمْ قَدْ أَطْبَقُوا أَطْنَابًا
 مَمْلُوءًا وَبَعْضُهُمْ جَزَأًا
 أَيْحَا نَزْخًا مَخْلُوعًا لِلنَّاسِ دِينَ
 هَارِبٍ وَشَائِقٍ وَطَالِبٍ
 شَائِقٍ وَنَارِدٍ أَنْ أَذْكَرَ نَبِيًّا
 مَسْجُودًا مَكَارِمًا
 شَطْرًا مِنْ شَمَائِلِهِ وَخَصَالَتِهِ
 مَخْتَصِرًا وَافِيًا وَمَوْجِزًا
 شَائِفِيًا فَإِنَّ الْعَاشِقَ الْمَهْتَمَّ
 الْمَهْجُورَ إِذَا فَقْدَ الْمَوْصِلَ
 يَتَسَلَّى بِذِكْرِ الدَّاسِرِ وَالْمَخَالِ
 وَيَتَعَلَّلُ بِوَصْفِ الْجَمَالِ
 تَذْكَارِ الْخَصَالِ وَمَعَ ذَلِكَ
 نَارِ جَوَابِهِ الثَّوَابِ وَالنَّجَاةِ
 مِنَ الْعَذَابِ وَالشِّفَاعَةِ مِنَ
 حَبِيبِ سَرِّ الْأَسْرَابِ
 الدَّعَاءِ مِنَ الطَّلَابِ
 وَالْأَحْبَابِ كَيْفَ وَلَا سِيلَةَ
 لِي مِنْ حَسَنِ الْعَمَلِ وَالْعَمْرِ

سبب حاصل و در از دار با مقتضای حجت نازل
 فرما وے بعد حمد و صلوة کے مدعا یہ ہو کہ علماء
 (ہمیشہ سے) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شائل
 کو جمع کرنے کے لئے اور اس باب میں کو بیوقوف
 اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے
 قدر و قیاس کی کس سے دل آگے نہ اٹھایا اور
 بعض نے اس قدر اختصار کیا کہ ہم طلب ہی
 میں ملے پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں
 بعض زنجبیل یا ایجاز سے بھاگتے ہیں اور
 بعض اس کے شائق اور طالب ہوتے ہیں سو
 قیاس و انتصار سے نفع عام نہیں ہونا بخلاف
 مقدار و وسط مناسب کے کہ ہر شخص کے مذاق
 کے موافق ہوتا ہو اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے
 محاسن اوصاف و مقام و اخلاق اور شمائل و
 خصائل میں سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند
 کروں۔ کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب عمر و موصلا
 ہوتا ہو تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کر کے
 اپنے دل کو سمجھاتا ہو۔ اور محبوب کے جمال اور
 اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا دل بہلاتا ہو
 اور اسی کے ساتھ میں اس میں حصول ثواب اور
 نجات من العذاب اور شفاعت محبوب رب الیاب
 اور دعا سے طالبین و احباب کی بھی امید رکھتا
 ہوں۔ اور یہ امید کیسے نہ رکھوں جبکہ حسن عمل کا

مصر و ف في المعاصي و الزلل
 فتمسكت بذيل تمهاتله و
 تشبثت بذكر محمد اله و
 فضائله تفبيل لله عنى وعن جميع
 المسلمين و الحمد لله رب العالمين
 و بما كان ان كتاب المسقط اب
 انما مثل لابي عيسى اليرمذى
 و الشفاء لماضى عياض سرى
 الله الفياض اجمع و اضبط في
 هذا الباب فالتفطت منهما
 ما بغنى الطالب المفسا في و يساوى به
 المجهور، المتناق فلنبدأ بحدیث
 الحسن بن علی بن عمار عن حماد بن
 في عابية الفصاحة و البلاغة و
 اقصى درجة نبيان حصان
 معدن النبوة و الرسالة عليه
 من الصلوة و السلام انهما
 و اكملها اقول ساری اماضى
 باسناد المعتبر، احوال علی بن
 الحسين وهو الامام الرابع من
 العابدین انه قال قال الحسن
 بن علی بن سالت خالی هند بن
 ابی هالة عن حلیة رسول الله

کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں۔ اور عمر تمام معاصی
 اور لغزشوں میں صرت ہوئی اس لیے میں نے
 آپ کے شمائل و مدارج و فضائل کے تذکرہ کا
 دامن کبیر۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے اور سب مسلمانوں
 سے اسلوب قبول و مراعات و مستحق جمع نامہ کا
 وہی رب العالمین ہو اور چونکہ کتاب الشمائل
 امام ترمذی رحمہ اللہ کی و کتاب الشفاء قاضی
 عیاض رحمہ اللہ کی اس باب میں جامع تر اور
 سبب سے بھی اس لیے میں نے انہیں دو
 کتابوں سے ایسے موزین منتخب کیے جو طالب
 راغب کو دوسری کتابوں سے ایسے میاں کر دیں
 اور ان سے مجبور و مشتاف دل کو تسکین دے سکے۔
 سو ہم امام حسن بن علی کی روایت سے جو کہ ہند
 سے مروی ہے جو حدیث کے سبب سے کہو کہ وہ فصاحت
 و بلاغت کے ختمی پہاڑ پر ہو و معدن نبوت
 و رسالت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوة و
 سلامت میں کاملین کے بیان خصوصیات کے
 اعلیٰ درجہ میں ہو پس میں کتابوں و رسائل و
 آپ کے شاگرد بنو النبیہ میں، قاضی مہدی سے اپنے
 اس دمعین سے جو کہ امام زین العابدین تک
 پہنچتی ہر روایت کیا ہو کہ انہوں نے کہا
 کہ حضرت حسن بن علی نے فرمایا کہ میں نے
 اپنے مامان ہند بن ابی ہارثہ حضور صلی اللہ

جيد دمية في صفاء الفضة
معتدل الخلق بادنا متماسكا
سواء البطن والصدر مشيم
سواء البطن والصدر مشيم
الصدر بعيد ما بين المنكبين
ضخم الكراديس انور المستفرد
موصول ما بين اللبة و
السرة بشعر يحوي كالخط
عاري المشدين ماسوي
ذالك ان شعرا الذراعين و
المنكبين و اعلى الصدر
طويل الزندين سرحب
الساحة شش الكفين و
القدمين سائل الاطراف
او قال شائل الاطراف
سبط العصب خمسان
الاخمطين مسيح القدمين
ينبع عنهما الماء اذا نزال
نزال قلعا و يخطو تكفعا
و يمشي هوئا و ذرايع المشية

کرده غنمین بھر جاتی تھی بلند بینی تھے بینی مبارک
پر ایک نور نمایان تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے
آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی
تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک
تھے دہن مبارک داعتدال کے ساتھ فراخ
متھا یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا
دندان مبارک باریک ابدار تھے اور آنگہن
دراز اور انچین تھیں سینہ سے ناف تک
بالون کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک سیبی
د خوبصورت تھی جیسی تصویر کی گردن خوب
صورت تراشی جاتی ہے سفالی سین چاندی
جیسی تھی بدن جسامت میں معتدل اور
پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک
ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا
آپ کے شانوں کے درمیان قدرے داوڑوں
سے زائد فاصلہ تھا جوڑ پر کی ہڈیاں کھان تھیں
کپڑا ناسنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا
سینہ اور ناف کے درمیان لیر کی طرح بالون کی
ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالون

سنة في الصحاح لاخص ما دخل في باطن القدم فلم يصب الارض والمراد علة الاله والا فو غير محمود ولم يكن مخصصا تفعا جبرافا فموني
حدیث ابی ہریرۃ ولیس کہ جس داؤا علی بقرہ و علی بکلمہ شفاء و ہذا و افق قولہ مسیح القدس ۱۲ ۱۳ دوری شد اذان
قدما آب یعنی انہا الطمان لیس فیما دسوخ ولا شقاق ولا نکر فاذا اصبا ہا و ہذا و افق قولہ مسیح القدس ۱۲ ۱۳ دوری شد اذان
مسطر و سکون میم تصویر علاج کہ در صفائی نقرہ باشد ۱۲

منها شيئاً غير ان لم يكن
 يد ذوقاً ولا يمدحه
 ولا يقام لعضبه اذا تعرض
 للحق بشئ حتى ينتصر له
 ولا يفضب لنفسه ولا
 ينتصر لها واذ انشأ
 انشأ بكفه كلها واذ
 تعجب فلبها واذ احدث
 الصل بها فضرب
 بالها ما السبى ساحة
 البسرى واذ اغضب
 اعرض وانشأ فاذا
 فخرج غص طرفه جل
 ضحك التسم وافت
 عن مثل حب الغيا قال
 الحسن رضي الله عنه
 الحسين بن علي ترهانا
 ثم حدثه فوجدته

له بفتح الدال المعجمة الم ادم المذوق المصوم
 له يعني سیر در حالت غضب ورجعت شفاخت
 فخر انشا چون کسی می آید پیش او رجعت طلب حق آنکه
 انصاف او میراد ۱۲ له قال ابن الاثير اراد ان
 اشارة مختلفة فكان التوحيد والتمتع بالسيعة والسيعة
 بالاك ۱۳ له چون حق میگفت منصرف با ثبات
 می بود ۱۴ له تفسير الصل بمن سست با شارت

صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور
 ہمیشہ دامور آخرت کے، سوچ میں رہتے کسی وقت
 آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرما
 تھے آپ کا سکوت طویل ہوا تھا۔ کلام کو شروع اور
 ختم سمجھ بھر کر فرماتے، یعنی گفتگو اول سے آخر تک
 بنیاد نہایت ہوتی، کلام جامع فرماتے (جس کا لفظ
 مختصر ہوں، مرید پر غرہ ہوں، آپ کا کلام ادق و باطل
 میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشور زائد ہوتا اور نہ تنگ
 ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ
 مخاطب کی امانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب
 بھی اسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مدت نہ فرماتے
 مگر کھانے کی چیز کی مدت اور مہجہ دونوں نہ فرماتے
 (مدت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مہجہ زیادہ
 اس لیے نہ فرماتے کہ انشاء کا سبب حرص و طلب لذت
 ہونی ہوا) جب امر حق کی کوئی شے نہ رہا تھا الفت نہ رہتا
 تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا
 جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے
 لیے فضیلت نہ ہونے تھے اور اپنے نفس کیلئے انتقام لینے اور گفتگو
 کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے
 اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو ہٹاتے اور جب آپ
 بات کرتے تو اسکو یعنی دائرے انگوٹھے کو بائیں پتھیلی سے

۱۵ اشارہ الی ان الباقی بہا ملحدیہ والی ان الصمیر فی ہماہم تفسیر
 نوہ باہامہ والی ان فصل تفسیر مذہب فی فہم ۱۶ منہ

عن مدخل رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وفتح

و مجلسه و تشكه فنام بيداء

منه شيئا وكان الحسين

سألت أبي سراجي: الله عنهما

عن دخول مرسل الله
على هاتين

صلى الله عليه وسلم فقال

كان دخولها لنفسه ما ذوت
 اى اللامع والميامر ونحوها

لهی ذلک مکان اذ زوی

الى مبرله خرد حواله

ثلاثة أجزاء جزء لله تعالى

وَجَرَّاهُ هَالَهُ وَجَرَّاهُ

نفسه تم جبراً جبراً

فمنه فاعل على المأمور

بِالنَّاصَةِ وَالْأَيْدِ خُذْ عِزِّي

له ای الی الحدیث الشتمل علی الصفات له ای السمات

من شأنه المذكور تبينى وافق بهان على وهدى

صاحبان دینی حاجت است: نه ان آبی نبودند **ع** قال ابن

الاشير اراد ان العامة لا يصل اليه في هذا الوقت فكانت
الخاصة تحب العامة ما سمعت منه فكانه اوصل اليه ابد الى

العامة بسبب الخفاضة وقيل ان الباء بمعنى عن اي جعل

بیت انعام بعد از دست انعامه بیدار میگردم و

متصل کرتے یعنی اسے پار سے لے کر جیب آپ کو غصہ آتا تو

آپ اور ہم سے مندرجہ ذیل آیت اور کروٹہ برائے ارب خوش

یوں تو نظر میں کر لیتے رہیں دیویوں امرنشی جیسا ہے ہیں

اکثر منہا آپ : نمبر بیٹا اور اس میں دندان بیاں جو

طاہر میونسٹری: "پیشہ ورانہ پیشہ" پیشہ

دوسرے قصیدوں کی طرح یہ بھی

میں نے مشرقی جہانوں کو فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ

بابت درج ذیل ہے۔ اسلئے چھپا ہے رکھا پھر جو میں نے

ان شہداء باوجود برہمنوں روہ جھ سے پہلے اپنے والد

سید مولانا علی احمد علیہ وسلم کا تقریریں جانا باہر آنا

سست و بی رغبت طرز طریق سب پوچھ پگاہین اور

لوگوں بات نہ کی اسے غلط سمجھتے ہوئے ہیں جو بڑی عمر کے

اما ہم یقین کرو کہ زمین و آسمان کے اپنے والد ماجد سے

کھنڈ و تفتاح محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کا

میں نے اپنے چچا انھوں سے فرمایا کہ آپ کا عہد

ابن دینار (الحام و الحام و الحام) ہے یہ سیر

منہ لکھو۔ تشہد اللہ ترقی اسنے اندر منہ کے وقت

کہ تمہرے جسم میں تقسیم ہوتے ہیں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے

عبادت کے لئے اور ان بات حصار نے گھوڑا لون کے

حقوق ادا کرنے کے لیے (جیسے) کہنے، ہنسنا، بولنا)

اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے

حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرمادیتے

شيئاً وكانت من سيرته
 في حزمه لامة ايثاراً هـل
 الفضل بأذنه وقسمته على
 قـدر راضـلهم في الدين
 فمنهم ذوالحاجة ومنهم
 ذوالحاجتين ومنهم ذو
 الحوائج فيتشاغل بهم و
 يشغلهم فيما يصلحهم و
 الامة من مسالته عنهم
 واخبارهم بالذي ينبغي
 لهم ويقول ليلبلغ الشاهد
 منكم الغائب وابلغوني
 حاجة من لا يستطيع
 ابلاغني حاجته فانه من
 ابلغ سلطاناً حاجة من
 لا يستطيع ابلاغها ثبت
 الله قدميه يوم القيامة
 على الصراط لا يذكر
 عنده الا ذلك ولا يقبل
 من احد غيره وفي حديث
 سفيان بن وكيع قال على
 رضى الله عنه يدخلون
 له وفي رواية الترمذي ولا يقرن من الا فرأى

یعنی ہمیں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں
 صرف فرماتے، اور اس حصہ وقت کو خاص صحابہ کے
 واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے یعنی اس حصہ میں
 عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور
 دین کی باتیں سنا کر عام کو پہنچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی
 ان منافع میں شریک ہو جاتے اور لوگوں سے کسی چیز کا غنا
 نہ فرماتے (یعنی نہ احکام و بنیہ کا اور نہ متاع و زیوی کا بلکہ
 ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے) اور اس حصہ میں
 آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس
 امر میں اور دیر ترجیح دیتے کہ انکو حاضر ہونے کی اجازت
 دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر نقد انکی فضیلت
 و بنیہ کے تقسیم فرماتے سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت
 ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں
 ہوتیں سو انکی حاجت میں مشغول ہوتے اور انکو ایسے
 شغل میں لگاتے جس میں انکی اور بقیہ امت کی اصلاح
 ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور انکے
 مناسب حال امور کی انکو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے
 کہ جو تم میں حاضر ہو وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور
 (بہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی
 وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیر ذلک) نہ پہنچا سکے
 تم لوگ اسکی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص
 ایسے شخص کی حاجت کسی ذمی اختیار تک پہنچا دے
 اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکو پل صراط پر ثابت قدم

راقی ادا والا ینصرفون عنہ
 الا من ذوقا فی یخرجون
 ادلة یعنی فقہاء قلت ولخیرونی
 عن مخرجه کیف یصنع فیه
 وقال کان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یخرجون
 لسانہ الامام یحییٰ بن محمد بن یونس
 ولا یفر قوم ویکسرو کریم
 کل قوم وایلیہ علیہم و
 یجن من الناس و یجتہ من
 منہم ومن غلب ان یطوی
 عن احد بشیرہ واخلقہ و
 یتفقہ اصحابہ و یسأل
 الناس عما فی الناس
 و یحسن الحسن و یصوبہ

سہ طالبین یحسین بن علی بن محمد بن علی
 بنی درنی آمدند صحابہ و مجلس پیچیدہ ان حالت
 کہ طالب و محقق علم بودند ہم چون احتیاج ایشان
 بطعام و متفرقی نمی شدند مگر از بستیدن علم یا
 گویم کہ با قلم عالم می خوردند شراب با طعام و بیرون
 می آمدند با فخر و اسلام ۱۲ عہد پیشین علم ۱۱
 مقولہ حضرت امام حسین علیہ السلام ۱۲ عہد ۱۱ عہد
 یفتو سرہ ۱۲ عہد وی پیچیدہ از کسی ۱۲ عہد
 خوشنوی دی خوشنوی ۱۲ عہد وی پیچیدہ حوالہ ماران ۱۲

رکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں
 باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے ظلمات دوسری
 بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج
 و منافع کے سوا دوسری نالی یعنی یا مغلہ کون کی سماعت
 بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن زکیہ کی حدیث میں
 حضرت امام کا یہ قول بھی ہے کہ لوگ آپ کے پاس
 مطالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کہا کر واپس ہوتے یعنی
 آپ علاوہ انعم علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے اور
 ہادی یعنی فقہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے امام
 حسین فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض
 کیا کہ آپ کے باہر تشریف رکھنے کے حال بھی مجھے
 بیان کیجیے کہ اس وقت میں کیا کیا کرتے تھے انھوں
 نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ
 رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور
 ان میں تفریق نہ ہونے دیتے اور ہر قوم کے آبرو دار
 آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر شراب
 مقرر فرمادیتے تھے اور لوگوں کو (امور منفرہ سے) حذر
 رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان (کے شر) سے
 اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روی اور
 خوشنوی زمین کمی و کمرے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت
 کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے
 تھے آپ ان کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور
 مفسدون کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین

و يقسم القبيح و ليا هينه

معتدل الامر غير مختلف

لا يفصل عانة ان يفصلوا

عملوا الكل حال عند عتاد

لا يقصم عن الحق ولا يجاوز

الى غير ما الذين يملونه

من الناس خيرا ^{بند ۱۱۱} رهم

افضلهم عند اعمهم

نصيحة واعظمهم عند

من لة احسنهم مواساة

و مواساة فسالت عن

مجلسه عما كان يصنع فيه

فقال كان رسول الله صلى

الله عليه وسلم لا يجلس

ولا يقوم الا على ذكر و

لابي طين الاماكن و يثني

عن ايطانها و اذا انتهى الى

القوم جلس حيث ينتهي به

المجلس و يا صديك و يعطي

له بفتح عين سلمه تا شانه قرائه و آخره و ال

مجلسه على كل ما يقع من الامور ^{۱۱۲} قال النووي

انما ورد النبي من ايطان موضع في المسجد كوف الربا

والا فلا بأس بلام الزم الصلوة في موضع معين من البيت

لحديث غسان بن مالك ^{۱۱۳} بعض مصاحبه اوار

عن صحبة اوتام مكره تا انكره في سنة جلس و يفتح في را

اور تصويب اور ہری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔

ایک اہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں

بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کیسی طرح

کر لیا لوگوں کی تعلیم مصلحت سے غفلت نہ فرماتے جو ہم

اس احتمال کے کہ اگر انکو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے

تو بعض تو خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض

امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے

الٹا جاوینگے ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص

انتظام تھا حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق

کی طرف کبھی تجاوز کر کے نہ جاتے۔ لوگوں میں سے

آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب میں افضل آپ کے

نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ

ہوتا اور سب سے بڑا توبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں

کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا۔ پھر میں نے ان سے

آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اس میں آپ کا کیا

معمول تھا انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ

ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ

فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی

بیٹھ جاوے تو اسکو اٹھا دین، اور دوسروں کو بھی

اس طرح، جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی

جمع میں تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں

ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور

یہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور

یہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور

بند ۱۱۱ تا ۱۱۳

کل جلسائے نصیبہ حتی لا
 تحسب جلسہ ان احدا
 اکرم علیہ من جلسہ او
 قوامہ ^{ی استاد} الحاجة صابره حتی
 یكون هو المنصرف من سالہ
 حاجة لمبردة الاباء و بیسوی
 من القول قد وسم الناس بسط
 وخلق فصار لهم ابا و صابرا و
 عنده فی الحق متقاربین
 متفاضلین فیہ بالتقوی و فی
 رواية اخرى صار و عنده
 فی الحق سواء مجلسه مجلس حلم
 و علم و حیاء و صبر و امانة
 لا ترفع فیہ الاصوات ولا توبخ
 فیہ الخمر ولا تشتی فیہ فلتات
 یتعاطفون بالتقوی متواضعین
 یوقرون فیہ الکبیر و یرحمون
 الصغیر و یرفدون ^{ای علی} الحاجة و

سہ اہانت الہول فاربعہ مجلہ سورہ فہو مالون ای مفعول
 فی دہرہ والمراد لا تکر فیہ الامور المحرمۃ یقال فلان
 یوزن بكذا ای ینکر بقیع ۱۲ سہ ای ہفوانہ وزلات
 و ہضمیر لفلان ای لم یکن فی مجلسہ فلتہ وان کانت
 من احد سترت ۱۲

اپنے جلسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ دے اپنے
 خطاب و توجہ سے دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ
 ہو کر خطاب فرماتے) ہاں تک کہ آپ کا ہر جلسہ یوں سمجھتے
 کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں جو شخص
 کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا کرتا
 تو جب تک وہ یہی شخص نہ ہوگا تا آپ اس کے ساتھ
 فقید رہتے جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون
 اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب
 دیتے اس کو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روی اور
 خوشحالی تمام لوگوں کے لیے عام تھی گویا بجائے اُن کے
 آپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک
 حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقویٰ کی وجہ
 سے متفاوت تھے (یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک
 کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب باہم
 مساوی تھے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ
 حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس
 حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی
 اُس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت
 پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی
 اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے
 کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے
 اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی
 کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور

يُرحمون الغريب فسأله عن
سيرة صلى الله عليه وسلم في
جلوسه فقال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم دائماً النسيم
سهلاً الخلق لين الجانب ليس يفظ
ولا غليظ ولا صخاب ولا فحاش
ولا عياب ولا صداماً حراً يتفاضل
عمالاً يشترى ولا يبيع شئ منه
قد ترك نفسه عن ثلاث الرأى
والأكثر ومالا يعنيه وترك
الناس عن ثلاث كان لا يذم
أحد أو لا يعير ولا ولا يطلب
عوارضه ولا يتكلم إلا فيما يروى
نوابه وإذا تكلم أطرق جلوسه
كانما على راق مهم الطير وإذا
سكت تكلموا لا يمتازعون عنده
الحديث من تكلم عند العاصم
له حتى يفرغ حديثه ثم حدث

له من العيب أو غيباً بعين المحققين الضميمة ۱۲
عنه السحاب الخف كلاً بما معنى السحاب وانظر اس
الاصوات في الخصومات والمباينة مما انصافه لا يلقى الالفة
وذلك لكونه ما انما يظلم للمعبد ۱۲ عنه وفي رواية در طراز
اس لا يخرج كذا في القوي القوي ولا تخرج اس مجازاً ولا يركن

بیوٹن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے اسے اپنی سیرت اپنے
اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی انھوں نے فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نہ خلاق
تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خوش نہ
درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے
نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ دبا لہ کے ساتھ کسی
کی مع فرماتے جوابات یعنی خواہش کسی شخص کی، آپ کی
طبیعت کے خلاف ہوئی اس سے قفا نل فرما جاتے یعنی
سپر گزرت نہ فرماتے اور تھر بھا اس سے مایوس بھی
نہ فرماتے بلکہ خاموش ہو جاتے آپ نے تین چیزوں سے
تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریاضے اور کثرت کلام سے اور بے
بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا
تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور
نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جس میں
امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے
آپ کے تمام جلسیں اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے انکے
سر وں پر پردے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ سناکت
ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات
میں نزاع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولنا سکے
فواج ہوئے تب تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے
بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (میں سے ہر شخص) کی
بات (و غیبت کے ساتھ نہ جاتے) میں ایسی ہی
ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات تھی یعنی کسی کے

اذا لم ينفك مما يظن
و يعجب مما يعجب

يصبر للغريب على الجفوة
في المنطق و يقول اذ ارا

صاحب الحاجة بطلها ما يدا
ولا يطلب ان شاء الله

مكافى ولا يقطع على احد
حديثه حتى يقبض منه في

بسات تهاون تيار و في
س و اية نلت كومت

سكوته صلى الله عليه وسلم
قال كان سكوته على اسر

على العلم والحدير و القدر
و التفكير فاما نقد

ففي تسوية النظر و
الاستماع بين الناس و اما

تفكره ففما يبقی و يفتی
و جمع له العلم في الصد

فكان لا يفضله شئ يستغفره
و جمع له في الحدس و اربع

اخذه بالحسن ليقتدي به
عنه ای الامين الفم عليه صلى الله عليه وسلم

في الامور الدنيا ۱۲

طبرکي غیری نہ کی جانی جس اہل سے سب ہنستے آپ
تھی بہت سر سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے

اور یہی مدائمت تک پہنچے بلکہ ان کے ساتھ شریک
نہیں اور یہی اوستا کی سبب حمیری کی گفتگو پر غل فرماتے

اور یہی کہ ایک کسی صاحب راجت کو طلب
کرتے تھے اور یہی کہ اس کی رات کروا دی گئی آپ کی

شاکر تھے آپ نے خود با تیرہ لکھتے البتہ اگر کوئی احسان
کرتا تو یہ کہ اس نے غور پر کرتا تو خیر بوجہ م شروع ہوتے

اور اس کے لئے یہ عدم تجا و زحمت کے اسکو گوارا فرماتے
اور یہی کہ اس کی بات کو نہ کانٹے یہاں تک کہ وہ حد سے

بڑھتے گئے اور وقت اسکو ختم کر دینے سے یا اسکو
بہر جا سنے سے قطع فرما دینے اور ایک روایت میں

ہو کہ میں نے کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت کا تھا غصہ
نہ کہ کما کہ آپ کا سکوت چار امر سے متعلق ہوتا تھا حلم اور

بیدار سفری اور انداز کی رعایت اور فکر آگے ہر ایک
ان میں ہوتا ہوا انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف

توجہ نہ تھی اور اس کی عرض معروض سنے میں براہری
اور اس کے شہ و فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے

یہی زبان کی فضا اور غشی کی بقا کو سوچا کرتے اور علم
کتاب کا صبر یعنی صبر کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا آگے

اس صبر کا بیان ہی سو آپ کو کوئی چیز ایسا غضبناک
نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جا رفته کر دے اور بیدار مغزی
آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو

و متدک القبیح لیستہی
 عنہ و اجتہاد الرای بما
 اصلم امتہ و القیام لہم
 بما جمع لہم امد الدنیا
 و الاخرة اعلو ان مثل
 هذه الشمائل و رادی
 احادیث شتی عن الشریف
 و ابی ہریرۃ و براء
 بن عازب و عائشۃ و
 ابی حنیفۃ و جابر بن
 سمۃ و ام عبد و ابن
 عباس و معمر بن مہزیب
 و ابی الطفیل و عداء بن
 خالد و خدیج بن فاتک
 و حکیم بن حزام و لغضب
 بذکر نبذ منها ایضاً فقال
 رضی اللہ عنہما اجمعین
 کان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ادع ^{ابن ہریرۃ} اخل
 اشکل ^{مفوس بالمرکب} اھدب الاشفا
 ابلج ان ج افسی افلم

لہ الغرض من بیان المتابعۃ ۱۲۵ نطب الثواب

اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتداء کریں۔ دوسرے
 بڑی بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز میں تیسرے
 راستہ کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی است کے
 لیے مصلحت ہو چوتھے است کے لیے ان امور کا اہتمام
 کرنا جن میں اُنکی دنیا و آخرت دونوں کے کاموں
 کی دستی ہو و وصل سو متمدن و صل و صل
 جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شامل منفرد حدیثوں میں
 ان حضرات سے وارد ہوئے ہیں حضرت انس رض
 حضرت ابو ہریرہ رض حضرت براء بن عازب رض حضرت
 عائشہ رض حضرت ابو حنیفہ رض حضرت جابر بن سمہ رض
 حضرت ام مہذب رض حضرت ابن عباس رض حضرت معمر بن
 بن معیقوب رض حضرت ابو الطفیل رض حضرت عداء
 بن خالد رض حضرت خدیج بن فاتک رض حضرت حکیم بن
 حزام رض ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر
 اس میں سے ذکر کرتے ہیں پس ان سب حضرات نے
 روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک
 چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی
 آنکھیں تھیں آنکھوں میں سرخ ڈور سے تھے تر گانین
 آپ کی دراز تھیں دونوں ابروؤں کے درمیان
 قدرے کشادگی تھی ابرو خدا تھے بنی مبارک بلند تھی
 دندان مبارک میں کچھ ریخین تھیں (یعنی بالکل و پرتلے
 چتر سے ہوئے نہ تھے) چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا
 عسل قال صاحب القاموس الصواب معیقوب بن معمر ۱۲۵

مدور الوجه كأنه قطعة
 قمر كثر اللحية تملأ صدره
 سواء البطن والصدور واسع
 الصدر عظيم المنكبين
 ضخمة العظام عجل الذراعين
 والعضدين والاسنان ^{التي ساذيا}
 راحب الكفين والقدمين
 دقيق المسربة ^{خط بوی} سبعة القدر
 لبس بالطويل البائن والاب
 بالقصير المتروك ولم يكن
 يماشي احد ينسب الي
 الطوال ساجل الشعر واذ
 افتر ضاحكا ^{بين اسنوطه والجوده} افترعن مثل
 سنا البرق وعن مثل حب
 الغمام واذ تكلم راي كالنصار
 يخرج من بين ثناياه احسن
 لناس عنقا ليس بمطهر ولا
 مكلثم متاسك البدن ضارب
 اللحم وفي روايات اخرا ^{سبوت} سجوا لعين
 ضخمة المشاش اذ اوطن ^{بني} بقدمه
 وطى بكمها ليس له اخمص هذا
 كله خلاصة ما في الشفاء
 وروى الترمذي في شمائله

طوارش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو چھ دیتی تھی
 شکم اور سینہ جو اڑ تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کان
 تھے اتنی ان بھاری تھیں دونوں کلیمان اور بازوؤں
 افضل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے، دونوں
 کف دست و رقوم کشادہ تھے سینہ سے نانت تک
 مانوں کا ایک بار ایک خط تھا قدم مبارک میانہ تھا نہ
 تو بہت زیادہ نہ زاور نہ بہت گونا گہ انھما ایک
 روبرو تھے ہوتے ہوتے ہوں اور رفتار میں کوئی
 آپ کے ساتھ رہ سکنا تھا یعنی رفتار میں ایک
 گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف آپ کا قامت قدرے
 درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی طویل تو نہ تھے
 مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا بال قدر سے بلند
 تھے جب ہنسنے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
 برق کی دشمنی نمودار ہوتی ہی اور جیسے اسے بارش کے
 ہوتے ہیں جب یہ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں
 کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن
 نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور
 نہ بالکل گول تھا بلکہ بالکل تدریج تھا بدن گٹھا ہوا تھا
 گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ لکھن
 میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے
 جب زمین پر پائون رکھتے تو پورا پائون رکھتے تھے
 ملوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفاء کے
 مضمون کا خلاصہ ہی اور ترمذی نے اپنے شمائل میں

عن الفضل بن جبيبنا أصحلي الله
عليه وسلم شثن الكفلين و
القدمين ضخمة الراس ضخمة
الكراديس لم يكن بالطويل لمقط
ولا بالقصير المتردد كان في
وجهه نور ويرا ببيض منه ب
ادح العينين اهدب الانفار
جليل المشاش والكتف اجرد
ذو اسارية اذا التفت التفت
معاين كتفة خاتم النبوة
و هو خاتم النبیین و فی
روایة جابر بن سمرة کان
صلی اللہ علیہ وسلم لعقب
اشکل العینین اذا نظرت الیه
قلت اکحل لعینین و لیس
بأكحل ای لیس بأكحل قال
ابی الطفیل اللیثی رضی اللہ
عنه کان ابیض ملیحاً مقنصاً
عن الشق کان ربعة حسن
الجسم اسمر اللون علیه حلة
الی شمة اذنیه علی حلة
حصراء و روی فی الشماثل
للترمذی عن انس بن مالک

حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب
علی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کھدستہ اور دونوں
قدم پر گوشت تھے سر مبارک گلان تھا جوڑ کی ہڈیاں
بڑی تھیں نہ تو بہت طویل قامت تھے اور نہ کوتاہ
تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں
حصا ہوا ہو اور اس کے چہرہ کا مساک میں ایک گونہ
گولائی تھی رنگ گورا تھا اس پر سن سرخ و گہنی تھی سیاہ
انہیں قصہ میں لکھا ہے ورازی تھیں شائستہ کی ہڈیاں
اور تالے بڑے بڑے تھے بدن مبارک بے بو تھا
یعنی بدن کا ہر بر بال سے تھے اللہ سپند سے نان
اس بالوں کی باریک دھاری تھی جب کسی دگر کو
کی طرف اس کی چیز کہ دیکھنا یا ہنسنے کو پورے پھر کر
دیکھتے۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ٹھہر
نہت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر
اس تفرقہ و راایت میں ہے کہ آپ کا بدن مبارک
اس کے بالوں کے ساتھ فراخ تھا۔ اڑیوں کا گوشت
بڑا تھا۔ آنھوں میں سرخ ڈورے تھے جب آپ کی
پاؤں کے بالوں کو تو ہون چھو کہ آپ کی آنھوں میں سرس
پڑا ہی حالانکہ سرس پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل
لیثی نے کہا ہے کہ آپ گورے بلع میانہ قد تھے
حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت
خوش ندام گند میں رنگ تھے مو سے سردار تھے
ان گوشت تک آپ پر ایک سرخ (دھاری) جوڑا تھا

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم بالظویل لبائن ولا بالقصیر
 ولا بالابیض الاہق ولا بالادع
 ولا بالجعد القطط ولا بالسبط
 بعثہ اللہ تعالیٰ علی راسہ سبعین
 سۃ فاقاہ ثمانۃ عشر سنین
 قال ابن عباس ثلاث عشر فی وجہ
 البیضاء واربعة عشر سنین
 فتوفیہ اللہ تعالیٰ علی راسہ
 سنین سبعة وقال ابن عباس
 توفي وهو ابن ثلاث وستین سنة
 وقال بخاری ثلاث وستین
 لا تراہ فی الروایة ولیس
 فی راسہ ولحینہ عشر وثمانون
 بیضاء وقال لحفوف ان الشعرة
 الابيض فی راسہ ولحینہ کان
 سبعة عشر وقال جابر بن سمرہ
 ساریت الخاتمین لتفی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذۃ
 حمراء مثل بیضۃ الحمأ مر عن
 السائب بن یزید مثل زراجلۃ
 وعن عمرو بن اخطب الانصاری
 شعرات مجتمعة وعن ابی سعید

اور شائیں ترمذی بن حضرت انس سے روایت ہی
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز تھے اور
 نہ کوتاہ قامت تھے، اور نہ بالکل کوسے بھبھو کا تھے اور
 اور سارے سر سترہ اونچے تھے، ایک آپ کے نہ بالکل
 خمد رھے، اور نہ بالکل سب سے ذبلہ کچھ بلند تھے
 اور تھا اسے آپ نہ چھپس نہ کے ختم پر نہیں بنایا
 پھر مکہ میں اس برس مفید رہے اور حضرت ابن عباس
 کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی
 اس برس میں ہی روایت میں کسر کو حساب میں نہیں لیا
 پس دونوں روایتیں متطابق ہیں اور مدینہ میں
 اس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر میں اور ابن عباس
 کے قول پر ترسٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے
 آپ کو وفات دی اور امام بخاری رحمہ نے فرمایا کہ
 ترسٹھ سال کی روایتیں زیادہ ہیں اور باوجود اتنی
 عمر کے، آپ کے سر اور ریش مبارک میں مفید بال ہیں
 بھی رہے اور محققین نے کہا جو کہ آپ کے سر اور
 اوادھی میں مفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن
 سمرہ نے فرمایا کہ میں نے عمر نبوت کو آپ کے دونوں
 شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور ابھر اہوا گوشت
 مثل بیضہ کہو تر کے دیکھا اور حضرت سائب بن یزید
 سے روایت ہو کہ وہ مثل چھپر کھٹ (سہری) کی گھنڈی
 کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے روایت
 ہو کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابو سعید خدری سے

كان في ظهره بضعة ناشزة
 و في رايه مثل الجمع حولها
 خيلان كانوا ثليل قال لبراء
 ما سرايت من ذي لمة في
 حلة حمراء احسن من رسول
 الله صلى الله عليه وسلم قال
 ابو هريرة ما سرايت شيئا
 احسن من رسول الله صلى
 الله عليه وسلم كان الشمس
 تجري في وجهه واذا ضحك
 تبارك انوارا في الجدر قول
 لجا بركان وجه رسول الله
 صلى الله عليه وسلم
 كالسيف قال لابل كالشمس
 والقمر وكان مستديرا
 و قالت امر معبد كانت
 اجمل الناس من بعيد
 و ا جلالة و احسنه من
 قريب و قال علي بن
 من راء بداهة هابة
 و من خالطه معدنة
 احبه لما راقبله و لا
 بعده مثله قال انس

روایت ہو کہ آپ کی کمر پر ایک ابھرا ہوا گوشت کا
 ٹکڑا تھا اور ایک روایت میں ہو کہ مثل مٹھی کے
 تھی اس کے گرد اگر دتل تھے جیسے سے ہوتے ہیں داؤد
 ان روایات میں کچھ تنافی نہیں سب اوصاف کا
 جمع ہونا ممکن ہو حضرت برادرؓ کہتے ہیں کہ میں نے
 کوئی بالون و الاسمخ جوڑا یعنی مخطط لنگی چادر پہنے
 ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین
 نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ
 میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب
 چل رہا ہو اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر
 چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مثل
 تلوار کے (شفاف) تھا۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ
 مثل قتاب اور ماہتاب کے مدور تھا (تلوار کی
 تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں ہوتی اور حضرت
 ام معبدؓ نے کہا آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل
 اور نزدیک سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین
 معلوم ہوتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہو
 کہ جو شخص آپ کو اول و ہلہ میں دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا
 تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا
 آپ سے محبت کرتا تھا میں نے آپ جیسا صاحب
 جمال و صاحب کمال انہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا

ما شمت عنبر اقط ولا
مسكا ولا شيئا اطيب من ريح
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان يصافح المصافح
فيظل يومه يجود ساجدا
فيضع يده على راس
الصبي فيعرف من بين الصبيان
بريحها ونام في دار انس فعرق
فجاءت امه بقلادة تجمعه فيها
عرقه فسأله رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن ذلك فقالت
لجعله في طيبنا وهو اطيب لطيب
وذكر الامام البخاري في التاريخ
الكبير عن جابر بن عبد الله
النبوي صلى الله عليه وسلم في
طريق فينبيه احد الاعرف
انه سلكه من طيبه قال
اسحق بن سراج هو يه ان تلك
كانت رائحته بلا طيب و
راوي ابراهيم بن اسمعيل
المزني عن جابر بن انه
اسد فني رسول الله صلى
الله عليه وسلم فالتقت

اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا وصل چہام آپ کے
طیب و مطیب ہونے میں اور حضرت انس
نے فرمایا ہے کہ میرے کوئی سنبہ اور کوئی مشک اور
کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مہاک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور آپ
سے مصافحہ فرماتے تو تمام تہمرون میں شخص کو
مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچے کے سر پر
ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے
بچوں کو بہن بچا جاتا اور آپ ایک بار حضرت انس
کے گھر میں سوئے تھے اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو
حضرت انس کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ کے پسینہ کو
جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
اس بارہ میں پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ ہر اسکو
اپنی خوشبودار ملاوٹیں اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو
ہو اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر سے
ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے
گزرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ
خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہیں اسحق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ خوشبودار
خوشبو لگائے ہوئے (خود آپ کے بدن مبارک میں)
تھی اور ابراہیم بن اسمعیل مزنی نے حضرت جابر سے
روایت کی ہے کہ مجھ کو (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالایا میں نے

خاتم النبوة بفي فكان نبي
 علي مسكاي مروى انه اذا
 تفوط انشقت الاسطر
 فابتلعت غاططه وبوله و
 فاحت لذلك رائحة طيبة
 لذن اسروت عائشة و لذا قيل
 بطهارة المحدثين من حكا
 ابو بكر بن سابق المالكي و
 ابو نصر و شرب مالك بن
 سنان دمه يوم واحد ومعه
 فقال لن يصيبه النار و شرب
 عبد الله بن زبير دمه حجامته
 و شرب بركة بوله و
 ابراهيم بن خادمة رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فلم يجده
 الا كماء عذب طيب و قد ولد
 مخنونا مقطوع السرة مكحلا
 فالت امانة امه ولدته
 نظيفا ما به قدس و كان
 ينام حتى يكون له غطيط
 فيصلى ولا يتوضا سرا و اه
 عكرمة و كان محمد و ساء
 عن حديث المنام قال

مہر نبوت کو اپنے منہ میں لیلیا سو اس میں سے مشک
 کی لپٹ آ رہی تھی اور مروی ہو کہ آپ جب بیت
 اظلامین جاتے تھے تو زمین بھٹ جاتی اور آپ کے
 بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو
 آتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح روایت کیا ہے
 اور اسی لیے علماء آپ کے بول و براز کے ظاہر و باطن
 کے قابل ہوئے ہیں۔ ابو بکر بن سابق مالکی اور ابو نصر
 نے اسکو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان بوم احدین
 آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ نے فرمایا
 اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگیلی اور عبد اللہ بن زبیر
 نے آپ کا خون جو تھگنے لگانے سے لگا تھا پی لیا
 تھا اور بركات رضا اور آپ کی خادمہ ام ایمن نے آپ کا
 بول پی لیا تھا سو انکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیرین
 نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مخنون آنول
 مال کئے ہوئے سر ہر گے ہوئے پیدا ہوئے تھے
 حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو
 پاک سماعت جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی
 اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے بھی
 نہیں لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھتے
 تھے (یعنی سوتے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا)
 روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ) سکی یہ تھی کہ
 آپ سونے میں حدث سے محفوظ تھے (و صلح محمد

وہب بن منبہ قرات فی احد
وسبعین کتاباً فوجدت فی
جميعها ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اخرج الناس عقلاً و
فضلاً ورایا وکان یری فی
الظلمة کما یری فی الضوء کما
سارت عائشہ وکما یری من
بعید کما یری من قریب وکان
بری من خلفہ کما یری
من امامہ وکان رای جنازة
النبا صلی اللہ علیہ وراي
بیت المقدس من مکة
حين وصفه لمرایش و
الکعبة حين بنی مسجدہ
فی المدینة وکان بری
فی الثریا احد عشر کوکبا
و صراع سکا نة اشد اهل
من مائتہ حين دعاہ الی
الاسلام و صارع ابا
سکا نة فی الجاهلیة و
عادہ ثلاث مرات کل
ذک یصرعہ وکان
اسرع فی المشی کما لا اوض

آپ کی قوت بصیرت میں، ورنہ نہ
کہتے ہیں کہ میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب
میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں
سب پر ترجیح رکھتے ہیں اسے میں سب سے افضل
تھے اور آپ ظلمت میں بھی آٹھ دیکھتے تھے جس
طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
عہا عنہا روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے
جیسا کہ نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے
بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح ماننے سے دیکھتے تھے
اور آپ نے نجاشی کجا نازہ (جستہ بن) دیکھ لیا تھا
اور اسپر خازن تھی اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ
سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اس کا نقشہ بیان
فرمایا (یہ سب معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب
آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی تو
منازلہ لہو کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو ثریا میں گیارہ ستارے
نظر آیا کرتے تھے (و صل ششم آپ کی قوت بصر
وغیرہ میں) اور آپ کی قوت کی کیفیت تھی کہ
آپ نے رکاعہ کو جو اپنے اہل زمانہ میں بہت قوی مشہور
تھے کشتی میں گرا دیا جبکہ انکو اسلام کی دعوت دی
اور انھوں نے اپنے اسلام کو اسپر ملحق کیا کہ مجھ کو کشتی
میں گرا دیجیے اور قبل زمانہ اسلام کے آپ نے اور کائنات
کو کشتی میں گرا دیا تھا۔ وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے
مقابل ہو آپ ہر بار میں اسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے

تطوی له قتال ابوهریثہ
 انما لفتحہ انفسنا و انہ
 ضیہ مکاترات و کات
 ضمکہ متبسمہ و اذ التفت
 التفت معاً و اوقی جوامع
 الکلمہ و جعلت لہ کل
 الارض مسجداً و اظہر اسرار
 و احدث لہ الغنائم و
 اعدت لہ الشفاعة
 الکبریٰ و المقام المحمود
 و بعث الی الجن و الانس
 و کافۃ المخلوقات و
 علم السنۃ العذاب
 کلہا اقول بل السنۃ
 العرب کلہا قتالت ام
 معبد رض کان حلوا المنطق
 فصلا لاندس و لا
 ہذا سرکات منطقہ
 خذ سرات نظمن و
 کان فطیل الاکل و النعم
 و کان لایتکئی فی الاکل
 و معنہ عند المحققین
 انہ لایتمد علی شیء

اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی کر ہی ہو۔
 حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش
 کرتے تھے (کہ آپ کے ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ
 اتنا ہم بھی نہ فرماتے تھے (پھر بھی ہم تھک جاتے
 تھے) اور آپ کا ہنسنا ایسی ہوتا تھا اور جب (کوشر کی)
 کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے اس طرف مڑ کر دیکھتے
 (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے) (وصل مفتہ کی)
 بعض خصائص میں) اور آپ کو کلمات جا ملے
 عطا کیے گئے اور تمام زمین آپ کے لیے مسجد اور آنکھ
 طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص مسجد ہی میں
 نماز درست ہو اور جگہ درست نہ ہو اور اسی طرح ہر جگہ
 کی مٹی سے بشرط پاک ہونے کے تیمم درست ہی) اور
 آپ کے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا اور پہلی شریعتوں
 میں مال غنیمت کا کھانا حلال نہ تھا) اور آپ کے لیے
 شفاعت کبریٰ اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ
 جن و انس اور تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے۔
 (وصل مشتم آپ کے کلام و طعام و منام
 و قعود و قیام میں) اور عرب کی سب زبانیں جانتے
 تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول
 ہی) ام معبد رض کہتی ہیں کہ آپ شیرین کلام اور واضح
 بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات میں بھی
 سکوت فرما دین) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری
 امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے

ما تحتہ ولا مائلًا الى شق انما
 كان جلوسہ للاكل جلوس
 المستوفى من مقعيا و كان
 يقول اكل كما ياكل العبد و
 اجلس كما يجلس العبد و
 كان نومه على شقه الايمن
 استظها سرا على قلة المنام
 قال انس رضى اعطى قوة ثلثين
 سراجا اخرجه النساءى و
 ساروى قوة اسربعين سراجا
 فى الجماع و ساروى عنه صلى
 الله عليه وسلم فضلت على
 الناس باربعة بالسجاء والشجاعة
 و كثرة الجماع وقوة البطش
 و كان ذا وجاهة قبل النبوة
 و بعد ها ساروى عن قبلة
 انها لما ساراه اسعدت
 من الفرق فقال يا مسكينة
 عليك السكينة وعن ابن
 مسعود انه قام بين يديه
 عقبه بن عمرو فاسعد
 فقال هون عليك فاني
 لست بملك جبار و لقد

موتى کے داسے پر دے لئے ہوں اور آپ کھاتے
 اور سوتے بہت کم تھے۔ کھاتے ہوئے سہارا لگا کر
 نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اس کے اہل تحقیق کے نزدیک
 یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپ کے نیچے ہوتی
 (جیسے لٹاڑ وغیرہ) اور نہ کسی ٹروٹ پر نہ ہاتھ یا تکیہ کے
 سہارے۔ جو چہ دیکر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانے کے
 لیے ایسی ہوتی جیسے طرے ہونے کے لیے کوئی تیار
 ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اکڑ و بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے
 کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں
 اور آپ کا ہونا وہی کرٹ پر ہوتا تھا تا کہ قلت
 منام میں مدین ہو (و وصل نہم آپ کے بعض
 صفات و مکارم اخلاق شجاعت و سخاوت
 و مہیت و جاہ و بے نفسی و ایثار وغیرہ میں
 حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مردوں کی
 قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکے لسانی نے اور ایک
 روایت میں یہ ہے کہ آپ کو بستر میں چالیس مردوں
 کی قوت دی گئی تھی۔ و رضو صلی اللہ علیہ وسلم سے
 مروی ہے کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت
 دی گئی سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور مقابل
 پر غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد میں بھی صناد
 و جاہت تھے حضرت قبیلہ سے روایت ہے کہ انھوں نے
 جب آپ کو دیکھا تو مہیت کے مارے کانپنے لگیں
 آپ نے فرمایا کہ اپنے غریب دل کو برقرار رکھو یعنی

اوق خزائن الارض و
 مفاہیم البلاد وفتح علیہ
 فی حیوۃ بلاد الحجاز و
 الیمن وجمیع جزیرۃ العرب
 وحوالی الشام والعراق و
 جلالت الیہ الاخصاس و
 الصدقات والاعشاء و
 اهدیت من الملوک ہدایا
 فصرفت کلھا لوجہ اللہ
 و اغنی بہ المسلمین و
 قال ما یسر فی ان لی احدا
 ذہبا بیت عندی منہ
 دینار الا دینار اسرحدہ
 لدینی و ہذا من کمال
 سخاۃ وجودہ و عطاۃ
 فائزہ مات و دراعہ
 مرہونۃ فی نفقۃ عیالہ
 و کان مقتصر فی نفقۃ
 وملبسہ ومسکنہ علی ما
 تدعوہ الضر و ساء الیہ و
 کان یلبس فی الغالب
 الشملة والکساء الخشن
 والبردۃ الغلیظ و یقسم

(درست) اور حضرت ابن مسعود رضی سے روایت ہے
 کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خود
 سے کہنے لگے آپ سے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو
 میں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں اور آپ کو تمام خزان
 روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں و عالم
 کشف میں خطا کی گئی تھیں اور آپ کی حیات میں
 بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرۃ عرب اور فواری
 شام و عراق فتح ہو گئے تھے اور آپ کے حضور میں
 خمس و صدقات اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور
 سلاطین کی طرف سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔
 ان سب کو آپ نے لوجہ اللہ صرف فرمایا اور مسلمانوں
 کو غنی کر دیا اور فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی
 کہ میرے لیے کوہ احد سو ناہن جاوے اور پھرات
 کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے
 بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے
 لیے تھا ہوں اور یہ آپ کی کمال سخاوت و عطا
 ہی چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ
 مقروض رہتے تھے حتیٰ کہ آپ نے جس وقت
 وفات فرمائی ہو تو آپ کی زرہ اہل و عیال کے خراج
 بین رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ
 اور پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا
 فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمال ورموٹا
 تھیں و رنگا لسی چادر پہنتے تھے اور بعض اوقات

علی اعتابہ اقبیۃ الدیاج
 المنسوج بالذهب ویرفع
 لمن لم یحضرہ عن عائشۃ رض
 کان خلقہ القرآن یراضی
 برضاہ و یستخط بسخطہ
 حتی قال اللہ تعالیٰ انک
 لعل خلق عظیم جملہ اللہ
 تعالیٰ فی اصل فطرۃ
 علی مکاسم الاخلاق و سرائر
 الطبع و اعتدال المزاج
 و قنات امنۃ بندت و ہب
 ان نبینا صلی اللہ علیہ
 و سلم و لدیاسطایدیہ
 الی الارض س افعا س افسہ
 الی السماء قال النبی صلی
 اللہ علیہ و سلم لما نشأت
 بغض الی الا و شان و الشعر
 و لما اہم بشئ من امور
 الجاہلیۃ الامم متین
 فعصمنی اللہ تعالیٰ منہما
 ثم لما اعد و کان اصبر
 الناس علی اذاہم و
 احلمہم یعفو عن مسیئہم

اپنے صحاب کو دیبا کی قبائیں جس میں سونے کے تار
 بنے ہوئے تھے تقسیم فرماتے تھے اور جو ان میں
 موجود نہ ہوتے اس کے لیے اٹھا کر رکھتے اور حضرت
 عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن تھا اس کی
 خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور اس کی
 ناخوشی کی بات سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی
 قرآن سے جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش
 ہونے کی ثابت ہوتی ہے آپ کی خوشی و ناخوشی
 اسی کے تابع تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ
 آپ خلق عظیم پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
 اصل فطرت میں لہکار و اخلاق اور ثبات طبع اور
 اعتدال مزاج پر پیدا کیا تھا۔ اور حضرت آمنہ بنت
 وہب کہتی ہیں کہ آپ جسوقت پیدا ہوئے تو آپ کے
 دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھٹے ہوئے تھے اور سر
 آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے (وصل و ہم
 آپ کی عصمت میں) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب مجھ کو ہوش آیا بتوں سے اور شر کوئی
 سے مجھ کو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی
 امر غیر مشروع) کا مجھ کو خیال تک بھی نہیں آیا بخیر و بابر
 کے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو محفوظ رکھا
 پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہیں آئی (وصل
 یا زوہم تممہ وصل منہم) اور آپ لوگوں
 کے آزار دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور

و یصل من قطعه و یعطی
 من حرمة و یعفو عن
 ظلمه و کان یختار ایسر
 الامم بین ما لم یکن
 اثماً و ما انتقم رسول
 الله صلی الله علیه و سلم
 لنفسه حتی رای فی
 سیدة ابن هشام ان
 عتبة بن ابی و قاص
 اخا سعد بن ابی و قاص
 را ہی رسول الله صلی
 الله علیه و اله و سلم
 یوم احد فکسر رباعيته
 الیمنی السفلی و شج
 وجهه فقتلوا و دعوت
 علیهم فقتل الله ما هد
 قومی فانهم لا یعلمون
 و ما ضرب بیده شیئا
 قط الا ان یجاهد فی
 سبیل الله و ما ضرب
 امساة و لا خادما
 و رای عن جابر ما سئل
 شیئا فقتل لا و لنعم ما

سب سے بڑھ کر حلیم تھے برائی کرنے والے سے
 درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی
 کرتا تھا آپ اُس سے ساوک کرتے تھے اور جو شخص
 آپ کو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا
 آپ اُس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں
 میں جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ
 وہ گناہ نہ ہوتا اس میں اپنے متبعین کے لیے آسانی
 کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہو کہ آسانی پسند طبیعت
 دوسروں کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے
 کبھی انتقام نہیں لیا حتی کہ سیرت ابن ہشام میں
 مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی
 عتبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز آپ پر تھپہ
 چلایا اُس سے آپ کا دندان رباعیہ زیرین جانب
 راست کا شکستہ ہو گیا (یعنی چھڑ گیا اور رباعیہ کہتے
 ہیں سامنے کے چار دانتوں کے دونوں کروٹوں کی
 طرف کے چار دانتوں کو دو اوپر اور دو نیچے) اور
 آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا
 کہ آپ ان پر بدعانتیجے آپ نے فرمایا کہ اے میرے
 اللہ میری قوم کو ہدایت کیجئے کیونکہ اُنکو خبر نہیں اور
 آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے
 ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ
 اور بات ہو اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔

قیل شعر

ما قال لا قطالاً فی تشہدہ

لولا التشہد کانت لاؤہ نعم

وکان یحمل کل ویکسب

للمعدوم ویقری الضیف

و یعین فی فوائس الحق کما

فی صحیح البخاری و ساری

الترمذی انہ اقی الیہ تسعون

الف دس ہر فوضعت علی

حصین فمأسداً ساعلاً

حتى فنیغ منها فجاءہ

سرجل فسأله فقال لیس

عندی شیء ولكن استبع

علی فاذا جاءنا شیعاً

قضینا فقال عمر ما کلفک

اللہ ما لا تقدر علیہ فکرہ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذلك فقال سرجل من

الانصار یا رسول اللہ

انفوق ولا تخف من ذی

العیش اقلا لا فتبسم

و ساری البشر فی وجہہ

وکان لا یدخر شیئاً لغد

اور حضرت جابر رضی سے مروی ہو کہ آپ سے کبھی کوئی

چیز نہیں مانگی گئی تھی پھر آپ نے انکار فرما دیا کہ کسی نے

نہیں کہا جو درم فروزق کا عربی شعر تھا جس کا ترجمہ فارسی

میں یہ ہے اسے نہ تو لایزبان مبارکش ہرگز نہ مگر در

اشہد ان لا اہل اللہ - اور آپ درم اندون کا بار اٹھا

بیٹے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدینے یا دلوادیتے

اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ

اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام

ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک بار نوے

ہزار درہم آئے دققر بنیا پچیس ہزار درہم ہوتا ہی

اور ایک پورے پیر لکھے گئے سو آپ نے کسی سائل

سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے

پھر آپ کے پاس ایک شخص آ یا اور کچھ مانگا آپ نے

فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا (جو تجھ کو دیسوں)

لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے

جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کر دینگے حضرت عمر

نے عرض کیا کہ جو چیز آپ کی قدرت میں نہ ہو حق تعالیٰ

نے آپ کو اس کا مکلف نہیں فرمایا (پھر آپ اتنی

تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوب خرچ کیجئے

اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ) سے کمی کا

اندیشہ نہ کیجئے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ

کماس و اہ السن عن ابن
 عباس کان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم واجود
 بالخیل من الریح المرسلۃ
 وقال ابن عمر ما ساربت
 الشجر ولا انجد ولا اجود
 ولا ارضی من رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و
 کنا یومہد سئلوا بالنبی
 صلی اللہ علیہ وسلم و
 کان الشجاع من یفرب
 سنہ اذ اذ فی العدو لقریہ
 منہ و عن ابی سعید
 الخدری کان اشد حیاء
 من العذراء فی خدرها و
 کان لطیف البشرة رقیق
 الظاہر لا یشافہ احد ائما
 یمکرہ و عن عائشۃ زلم
 یکن فاحشاً ولا متفحشاً
 ولا سخاباً بالاسواق
 ولا یجزی السیئة بالسیئة
 و لكن یعفو عن عبد اللہ
 بن عمر و کان من حیاء

مبارک پر بشارت نمایان ہوئی اور آپ اگلے دن
 کے لیے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت
 انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرین ہو اسے باتش خیر سے
 بھی زیادہ فیاض تھے (وصل دو از وہم دو سر)
بعض اخلاق حبیلہ و طرز مباحثت میں
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط
 دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق
 کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے
 دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اڑھین پناہ لیتے
 تھے اور پیر شجاع و شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان
 جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے
 قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو بھی اس صورت
 میں غنیم کے قریب پہنچنا پڑتا تھا اور حضرت ابو سعید
 خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا میں اس
 بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے
 اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی
 شخص کو برروناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہ
 سے روایت ہے کہ نہ آپ بروے عادت سخت گوشت
 اور نہ بتکلف سخت گوشت کھاتے تھے اور نہ بازار و نہین
 خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور ہرالی کا غول
 ہرالی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور

لا يثبت بصره في وجه احد
وكان يكنى عما اضطر اليه
من المكر وهات وعن علي
كان او سمع الناس صدرا
واصدقهم طجة والدينهم
عريكة واکرمهم عشيرة و
كان يحجب من دعاه ويقبل
الهدية ولو كانت كراعا و
يحجب دعوة العبد والحر و
الامة والمسكين ويعود
المريض في اقصى المدينة و
يقبل عذرا المعتذرا ويبدأ
اصحابه بالمصافحة ولم ير
قط ما داس عليه بين
اصحابه حتى يصنيق بهما
على احد ويكرم من يدخل
عليه وربما بسط ثوبه و
يؤثره بالوسادة ولا يقطع
على احد حديثه وکان
اکثر الناس تبسما واطلبهم
نفسا ما لم ينزل عليه
او يعظ او يخطب وکان
يخدم الوفاة بنفسه

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ غایت حیا
سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی
(یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈالتے تھے) اور
کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ہمزہ رت سے ذکر کرنا ہی
پڑتا تو کتنا یہ مین فرماتے اور حضرت علی رضی سے روایت
ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے بات
کے سچے تھے سمیت کے نرم تھے معاشرت میں
نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اسکی
دعوت منظور فرماتے اور ہر یہ قبول فرماتے اگرچہ
رہ یہ یا طعنہ دعوت گئے یا بکری کا پایا ہی ہوتا اور
ہر یہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد
کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالتے
اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی راگرمین دھوتا اس
کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر
قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا و صافحہ
کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پائون بھیلانے
ہوے نہیں دیکھے گئے جس سے اور وں پر جگہ
تنگ ہو جاوے اور جو آپ کے پاس آئی اسکی خاطر کرتے
اور بعض اوقات اپنا کپڑا (اسکے بیٹھنے کے لیے)
بچھا دیتے اور گدہ تکبیر خود چھوڑ کر اسکو دیتے اور
کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرماتے نہیں
اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے سب تک کہ
حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی دیکھو کہ ان

حیانا کما فود النجاشی
 و انه سید و لد آدم
 یوم القیمۃ و اول من
 تشق منه عنہ الا سراض
 و اول شافع و مشفع
 و کان یسکب الحماسا
 یرد خلفہ و یعود
 المساکین و یجالس الفقراء
 و یفلی ثوبہ و یحلب
 شاتہ و یرقع ثوبہ
 و یخصف نعلہ و یخدم
 لنفسہ و اہلہ و یقم
 البیت و یاکل مع الخادم
 و یعجن معہ و یحمل بضاعتہ
 من السوق و کان من
 امن الناس و اعدل
 الناس و اعف الناس
 و اصدقہم قولا حتی
 ان اباجہل بن ہشام
 لعنہ اللہ مع کمال عداوتہ
 لما سألہ اخنس بن
 شریق یوم بدر فقال
 ابالحکم لیس ہنا غیری

حالتوں میں آپ کو ایک جوش ہوتا تھا جس میں تبسم و
 خوش مزاجی ظاہر ہوتی تھی، اور بعض اوقات
 فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے سخاشی ہادشاہ
 کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت میں تمام
 اولاد آدم کے سردار ہونے اور سب سے اول آپ
 ہی کی قبر شریف کی زمین شفی ہوگی (اور آپ باقر فریف
 لاویٹے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کریں گے
 اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی
 اور آپ رعایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار
 ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلاتے
 اور غریبوں کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں
 کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے بین (خود)
 جون دیکھ لیتے (کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور
 یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی
 ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے
 کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود
 (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور
 گھر والوں کا کام کر لیا کرتے اور گھر میں جھاڑو لے لیا
 کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور
 اس کے ساتھ اٹھا گندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے
 خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے
 والے اور عدل کرنے والے اور عقیف اور سچ بولنے
 والے تھے حتیٰ کہ ابو جہل بن ہشام باوجود اس کے

و غیر کہ یسمع کلامنا
 تخبر فی عن محمد صادق
 امر کاذب فقال ابو جری
 والله ان محمد الصادق
 و ما کذب محمد قط
 عن خاسرجة بن زید
 کان النبی صلی الله علیه
 و سلم او قد المنا من
 فی مجلسه و عن ابی سعید
 اذا جلس فی مجلس
 حتی یبده و کان اکثر
 جلوسه محتبیاً و عن
 جاب بن سمرة انه
 تدبر و سار بما جلس
 القرفصاء و کان اذا
 مشی مشی محتملاً یعرف
 فی مشیه انه غیر
 عند ض و لا و کل ای
 غیر ضجر و لا کسلان
 عن جاب بن عبد الله
 کان فی کلامه تدبیر
 او ترسیل عن عائشة
 کان یحدث حدیثاً

کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخفش بن شریق نے
 بدر کے روز جب اس سے پہچانکہ ابراہیم بن ابی
 تو میرے اور میرے سداوہ کوئی موجود نہیں جو ہمارے
 بات کو سن لیا تو مجھ کو یہ بتلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابو جری نے کہا کہ وہ اللہ محمد
 سچے ہیں اور محمد سچے ہیں بھوت بولایا ہی نہیں بول
 میری وہ تمہارے مثل شتم میں حضرت خارجہ بن
 زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس
 میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت
 ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو
 دونوں پاؤں کھڑے کر کے ملا کر اٹکے گرد ہاتھوں کا
 حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی
 اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو اعتبار کرتے ہیں اور یہ موضع
 اور سادگی کی وضع ہی حضرت جابر بن عمر سے روایت
 ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات اکڑو
 بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے
 تو جمعیت خاطر یعنی غائبیت کے ساتھ چلتے یہی
 حال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں
 تنگی ہو (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں
 سستی ہو کہ پاؤں نہ اٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز
 چلتے تھے نہ سست رفتار تھے حضرت جابر بن

ابن عمر فی القاموس لقرصاء ہذا و بالا حقا و اخذت الاول بقرون

مقابلة الاعتبار ۱۲۰ منہ

لوعده العادلا حصاة
 و يحب الطيب والرائحة
 الحسنة و يستعملها كثيرا
 و يخص عليها و لا ينفخ
 في طعام و لا في شراب
 و يحب انشاء البناجم
 و الر و ارجب عن
 عائشة قالت ما شبع
 رسول الله صلى الله
 عليه و سلم ثلاثة ايام
 تباعا من خذ حتى
 مضى لسبيله عن
 حفصة رض كان فداشه
 مسحا و كان ينام احيا
 على سرير مس مول
 بشرط حتى يوق شرفي
 جنبه عن عائشة رض
 لم يمتلي جوف النبي
 شعبا قط و لم يبت
 الشكوى الى احد
 و كانت الفاقة احب
 اليه من الغنى و كان
 يظل جائعا ميتا

عبد اللہ رحمہ سے روایت ہو کہ آپ کے کلمات میں
 نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہ سے
 روایت ہو کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی
 شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار
 کر سکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت
 پسند فرماتے اور کثرت سے اسکا استعمال فرماتے
 اور دوسروں کو بھی اسکی ترغیب دیتے اور کھانے
 پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارتے تھے اور
 انگلیوں اور ہڈیوں کے جوڑوں کے صفات
 رکھنے کو پسند فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونے
 کے ہیں) اور حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز
 بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آخرت کو
 روانہ ہو گئے اور حضرت حفصہ رض سے روایت ہو
 کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چار پائی
 پر آرام فرماتے جو کچھ روں کے باند سے بنی ہوتی
 حتی کہ آپ کے پہلوے مبارک میں اسکا نشان
 پڑ جاتا اور صل حیا رو ہم آپ کے تنلی معیشت
 کو اختیار کرتے ہیں) اور حضرت عائشہ رض سے
 روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ
 بھرائی غذا سے پر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ کا
 اظہار نہیں کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت تو نگرہی کے
 زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے گزار دیتے

طول ليلته من الجوع و لوشه
 سأل ربہ جمیع کتبہ لادرس
 و ثمارہای سر عند عیشہا
 و لکنہ یقول مالی و للدنیا
 اخوانی من اولی العزیز من
 السسل صبر و اسلی ما هو
 اشد من هذا فمصنوع علی
 حالہم و کان شدید الوبیة
 فی ذات اللہ حتی قال لوددد
 انی لشجرة تعصد و کان
 یصلی حتی بینہ و عند ما ہ
 فقال ربہ تعالی و تقدس
 رحمة له طہ ما انزلت
 عليك القدر ان لتشی ای
 لتتعب نفسك و کان یصلی
 و یجوع و ان یزکازیر الموجل
 کذا سراق عبد اللہ بن
 الشغفین و کان متواصل الحزان
 لیس له سراحة و یستغفر
 اللہ تعالی فی الیوم سبعین
 مرة او مائة مرة اقول
 کان تعلیم الامتہ او لطلب
 مغفرة لامتہ او لانه کان

اور رات رات بھر جو کہ سہ کر دین بدلنے رہتے
 اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روے
 زمین کے خزان اور اسکی پیداوار اور اسکی فراخ
 عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے
 تھے کہ مجھ کو کیا ہے کیا عاقہ میرے اولوالعزم
 پیغمبر کا بیٹا ہے اس سے زیادہ سخت حالت پیغمبر
 کیا اور اپنی اسی حالت پر گزر گئے (بھل یا نزد ہم
 آپ کی خشیت و محابہ میں) اور آپ اللہ تعالیٰ
 سے بہت ڈرتے تھے یہ نہایت کہ آپ نے فرمایا کہ
 کاش میں ایک رات ہو جا تا جو کاف دیا جاتا تو
 آپ اس قدر راضی، نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک
 ورم کر جاتے اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے براہِ رحم
 فرمایا طہ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لیے
 نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور آپ
 نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوش
 ہمسودہ ہوتا تھا اسی طرح عبد اللہ بن شجر نے زکوٰۃ
 دیا ہو اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو
 چین نہ تھا (یا کیفیت فکر آخرت سے تھی) ورنہ
 بخیرین ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے میں کہتا
 ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے تھا یا خود امت

سلفہ راجہ کہ یہ قول بوزرہ کا جو حدیث علی علیہ السلام کا نہیں ہے
 مگر بدعا کی اسی روایت پر موقوف نہیں دوسری اسناد میں نص ہے
 انی احشاکم اللہ و اتقکم اللہ و نحو ذلک ۱۲۸

خائضاً في بحر القرب و
العرفان و كان يترقى ساعة
فساعة لانه لا تكرار للتجلی
و التجلی علی حسب استعداد
التجلی له و استعداد اده صلی
الله علیه و سلم کان متزائلاً
انا فانا فاذا ساری المرتبة
اللاحقة عاليا بعد نفسه في
التقصير في المرتبة السابقة
الم تسمع ان حسنات الابرار
سيئات المقربين و ساری
الذي مذي عن فتادة عن
النس ان الله تعالى ما بعث
نبيا الا حسن الصوت حسن
الوجه و كان تنبيكم احسنهم
وجها و احسنهم صوتا
اقول و اما عدم تعشق
العوام عليه كما كان علی
یوسف علیه السلام فلغیرہ
الله تعالی حتی لم یظهر جماله
كما هو علی غیبه كما انه
لم یظهر جمال یوسف كما
هو الا علی یعقوب او سلیفاً

کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ
آپ دریا سے قرب و عرفان میں مستغرق تھے اور
آنا فانا ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متحدہ
ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد و عمل تجلی کے
ہوتی رہی اور آپ کی استعداد برابر تیزاں دہوتی جاتی
تھی اس لیے تجلیات بھی ملا تھیں عندہم فالض ہوتی
تھیں پس جب مرتبہ مابعد کو عالی دیکھتے تھے
تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے نقصیر کی طر
منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکون
کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں (وصل
شانزدہم آپ کے حسن و جمال میں) اور تیزی
نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی
روایت کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث
نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہ ہو اور تھا ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور آوا
میں ان سب سے حسن تھے میں کہتا ہوں کہ باوجود
ایسے حسن و جمال کے عام لوگوں کا آپ پر اس
طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ الصلو
والسلام پر عاشق ہو کر تے تھے بہ سبب غیرت
اتمی کے ہو کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیرون پر ظاہر
نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا
جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ
السلام یا زلیخا کے اور وں پر ظاہر نہیں کیا (وصل

وكان صلى الله عليه و
سلم حليماً و لم يكن
سباً و لا فحاشاً و لا لعاناً
و كان يركب الحماساً في
سائر قتریب و المداخلة
في بعيد و البغلة في معارضة
الحرب و الخيل لاجابة
الصارخ و كان يبسط
وجهه للكاف و العدو
رجاءاً ليتلافه و يصبر
للجاهل و يتوارى في منزلة
مهنة اهله و يتسمت
في ملائكة حتى لا يبدوا
منه شئ من اطرافه و
قد و سع الناس بشرة
و عدله و لا يستفزه
الغضب و لا يبطن على
جلسائه و لم يكن له
صلى الله عليه و سلم
خائنة الاعين فكيف
بخائنة القلوب و كان
حبیبنا صلى الله عليه
و سلم معصوماً في احواله

ہفتہم آپ کے رفق و تواضع و پاکیزگی
طبیعت میں اور آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو
دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت
کی بد عادتیں رکھتے اور نہ دیک جگہ جانے میں راز کو
پرسوار ہوتے تھے اور دوزخ جانے میں ناقہ پر اور
معرکہ میں خیر بردار کسی مدد و حاجت سے واسے کی
پکار پر ٹھوڑے پرسوار ہوتے رہتا کہ جلدی پہنچ جائے
اور معرکہ میں کمال ہو تا بہت قدم رہنا اس لیے ٹھوڑے
کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ
بھاگنے میں کم ہو یعنی خیر اور باقی معرکہ کی حالت میں
تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی
سواری اور سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت
نہی اور وہ شتر ہی اور آپ کا فرا و دشمن سے بھی
اسکی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روی کے ساتھ
پیش آتے تھے اور جابل کی دسب تمیزی کی بات پر
صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آکر گھر والوں کے کاموں
کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام
فرماتے کہ اس میں سے ہاتھ پاؤں کچھ ظاہر نہ ہو غالباً
پٹھنے کی حالت میں ایسا جوتا پہنکا اور ایک کشادہ روی
اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو
بی تاب نہیں کرتا تھا اور اپنے جلسوں سے کوئی
بات (خدا ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں
کی خیانت (یعنی وزیدہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قاب

و اقواله و افعاله عن
 الكتاب و الصغار عند
 المحققين و لا يصح منه
 خلف و اضطراب لا في
 عمد و لا في سهو و لا صحة
 و لا مرض و لا جحد و لا
 مزح و لا راضی و لا
 غضب و کان الحجة بنا صلی
 الله علیه و سلم یوم
 قدم مكة اسرا بعد عدا
 و الا اهلها فی کانت
 یسدل شعره و لا تشو
 فترق اسه و فی
 رواية کان یترجل
 غیا و سئل النس عن
 خضاب النبی صلی
 الله علیه و سلم فقال
 لم یبلغ ذلک انما
 کان شیباً فی صدغیه
 و لکن ابو بکر خضب
 بالحناء و الکتوف فی
 رواية کان شیبه
 احمر و قال عبد الله

کی خیانت کا تو کیا احتمال ہو اور آپ تمام احوال و
 اقوال و افعال میں کہاں سے اور محققین کے نزدیک
 صفائے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم
 کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی
 نہ تھا نہ قصداً نہ سهواً نہ صحت میں نہ مرض میں و غرض
 مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب
 میں (وصل مشہد ہم آپ کے اعتدال ترین
 میں) اور آپ جس روز مکہ معظمہ میں تشریف لائے
 زمین (یعنی یوم فتح مکہ میں) اس روز آپ کے سر کے
 بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اہل کواہم ہانی
 نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں کو بے مانگ
 رنگ لے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے
 لگے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک وز
 نانہ کر کے کٹائی کیا کرتے تھے اور حضرت انس رضی
 آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا کیا انھوں نے
 کہا کہ آپ حد خضاب تک ہی نہ پہنچتے تھے (یعنی
 آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے) پس تھوڑی
 سی سفیدی و دونوں پیوں میں ہوتی تھی لیکن حضرت
 ابو بکر رضی نے منہدی اور نیل کا خضاب کیا ہو (یعنی
 ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں) اور ایک روایت
 میں ہے کہ آپ کے بالوں کا پلکا سرخ رنگ کا تھا
 (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید نہ ہوئے تھے)

بن عقیل رأیت شعراً
رسول الله عند البشر
بین مالاک محضو دبا عن
ابن عباس کان یسکتکل
قبل ان یناء ثلاثاً
فی کل عین و کان یحب
الثوب الا ببض و القميص
و کمه الی السیخ و
کان یحب الحبل و کان
یسلب مروط شعراً
اسود و قد لبس جبة
رومیه ضيقة الکمین
و لبس خفین اسود بین
ساذجین و مسح علیها
و کان فی نعلیه قبالان
مثنی شراکهما و کان
یسلب النعال السیتية
التي لبس فیها شعراً
یتوضأ فیها سراً و کان
عمداً و کان یصلی فی
نعلین محضو فتین و
اتخذ خاتماً من فضة
و کان یختم به و لا

اور عبد اللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا موسے مبارک حضرت انس رضی
یاس خضاب کیا ہوا دیکھا، محققین کے نزدیک اس
روایات میں تطبیق یہ ہو کہ آپؐ بال کپنے تو لگے
تھے مگر بہت کم پلے تھے سو بعضے سرخ ہونگے اور بعض
سفید لیکن آپؐ نے قصداً نہ خضاب نہیں لگایا
لیکن آپؐ کی مادت اکثر اوجاع وغیرہ میں منہدی
رطبت سے تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے وہ سفید
بال انگین ہوئے اب سب روایات جمع ہو گئیں اور
اللہ اعلم اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ
آپؐ سولنے کے قبل پہ آنکھ میں تین تین سلامی مہر کی
ڈالتے تھے اور آپؐ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند
کرتے تھے اور آپؐ کی آستین گٹھ پاک ہوتی تھی اور
آپؐ چادر پامانی کو پسند فرماتے تھے اور کبھی بالون
کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور ایک بار رومی جبہ
تینک آستین کا (بھی) پہنا ہوا اس سے تشبہ ممنوع لازم
نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا
خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہو اور
آپؐ نے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور
انہرہ صنومین (مسح فرمایا ہوا) آپؐ کے نعلین شریفین
میں انگلیوں میں پہننے کے دو دوسے تھے (ایک انگوٹھی
اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اُس کے
پاس والی کے درمیان میں) اور پشت پر کا تسنہ بھی

یلبسہ کما رواہ ابن
 عمر بن الخطاب قال انش كان
 فضة حبشيا و قد
 ذكر في شرح البخاري
 انه كان حجو من بلاد
 الحبشة او على لوان
 الحبشة و كان جزعا و
 عقيتا و روى عنه ايضا
 ان خاتم رسول الله صلى
 كان من فضة و فضة
 منه و في رواية منه
 كافي انظر الى بياضه
 في كفه اقول اختلاف
 الروايات بحسب
 اختلاف الحالات
 فتد راب و دع الخلاف
 و كان نقشه محمد
 رسول الله محمد سطر
 و رسول سطر و الله
 سطر و ا ه انش ر
 و اذا دخل الخلاء نزع
 خاتمه و كان يلبسہ في
 يمينه صححه البخاري

دوہرا تھا اور آپ بالون سے صاف کیے ہوئے
 چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں
 پاؤں بھی رکھ لیتے۔ روایت کیا اسکو حضرت ابن
 عمر رضی اللہ عنہما نے اور آپ (گاہ گاہ) گھٹھے ہوئے نعلین میں
 نماز بھی پڑھ لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے
 اور اسوقت عرف میں یہ خلاف ادب نہ ہوگا) اور
 آپ نے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور اس سے
 مہر لگاتے تھے اور التزام و دوام کے ساتھ پہنتے
 نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اُسکا نعلین حبشہ کا تھا
 شرج بخاری میں مذکور ہے کہ ملک حبشہ کا ایک تھپڑ
 تھا یا اُسکا رنگ حبشیوں کا سار یعنی سیاہ تھا اور
 وہ مردہ یا نیا یا عقیق تھا اور ان سے یہ بھی روایت ہے
 کہ آپ کی انگشتری چاندی کی تھی اور اُسکا نعلین اسی کا
 تھا میسرے نزدیک نعلین سے مراد خانہ نعلین ہی یعنی
 نعلین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز سونے وغیرہ کا نہ تھا
 جیسا بعض بنوا لیتے ہیں) اور انھیں سے ایک روایت
 میں ہے گویا اسکی سفیدی ز اور چمک) آپ کے ہاتھ میں
 اسوقت میری نظر میں ہو میں کہتا ہوں کہ ان روایات
 کا اختلاف باعتبار اختلاف حالات کے بہ خوب بصیرت
 حاصل کر لو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اس انگشتری پر یہ
 منقوش تھا محمد رسول اللہ اس طرح سے کہ محمد ایک سطر
 اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت کیا اسکو

عن عبد الله بن جعفر و قال
 انفس من وجابر بن و ابن
 عباس من كان يتختم في
 يمينه و كان سليف
 رسول الله صلى الله عليه
 وسلم حقيقاً و قبيصة
 فضة و لبس و رعين
 يوم احد و مغفرا يوم
 فتح مكة و كان اذا اعتم
 سداً عمامته بين
 كتفيه و مثبت في كتب
 السير بروايات صحيحة
 انه كان صلى الله عليه
 و سلم يرخي علاقته
 احياً نابين كتفيه و
 احياً نابلس العمامة
 بغير علاقة و روى عن
 ابن عباس رضي الله عنهما
 يلبس القلائش تحت
 العمامة و يلبس لعمامة
 بغير القلائش و كان
 له عمامة سوداء و كان
 ياتزس الى نصاب ساقيه و

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور جب آپ بیت الخلا میں
 جاتے تو انکشتری نکال دیتے اور انکو جب پہنتے
 تو داسنے ہاتھ میں پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح میں
 اسکو حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل
 کیا ہوا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے
 ابن عباس سے فرمایا کہ آپ داسنے ہاتھ میں
 انکشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار ثعلبہ بنی حنیفہ
 کی ساخت کی تھی اور اسکی موڑ کی گھنڈی یعنی
 تلوار پکڑنے میں جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہوا اس کے سرے
 پر چوڑک ہوتی ہو وہ چاندی کی تھی چونکہ وہ ہاتھ
 سے جدا رہتی ہوا اسلئے چاندی کی درست ہی اور
 جنگ احد میں آپ دوزمین اور فتح مکہ کے روز
 آپ خود ربیعہ یعنی آہنی کلاہ پہنے ہوئے تھے اور آپ
 جب عمامہ باندھتے تھے تو اسکو دونوں شانوں کے
 درمیان میں چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر میں ہر روایت
 صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونوں شانوں کے
 درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے
 تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ
 کبھی کلاہ بدون عمامہ کے اور کبھی عمامہ بدون کلاہ
 کے پہن لیتے اور آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا
 اور آپ نصف ساق تک لٹکی باندھتے تھے اور
 لے اور چونکہ ایک روایت میں اسکی مانعت آئی ہو اسلئے اسکو کسی
 خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲۳

رخص الی اسفل ولكن
 قال لا حق للانسان في
 الكعبين و اذا جلس
 احتبى بيده و استلقى
 في المسجد و اضعا إحدى
 رجليه على الأخرى
 عن جابر بن سمره ر
 سأله عن متكيا على
 و سادة على يساره و
 ساره اليمن و عليه ثوب
 قطري فتدثر بثوبه
 فصلی بهم و عنه اذا
 اكل طعاما لعق اصابعه
 الثلث عن ابی جحيفة
 انه قال اما انما فلا
 اكل متكئا و كان ياكل
 باصابعه الثلث و يلعقهن
 و كان اكثر خبز ههنا
 الشعير و ما اكل على
 خوان قط و لا سكر جنة
 بل على السفن و لا
 خبز له مرقق و عن
 عائشة ركان يحب الخل و

اجازت اس سے بچے بھی دی ہو مگر یہ فرما دیا ہو کہ
 ازار کا ٹخنوں میں کچھ حق نہیں دینی ٹخنے سے نہ لگنا
 چاہیے اور آپ جب بیٹھتے تھے تو زانو کے گرد
 ہاتھوں کا حلقہ بنا لیتے اور آپ مسجد میں ایک پائون
 دوسرے پائون پر رکھ کر بیت لیتے ہیں حضرت جابر
 بن سمرہ رضی سے روایت ہو کہ میں نے ایک بایں
 کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا
 ہوا اور حضرت انس رضی نے آپ کو اس حالت میں
 دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اُس کو بغل کے
 نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور پائون
 کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ جو بحرین
 کے علاقہ میں وہاں سے پادریں آتی ہیں کپڑا ان کا
 موٹا ہوتا ہے) دو صل نو زوہم تمہ وصل ہشتم
 و سیزدہم میں اور انھیں سے روایت ہو کہ جب
 آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو
 جپٹ لیتے تھے ابو جحیفہ رضی سے روایت ہو کہ آپ نے
 فرمایا کہ میں تو تکیہ لگا کر نہیں کھانا اور آپ تین انگلیوں
 سے کھاتے تھے اور اُن کو رکھانے کے بعد جپٹ
 لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا اجڑی ہوئی ہوتی تھی
 اور آپ نے چوکی (مینر) پر کبھی کھانا نہیں کھایا
 اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے
 تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہیں پکا دی گئی
 حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ آپ سر کر کے کھاتے

الزيت والمحلواء والعسل و
الدباء واكل لحم الدجاج و
الحبارى والشاة والابل والبقر
ويحب الثريد وياكل الفلفل
والتوابل واكل لبس و الرطب
والتمر والسلق والحيس وكان
يعجبه الثفل يعنى ما بقى من الطعام
وقال بركة الطعام الوضوء قبل
والوضوء بعده اى غسل الايدي
اطلاقا لكل على الجزء كذا قالوا
وكان ياكل لقثاء بالرطب كما
سواه عبد الله بن جعفر وروى
عائشة انه كان ياكل البطم
بالرطب ويقول يكسر حس
هذا ببرده هذا وكان احب
الشرب اليه المحلو الباسد
ويشرب النبيذ واللبن والماء
فى قدح كان له صلى الله عليه
وسلم من خشب غليظا مضببا
بحديد وقال ليس شىء
يجزى مكان الطعام والشراب
غير اللبن وقال ابن عباس
شرب ماء من زمزما ثما و

روغن زيتون کو اور شیرین چیز کو اور شہد کو اور کدو کو
پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا
اور بکری کا اور اونٹ کا اور گاسے کا گوشت کھایا ہی
اور آپ خرید کو (یعنی شیر سبب میں توڑی ہوئی روٹی
کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل ورمصالح بھی
کھاتے تھے اور آپ نے خرمے نیم پختہ تازہ اور
خرمے خشک اور پختہ راور حیس (یعنی کھجور) اور
کھجور (اور نیزہ کا پائیدہ) بھی کھایا ہی اور آپ کو کھرب
خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہو کہ برکت
طعام کی اس میں ہو کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے
اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ لکڑی
خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عید اللہ بن جعفر
نے روایت کیا ہو اور حضرت عائشہ نے روایت
کیا ہو کہ آپ تبریز خرما کے ساتھ کھاتے اور فرماتے
کہ اُسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک ہو جاتا ہو
اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیرین ہو سرد ہو اور
آپ خرما تر کر کے اُسکا زلال و ردودھ اور پانی
سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے جو لکڑی کا
موٹا سا بنا ہوا تھا اور اُس میں بوسے کے پترے
لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا
کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا
کام دے سکے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ
کہ آپ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور

مروی عن عمرو بن شعيب عن
 ابيه عن جده قال سألت
 النبي صلى الله عليه وسلم
 قائما وقاعدا واذا شرب
 تنفس مرتين وسأد الجأدي
 او شلائفا وكان اذا اخذ
 مضجعه وضع كفه اليمنى
 تحت خده لا يمين رواه
 براء بن عازب واذا نام
 نفخ رواه ابن عباس وعنه
 عائشة كان فراش رسول
 الله صلى الله عليه وسلم
 الذى ينام عليه من ادم
 حشوة ليف وقالت حفصة
 كان فراشه مسما نثيه
 ثنتين فينام عليه وعنه
 انس كان يعود المس يعض
 ويشهد الجنائزة ويركب
 الحماس ويحبب دعوة العبد
 وكان يعم بنى قريظة
 على حماس مخطوم مجمل من
 ليف عليه اكاف من ليف
 وفي رواية عنه كان يقعد

عمرو بن شعيب نے اپنے والد سے اور انھوں نے
 اپنے جد سے روایت کیا ہو کہ میں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے
 ہوئے دیکھا ہوا اور جب آپ پانی پیتے تھے تو
 (دو میان میں) دوبار سانس لیتے تھے اور امام
 بخاری نے اسی روایت میں اتنا اور زیادہ
 کیا ہو کہ یائین بارسانس لیتے تھے اور آپ جب
 اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے
 رخسارہ کے نیچے رکھتے روایت کیا اسکو براء
 بن عازب نے اور جب آپ سوتے تو آواز سے
 سوتے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اس کے
 اندر پوست خرمایا بچھا تھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے
 کہا ہو کہ آپ کا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دو مہرا
 کر دیا کرتے اور آپ اس پر سو یا کرتے اور حضرت انس
 سے روایت ہو کہ آپ قرینون کی عیادت فرماتے
 تھے اور جنازہ میں شریک ہوتے تھے اور دراز
 گوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت
 بول کر لیتے تھے اور غزوہ بنی قریظہ میں آپ ایک
 دراز گوش پر سوار تھے جس کا لگام پوست خرما کی رسی کا
 تھا اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اسکا پالان تھا اور
 ان سے ایک روایت ہو کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا

علی الارض و یحلب شاة
 و یقول لودعیت الی
 ذراع لاجبت و حج رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علی رجل ساء و علیہ
 قطیفة لانسای و اربعة
 دراهم فقال اللهم اجعله
 حجا لاربیاء فیہ ولا تہمة
 عن عائشة ر کان یقبل
 الہدیة و یشیب علیہا
 قال النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم لقد اتت علی
 شاذان من بین لیلة و
 یوم و مالی طعام یا کله
 ذ و کبد لاشئ یو اربہ
 ابط بلال س و اہ النبی
 قال لم یجتمع عندہ عنداء
 ولا عشاء من خبز و لحم الا
 علی ضفیف و عنہ قال اخر
 نظرة نظرتمھا الی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم حال کشف
 الستارة یوم الاثنين فنظرت
 الی وجهہ کانہ ورقۃ مصحف

کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے
 اور فہ یا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دست کھانے
 کے لیے میری دعوت کی جاوے تو منظور کر لوں اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پڑاٹے
 پالان پر بچہ کیا ہوا اور اس پالان پر ایک مٹی تھی
 جو چار درم و ایک سو پینے کی بھی نہ تھی اس پر دعا
 کرتے تھے کہ اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے اللہ (میرے) بنائیے
 جس میں ناسی و قصد شہت نہ ہو اور حضرت
 عائشہ راسے روایت ہے کہ آپ ہر یہ قبول فرماتے
 اور اس پر عرض بھی دیتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ مجھ پر (ایک بار) تیس رات دن اس حالت
 میں گزرے ہیں کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز
 نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے
 جو بلال کی بغل میں آجاتا تھا روایت کیا اسکو حضرت
 انس ر نے اور حضرت انس ر نے یہ بھی کہا کہ
 آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا
 یا شام کا کھانا جمع نہیں ہوا بجز اسکے کہ کھانے
 سے کھانے واسطے ہی زیادہ ہوے (و صل بتم
 آپ کی وفات شریف میں) اور حضرت انس ر
 ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجھ کو حضور
 صلعم کی ہوئی وہ اس طرح کہ اپنے مرض وفات میں غنیم
 کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اوقات میں نے آپ کا چہرہ
 مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق دپاک صاف

وان ابا بکر قبل لنبی بعد
 امامت فوضع فمه بین عینیه
 و وضع یدیه علی ساعدیه
 و قال و انبیاہ و اصفیاہ
 و اخلیلاہ و ساری سفیان
 بن عیینة عن جعفر بن
 محمد عن ابيه قبض
 رسول الله صلى الله عليه
 و سلم یوم الثلاثاء
 فمکث ذلک الیوم و لیلة
 الثلاثاء و یوم الثلاثاء
 و دفن من اللیل یمع
 صوت المساحی من اخر
 اللیل و قال عبد الرحمن
 بن عوف یوم الثلاثاء
 و دفن یوم الثلاثاء
 قال ابو عیسی الترمذی
 هذا حدیث غریب اقول
 الصحیح انه دفن لیلة الاربعاء
 و قال صلی الله علیه و سلم
 تنام عینی و لا ینام قلبی و
 انی ابیت یطعننی رابی و
 یسقینی و انی لا انسئ و لکن انسئ

ہوتا ہوا و حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا اپنا منہ تو
 آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھوں
 کو آپ کی کلائیوں پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے
 بنی ہائے صفی ہائے غلیل و سفیان بن عیینہ جعفر بن
 محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شنبہ کے
 روز وفات فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب
 اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن میں دو سو چوبیس
 غم و حیرت اور بعضے امور و انتظام اجتماع مسلمان
 توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کیے گئے کہ آخر
 شب میں پہاڑوں کی آواز زمین کھودنے کی
 حالت میں سنی جاتی تھی اور عبد الرحمن بن عوف
 نے کہا ہوا کہ دو شنبہ کو وفات ہوئی اور شب
 سہ شنبہ میں دفن کیے گئے ابو عیسیٰ ترمذی نے
 اس روایت کو غریب (یعنی متفرد) کہا ہے میں کہتا
 ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ آپ شب چار شنبہ میں دفن
 ہوئے و وصل لبست و کیم تمہ و صل ہفتم
 میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں
 سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں شب اس حالت میں
 بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے اور
 یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان

وانی اسی من خلفی کما
 اسی من امامی و انہ
 کان یقظان القلب دائماً
 و فوات الفجر لیلة
 التعریس لحکمة الہیة
 اقتضت اظہار حکم
 القضاء علی امتہ قال صلی
 اللہ علیہ و سلم انی
 لامرح و لا أقول الا حقاً
 فکان یمأرخ المم منین
 احیاناً لصبیب قلو بہم
 کقولہ لاحتلک علی
 ابن الناقة لاعدابی و
 لا یدخل الجنة عجوزاً
 لامرأة و کان حبیبنا
 صلی اللہ علیہ و سلم
 افضل الانبیاء و ختم
 المرسلین و منقہ
 النبیین و عیسی علیہ
 السلام یقتدی بہ
 فی الاحکام و انہ صلی
 اللہ علیہ و سلم فاسی
 من الشدائد ما یقاسیہ

کرادیا جاتا ہو تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار
 پاویں اور یہ بھی فرمایا ہو کہ میں اپنے پیچھے سے بھی
 ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے سے دیکھتا
 ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور
 (باجود اس بیدار دلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا
 ہو جانا ایک حکمت الہی کے سبب سے تھا جو اس
 امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جائے
 (وصل سبت و دوم آپ کے مزاح میں
 اور آپ سے یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں
 مگر (اس میں بھی) بات سچ ہی کہتا ہوں سو آپ
 مومنین سے انکا دل خوش کرنے کے لیے کبھی کبھی
 خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے جیسے آپ نے ایک
 اعرابی سے جس نے سواری کے لیے جانور مارا تھا
 فرمایا تھا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا
 (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہی اسپر سوار کرنا مراد
 ہو اسی لیے کہا کہ میں بچہ کو کیا کروں گا آپ کے جواب
 سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار معنی کے جو بچہ تھا وہ مراد
 ہی اور جیسے آپ نے ایک (بڑھیا) عورت سے
 فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائیگی (اور وہ
 جب گھبرائی تب آپ کے جواب سے ظاہر ہو گیا
 کہ مطلب یہ ہو کہ جانے کے وقت کوئی بڑھیا نہ جی
 سب جوان ہوں گی (وصل سبت و سوم تتمہ
 وصل ہفتم و سبت و دوم میں) اور آپ

الانسان لتضاعفت ثوابه
 و تصاعد دراجاته
 و مرض و اشتكى و اصابه
 الحر و القتر و ادراسه
 الجمع و العطش و الحقة
 الغصب و الضجر و ناله
 الاعباء و المتعب و
 الضعف و السكب و سقط
 فحش و شجوه الكفار
 يوم واحد و اذ مواقد ميه
 في المطر و سقى السم
 و سحر و تداوى و حتم
 و تنشر و تعاذ و قضى
 نجه و الحق بالرفيق الاعلى
 و تخلص من دار الامتحان
 و البلى و لقد عصم
 الله تعالى عن الاعداء في
 موطن كثيره حتى عن
 بدرا بن قومه يوم احد
 حين راحي بنجر فشح
 و جنته و دخلت
 حلقتان من المغفر
 فيها و اخذ على ابصار

افضل الانبياء و خاتم المرسلين و مفتي النبیین
 و حضرت عیسی علیہ السلام احکام شرعیہ پر آپ کا
 اقتدار کرینگے و وصل بست و چہارم آپ کے
 بعض عوارض بشریت کے ظہور اور انکی
 حکمت ہیں اور آپ کو بھی مثل دوسرے
 انسانوں کے شدید جھیلنے کا اتفاق ہوا ہوتا کہ
 آپ کا ثواب مضاعفت ہوا و درجات بلند ہوں
 پس آپ کو مرض بھی ہوا و دوسرے کی شکایت
 بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا
 اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو رمونع ہر غصہ
 اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی و رختگی
 بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور
 سواری پر سے گر کر آپ کے خراش بھی ہو گیا اور
 جنگ احد کے دن کفار کے ہاتھ سے آپ کے
 چہرہ اور سر میں زخم بھی ہوا اور کفار بٹالٹ نے
 آپ کے قدم مبارک خون آلود بھی کیا اور آپ کو
 زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور
 آپ نے دوا بھی کی پھینچنے بھی لگو اسے جھاڑ چوک
 کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا
 میں ملحق ہو گئے اور اس دارالامتحان و ابلاء سے
 آزاد ہو گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے
 مواقع میں دشمنوں کے قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے
 سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ یوم احد میں جب بدر بن قمر نے

فتش عند خض و جہ
 الی الثور و امسك عنه
 سیف غورث و حجر
 ابی جھل و فندس
 سداقة بین مالک
 و سحر لبید بن اعصر
 و سمیہ و دبیہ و فی
 العصمة و الاذیہ
 اظہار لشرفہ و ایصال
 ثوابہ و کیلا یضل
 فیہ الناس باظہار
 العجائب و المعجزات
 کما ضلوا فی عیسی و
 عند یر علیہما السلام
 و لیکون تسلیۃ لامتہ
 فی المصائب و ہذہ
 الطوارسی انما کانت
 علی جسدہ المطہر
 البشری لمشاکلۃ النوع
 و اما قلبہ فممنہ
 مقدس عن التعلق
 بالخلق مشغول بمشاہدۃ
 الحق فانہ صلی اللہ

آپ پر پتھر چلایا اور اس سے آپ کا رخسار مبارک
 زخمی ہو گیا اور خود آپ ہی کے دو حلقے رخسار سے
 ٹھس گئے اسوقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور
 جب آپ بیل ٹور کی طرف (موشیروہ) تشریف لے گئے
 اسوقت قریش کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور
 غورث (بن حارث) کی تلوار کو اور ابو جھل کے پتھر
 کو اور سداقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن
 جھم کے سحر کے اثر مقصود کو اور (اسی طرح) نبوی
 عورت کے زہر کے اثر مقصود کو آپ سے دور
 رکھا اور (ہلاکت سے) آپ کے محفوظ رہنے میں
 اور (معمولی) تکلیف ہو جانے میں آپ کے شرف
 کا اظہار ہو دینا جو یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہی اور
 (نیز اسلئے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ کے بارہ میں
 معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے سبب لوگ
 ضلالت میں نہ پڑ جاویں (یعنی اگر جسمانی تکلیف
 نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا)
 جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ
 السلام کے بارہ میں (خاص عجائب کے سبب) ضلالت
 میں پڑ گئے اور تاکہ مصائب میں آپ کی امت کے
 لئے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی
 تکالیف پہنچی ہیں تو ہم کیا چیز ہیں) (وصلت
 و پنجم آپ کی روح پر ان عوارض کے

علیہ وسلم کان باللہ
 واللہ فی اللہ و مع اللہ
 فی کل لحظۃ و ان حتی
 ان اکلہ و شربہ و لبسہ
 و حرکتہ و سکونہ
 و قولہ و سکوتہ کلہ
 کان لوجہ اللہ و بامر
 اللہ و ما ینطق عن الہوی
 ان ہوا الا وحی یوحی
 صلی اللہ علیہ و علی
 آلہ و اصحابہ اجمعین
 الی یوم الدین ہذا
 مجمل ما فی المطولات
 فاحفظہ و نانہ لا یطلع
 علیہ الا العلماء المحققون
 بعد تتبع الکتب و
 الدفاتر الکثیرۃ و ان
 قد اعطینا ک عجالة
 منفعة و علالة سائعة
 تستوعبہا فی المدة
 البسیرة اللهم اغفر لقاریہا
 و کاتبہا و سامعہا و حافظہا
 و راویہا و مؤلفہا آمین و لفتح

اثر نہ ہونے میں اور یہ غوارض مذکورہ صرف
 آپ کے عنقریب جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی
 کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو
 وہ تعلق بالخلق سے منزہ مقدس اور مشاہدہ حرمین
 مشغول تھا کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے
 ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں مستغرق اور
 اللہ ہی کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا
 پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ
 ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا چنانچہ
 ارشاد خداوندی ہی اور آپ نفسانی کنویشن سے
 کچھ نہیں بوسنتے یہ سب وحی ہی ہی جو آپ پر نازل
 کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل اور
 اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے
 یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہے
 اسکو یاد رکھو کیونکہ اس پر سب علماء محققین کے اور
 وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص
 مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری
 اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تم کو دیدیا جسکو بہت
 قلیل مدت میں ضبط کر سکتے ہو ایم اللہ اسکے پڑھنے
 والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور
 یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنے
 والے کو اور تالیف کرنے والے کو اور ترجمہ کرنے
 والے کو بخشد بھیجے آمین۔ اور ہم چند ایامات پر

بعد اے ایسات ہی تحفہ مرسلة
الی جنابہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم

اسکو ختم کرتے ہیں جو آپ کے دربار شریف میں
بطور تحفہ اسکی مبلغین صلوٰۃ و سلام کے واسطے
سے بھیجے جاتے ہیں یہ اشعار مولف کو ہیں

لمؤلفہ

یا شفیع العباد خذ بیدی
دستی میری تھک میرے ہاتھ
لیس لی ملجأ سواک انتہی
جز تھارے ہو کہاں میری بناء
غشقی الدھو یا ابن عبد اللہ
ابن عبد اللہ زور نہ ہو حلا
لیس لی طاعة ولا عمل
کچھ غلٹ ہے اور نہ طاعت میرے ہاں
یا رسول الالہ یا بک لی
میں ہوں بس اور آپ کا دربار رسول
جد بلقیاک فی المنام وکن
خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے
انت عاف ابر خلق اللہ
درگزر کرنا خطا و عیب سے
رحمة للعباد فاطبة
سب خلایق کے لیے رحمت ہیں آپ
لیتنی کنت ترب طیبہ تکم
کاش ہو جاتا نہ بینہ کی مین خاک

انت فی الاضطرار معتمدی
کشتار میں تھم ہی ہو میرے ہاتھ
مستغنی لضر سیدی سندی
نوج کھڑا نہ بھپے غالب ہوئی
کون مغنیاً وانت لی مددی
ایمیر سے ہو نہ تیرے لیے مری
ببد حبیک فہولی عتدی
ہو گد دل میں نجات آپ کی
من غمام الغموم ملحدی
ابر غم گھڑے نہ پھر مجھ کو کبھی
سا ترا اللذ الناب والنفد
اور مرے محبوب کو کر دیجئے خفی
ومقیل العثار واللدی
سب سے بڑھ کر ہی ینصت آپ کو
بل خصی صالک ذی اود
خاکر جو ہیں کنگار دغوی
فالتثمت النعال ذاک قدی
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

مفتحا عند حضرة الصمد
حضرت حق کی طرف سے دائمی
والنبات الكثير منتصدا
اور بھی ہو جسقدر روئید گی
بالغاعد مکتبی الامنا
تا بقاس عمر دار اخروی

فاصلی علیک بالتسلیم
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا
بعد اد الرمال والانفاس
جسقدر دنیا میں ہیں ریت اور ماس
وعلی الال کلہم ابدا
اور تمہاری آل پر اسماءت پر

تمت الرسالة المسماة بشيما الحبيب في بلدة بھوپال سنہ شہری ۱۲۸۵ھ
یہ رسالہ سنہ ۱۲۸۵ھ شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۸۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء
مسمی بہ شہر الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان المبارک شرفہ اخیرہ ۱۲۸۵ھ میں تمام ہوا والحمد للہ

من الروض

فانظر لاوصاف خیر الخلق فی مدحی
تم خیر الخلق کو اوصاف میں دیکھو کو باوقفتوں کا پرچم کہ ہے
بوسراف سرحیم من انہ خلق
آپ جس پر شفیق ہیں رحیم ہیں نیت ہی ہو آپ کو ایسے اخلاق نے
یلفی اشد حیاء من محمد سرة
آپ حیاء میں اس پر دشمن کواری لڑکی ہو بھی زیادہ باوجود ہیں
فاق النبیین اخلاقاً ومعجزة
تمام انبیاء علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق
مکمل الخلق لا خلق یشابہہ
آپ صورت جمانہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے شانہ میں
مشرب لونه المبیض منظرہ
آپ کے سفید منظرہ میں سرخی و دلتی تھی اور

کانها الوشی اذ تزہوبہ الحبیب
دھاری لکڑی فرکتا، یعنی بطرح اس لکڑی کی زینت نکلتی
ممثل للنسیم فلا فظ ولا ضجر
جو کہ مثل باد بہاری کی طرح ہیں اپنے رشت غوہ میں رہتے نہ تنگ
عذراء فی خدرها قد زانها الخضر
جو لپٹے پر وہ ہیں رہتی ہو اسکو حیاء زینت دی ہو
وسر تبة فله التقديمان حضرة
ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کیلئے ہو
لہ اعتدال فلا طول ولا قصر
آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قاسمی تھی
بجمرة و محیاء هو القمر
آپ کا چہرہ (مثل) چاند دیکے، تھا

صلت الحجبين اذبح الحاجبين كمثل العين من حسنة لا يشبع النظر
آپ کٹا دہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سر ملین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

مفلیح ایض الاستان ما الدار
اور وہ ذات روشن تھے لنگے رو برو ہونی کی کیا حقیقت تھی
مثل اللعین المصفی ما به عکر
چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو
کما یزین عیون الغادة الحور
کی آنکھوں کو آکھ کی سفیدی دیسی ہی کی تیزی رونق دیتی ہے
کالمسک لونا و عرفا حین ینتشر
کے رٹ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی
نری به شعرات خطها القدر
نظر آتے تھے جنکو قدرت الہیہ نے خطائے سر پہ بنا باغھا
مطوية طال ما يطوى بها الحجر
شکلن پڑی رہتی تھی اور اگر اولت اس سے پتھر باز نہ جاتا تھا
استراة لنصف الساق يتزرا
پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہ بند نہ کرتے تھے
تخال عن صلب ان ساسر یفخر
کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں
شذات ظل لغوا فی منه تعطر
ہر جگہ تھی کہ حسین عورتیں اسکو ہوا سے عطر لگاتی تھیں
من الشعر و کانت فرشتہ الحصر
موقع آپ نے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا
فرده الزهد عنها وهو مقتدر

اسیل خذ ملیم الثغر باسمه
سبک شاخ تھو خٹھا اور دندان دندان تھو دانتوں در میان نہیں تھیں
اقفی اشعر طویل لجید مشرقه
بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اس
ذو لحية کثفة سنانة محاسنه
گونا گونا گونی والو تھو سینہ الحسن کو اور زینت بدی حسیا کار کاندہ تھو
ولمة تملغ الاذنین عا طرة
سر پہ بال ملنے تھو جو کانون تک پہنچتی تھو اور عطر تھو مثل مشک
ضخم الکرا دیس رحبا لصدروا
آپ کے جوڑ بند بڑی تھو اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر چند بال
نشن الا کف خمیصل لبطن ذوعکن
آپ کی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم تپلا اور خالی تھا اسپر گٹائی ہو
عبل الذراعین والساقین همتلا
دو نوں رسا ساقیں بڑی تھو اور بدن کو پر گوشت ہو فیہ تھیں
سجیة عند ما یمشی تما یله
آپ کی عادت چلنے کو وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی خیال ہوتا تھا
یفوح من عرق مثل الجمان له
آپ کے پسینہ بہن جو زمانہ کی کہ ہو تو بگے مشابہ تھا خوشبو مشک
قضى ولم یکن یوما مدرکا شبع
آپ نے عمر ختم کر دی اور ایک دن بھی جوڑے شکم سیر ہو نہ کا
هذا وقد ملک الدنیا باجمعها

کیفیت حالت میں تھی کہ آپ کا دنیا کا ایک چوکھو یعنی بیس سلطنت نصیب
 فالنوب یرقعہ و الشاة یجلہا
 آپ کیسے کو پیوند لگا لیتے تھے اور کبری کا وہ وہ نکال لیتے تھے
 والیت یکنسہ والنعل یخصفہ
 اور کمر میں چھال دے دیتے تھے اور داپنا ہونے کا کھٹ لیتے تھے اور
 کان البراق لہ والخیل یرکبہا
 آپ کے پیڑ پر ان نما اور کھوسے تھے کہ نہ آپ سوار ہوتے تھے
 ما عاب قط طعاماً احضر وہ لہ
 کسی کھانے میں اپنے پیسے عیب نہیں نکالا جو کہ آپ کے سامنے لے آئے
 یعفو ویصفح عن جان جنی کوما
 آپ کی گروہی خطاوار کی خطا کو عاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے
 ولیس یغضب الا ان تری حرمہ
 اور اپنے گروہی خور و خور و خور میں یا نوا اللہ تعالیٰ ہی منوع کی عقل
 ما امہ سائل یرجو ملایدہ
 آپ کی پیاس کوئی نہیں سانس نہیں آتا جو آپ کے دست مبارک کی عطا
 کی سہر کھنا ہو مگر وہ یہی حالت میں وہیں گیا کر سکے ہاتھ

میں تھی، پس آپ کو اس نکتے پر فرمادیا ابو جریب کا آپ قادر تھے
 وما رای لاخی لا عدا امر یجتھر
 اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا
 وان دعی سعف الداعی ولا یدر
 کوئی آپ کی دعوت کو تانہ منظور فرما لیتے تھے اور چلو نہی نہیں فرماتے تھے
 والابل ایضاً کذاک البغل والحمور
 اور شتر بھی اسی طرح خیر اور درازہ گوش پر بھی
 ولا اسائلہ المالح ینتھر
 اور نہ کسی لٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے
 ویقبل لعن سمر من جاء یعتذر
 اور جو کوئی عذر کرنا ہوا اس کا آپ اس کا عذر قبول فرماتے
 لله منھو آتہ ای هتکت ستر
 جہنم تک زمین کو ہوئی نظر نہیں آتا اور کسی کی بڑھ دی کھائی
 الا انشی وهو مثری لکف مشھر
 میں ثروت ہونی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا یعنی اس سے
 اگر خوب دیتے تھے جس سے اس کی ثروت ظاہر ہو جاتی رہنے

فصل بائیسویں آپ کے بعض معجزات میں

اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپ کے معجزات ضبط و احصا سے متجاوز ہیں کیونکہ
 آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم و مصالح و اسرار کے خارق عادت ہوا اور
 ظاہر ہے کہ اقوال و افعال و احوال کے تمام جزئیات کا احصا عاۃ نہ ممکن ہو اور نہ واقع ہوا
 اور ان حکمتوں کا علم تفصیلاً عرفاء و حکماء انہی کے صدور و قلوب میں القا ہوتا ہو اور
 لہ عجیب لطیف ہے کہ اس فصل کے اجزا بھی کہ لقب یہ صلی علیہ وسلم ہیں اور در بعض نظیف کے اشارے اور ان مضامین کے تحت چلے ہیں

اجمالاً کتب اسرار شریعت میں مثل تصنیفات امام غزالی و امام شریانی و ثناء ولی اللہ حسین جسر
رحمہ اللہ تعالیٰ جستہ جستہ ہائے ہائے ہائے تو اس بنا پر آپ کے معجزات فوق الحد و العد ہو سکتے
لیکن چونکہ اسکا اور اک عوام کا حصہ نہیں ہو اس لئے اس سے قطع نظر کہ اگر انہیں خوارق
پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر میں بھی خارق ہیں وہ بھی اس جز سے کم نہیں پانچ سو
ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت سے اعتبار سے قطع نظر اس کے اخبار
عن المغیبات سے متعلق تو تقریر اسکی جیسا کہ قاضی عین الدین نے فرمایا تو یہ ہو کہ کلام اللہ
جس قدر کلام کہ برادر سورہ ادا اعطینا کے ہر معجزہ ہوا و سورہ انا اعطینا میں دس کلمے
میں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اور پندرہ ہزار کلمے ہیں سو جب ہزار کلموں کو دس پر تقسیم کر دین
سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں اس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزہ ہیں اور
اگر اسکی بیسیوں کیوں کو لیا جاوے جن میں سے ہر کلمہ کلام الہی میں جمع کی ہیں اور نیز ہزار
سے جس قدر بیش ہو اسکو بھی دس پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد میں
اور اضافہ ہوتا ہی یہ نو قرآن مجید کے معجزات ہو سکتے اور محمد میں و اہل سیرتے ہو معجزات
آپ کے موافق اپنے علم کے لئے ہیں وہ بقول محدثین تین ہزار ہیں جن میں سے ایک ہزار معجزہ
امام سیوطی نے نصائص کبریٰ میں نقل کیے ہیں اور تین سو سے زائد کلام الہی میں
مذکور ہیں تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں اگر خصال اللہ کبریٰ دستیاب نہ ہو
یا عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں نہ آوے تو کتاب الکلام الہی کا بھی مطالعہ اس باب میں کافی
و موجب تقویت ایمان ہو اس کتاب میں اول ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جس میں آپ کے
معجزات کا عالم کے تمام اقوام سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اس کے اثبات کے لئے ہر قسم
کے معجزات کو جب اجداد ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا سال بہت مختصر ہے اس لئے اس میں نہ صرف اس
تقریر کو بوجہ اس کے دلپذیر و دلچسپ ہونے کے نقل کر کے تمام اقوام کے معجزات میں سے
دو سے چار تک پر اقتصار کرتا ہوں وہ تقریر طعناً یہ ہو قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلناک الا
رحمة للعالمین یعنی نہیں بھیجا ہم نے تم کو اور محمد مگر رحمت واسطے تمام عالموں کے صحیح مسلم میں ہے

کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا اور ظاہر ہو کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہیں پس رسالت آپ کی باعث بقاء و امن سب عالموں کا ہو اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی رسالت سے نفع یاب ہیں اور اسی لئے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم میں معجزات عنایت فرمائے اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے اور دلیل شاہد ہوتی ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہیں پس آپ کی شان کیسی عظیم ہو کہ جس طرح توحید پر تمام عالم گواہ ہو اسی طرح آپ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہو چنانچہ بیان اُسکا یہ ہو کہ عالم دو قسم ہے عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزوں سے کہ دوسری چیزیں ہو کے پائے جاتے ہیں بذات خود قائم نہیں اور انھیں عرض بھی کہتے ہیں جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہو اُن چیزوں سے جو بذات خود قائم ہیں اور انھیں جبر بھی کہتے ہیں جیسے زمین آسمان آدمی درخت پتھر عالم اعیان دو قسم ہو عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عامل رکھتے ہیں جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہیں رکھتے جیسے جمادات و حیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہو عالم مائیکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور عالم غیر ذوی العقول یا غلوی ہو یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہیں اور عالم سفلی دو قسم ہو عالم بساط اور عالم کبات عالم بساط عبارت ہو عناصر اربعہ

[illegible]

یعنی آب و آتش و باد و خاک سے اور عالم مرکبات میں قسم ہر جمادات و نباتات و حیوانات اور انھیں موالید ثلاثہ کہتے ہیں پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوئے عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی و فلک و کوکب بساط یعنی عنانہ جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی اس طرح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جس میں ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چند سے محفوظ رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات انجوت کہتے ہیں جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہیں جو موالید ثلاثہ کہلاتی ہیں پس اس طرح سے کل قسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسویں کائنات انجوت اور ہر قسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں اس کے بعد نو باب لائے ہیں اور ہر باب میں معجزات کثیرہ ذکر کیے ہیں حقیر نے ہر باب میں سے دو سے چار تک معجزات لے لیے ہیں جسکو ترتیب قسام نقل کرتا ہوں عالم معانی نمبر ۱۔ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن الغیبات کے نمبر ۲۔ وہ خبریں جو آپ نے قبل وقوع بیان فرمائیں جیسے صحیحین میں حضرت حدیفہؓ سے روایت ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں جتنے امور قیامت تک ہونے والے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اُسے یاد ہو اور ہوگا جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہو اور بعض نے اس میں سے کہیں اُسے بھول گیا تھا پھر میں جب دیکھتا ہوں اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہوں کہ یہ وہی بات ہو جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی جس طرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہے پہچان جاتا ہے نمبر ۳۔ وہ واقعات حالی جو آپ نے بے دیکھے بیان فرما دیے جیسے بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دغزوہ موتہ کے قصہ میں خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی لوگوں کو سنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان جعفرؓ نے پھر نشان ابن ابی نے

۱۔ کہیں کہیں نقلی تغیر کا یا کہیں دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲۰ سنہ ۱۲۰ اور اس ترتیب میں کائنات انجوت بعد بساط کے ذکر کیا جاویگا ۱۲۰ منہ

پیشہ سیدھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا اپنے کمر لکھنے والی تلوار یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ نے نشان
 لیا اور رخ حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق نبرائی) عالم ملائکہ نمبر ۴۴ صحیح مسلم میں حضرت
 ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ وہ بدر ایک شخص مسلمانوں میں سے تھے ایک شخص کے
 مشرکوں میں سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اور ایک
 سوار لی کہ اے کھانا ہو۔ و چیز دم سو کہا دیکھتا ہو کہ وہ مشرک اُس کے چپٹ پڑا ہوا اور ناک
 اُسکی ٹوٹ گئی ہو اور ہاتھ پھٹ گیا، یہاں کوڑے کی مار سے اور یہ سب جگہ سبز ہوئی ہو وہ شخص
 مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اُس نے اس واقعہ کو بیان کیا
 آپ نے فرمایا کہ تو بیچ کتنا دویہ آسمان سوم کی مدین کا فرشتہ تھا ف چیز دم فرشتہ کے
 کوڑے کا نام ہو ف اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے
 اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ بدر میں اور احد میں اور حنین میں فرشتوں نے
 مدد کی نمبر ۴۵ بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن سعد نے طبقات میں عمار بن یاسرؓ سے
 روایت کی ہو کہ حضرت حمزہؓ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا
 کہ مجھے جبریل علیہ السلام کو آنکی صلی صورت پر دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے
 انھوں نے کہا آپ دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبریلؑ
 علیہ السلام تعبہ پر اترے آپ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اٹھاؤ انھوں نے نگاہ
 اٹھا کر دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد خضر یعنی زرد و سبز چمکتے ہوئے کے
 تھا سو غش کھا کر گئے۔ عالم انسان نمبر ۴۶ اظہار ہدایت جیسے صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے
 روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرک
 تھی ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لیے کہا اُسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناکوار ہوا اور میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ
 میری ماں کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ہریرہ یا اللہ ہدایت کر
 ابو ہریرہ کی ماں کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا

دیکھا دروازہ بند ہو اور میری مان نے میرے پانوں کی آواز سن کر کہا کہ وہیں ٹھہرو اور ابو ہریرہؓ اور
 میں نے پانی کی آواز سنی سو میری مان نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا
 اے ابو ہریرہؓ اے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا عبده ورسوله میں خوش ہو کر منت
 خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنی مان کے سلام کی
 خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدد الہی بجالائے نمبر ۷۔ غلو برکت جیسے بیہقی نے روایت
 کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کے سپر پر ہاتھ رکھا اور اُن کے حق
 میں دعا سے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے
 ختن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا نخل ورم کو حفظہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا نمبر ۸۔ شفاے مرضی جیسے بیہقی نے روایت
 طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیہ کے باپ کی آنکھوں میں
 پھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھوں پر دم کیا
 اُسی وقت اُنکی آنکھیں اچھی ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ میں نے اُنھیں اسی برس کی عمر میں
 سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا نمبر ۹۔ قہر بے ادبان جیسے مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت
 کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے
 فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُس نے کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا
 اچھا تھا یہ بات اُس نے غلط بیباکی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سبک اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ
 اُسکا کام سے جاتا رہا منہ تک نہیں پہنچا سکتا تھا عالم جن نمبر ۱۰۔ خطیب نے جابر بن
 عبد اللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ ایک سفر میں تھے راہ میں ایک گائون میں پہنچے اُس گائون کے آدمی خبر تو لی
 آمد کی سن کر باہر گائون کے منتظر تھے جب آپ وہاں پہنچے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گائون میں ایک عورت نوجوان ہے اُسپر ایک جن عاشق ہوا ہے
 اور اُسپر اچھڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابر رضہ کہتے ہیں کہ

میں نے اس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسے بلا کر فرمایا کہ ایجن تو جانتا ہی کہ میں کون ہوں محمد رسول خدا ہوں اس عورت کو
 چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیا رہ گئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا
 اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی نمبر ۱۱۔ ترمذی نے حضرت ابو ایوب
 انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ اُنکے ایک بخاری میں خرے بھرے تھے سو ایک جنبہ آ کر
 اس میں سے نکال بیجاتی انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اسکی
 شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ اور اسکے جب اسکو دیکھو تو یوں کہنا بسو اللہ اجیبی رسول
 اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلائے پر چل سو
 انھوں نے اسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی چھوڑ دیا تھا اکی آخر الحدیث
 ف یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے مومن نہ ہونے کے محض آپ کے نام کی برکت سے
 گرفتار ہو گئی عالم علوی افلاک و کوکب نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۳۔ چاند کا دو ٹکڑے ہو جان کوکب
 کے متعلق اور معراج میں سموات کو طر کرنا افلاک کے متعلق صحیح اور عظیم معجزے ہیں عالم
 بساط یعنی عناصر نمبر ۱۴۔ متعلق خاک جیسے صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا
 پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک شخص نے آ لیا آپ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا
 یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے سراقہ کے لئے بددعا کی سو اسکا گھوڑا
 پیٹ ناک سخت زمین میں گھس گیا اور اُسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبین
 نے میرے لئے بددعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمھارے
 طلب کرنے والوں کو میں پھیر دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لئے
 دعا کی سو اُسنے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہہتا
 تھا کہ ادھر کوئی نہیں ہوا نمبر ۱۵۔ متعلق آب جیسے صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے
 کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک

لوٹا تھا کہ اس سے آپ نے وضو کیا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کے
 لئے پانی ہو نہ وضو کے لئے مگر اسی قدر کہ آپ کے اس لوٹے میں ہو دیکھو کہ چاہ حدیبیہ میں
 بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری پس آپ نے اپنے
 دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا سو ہم سب
 آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے
 انھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت نہ ہوتا تاہم پانی اتنا کثیر تھا مگر ہم پندرہ
 آدمی تھے نمبر ۲۱ متعلق ہشتم جسے صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایا غزوہ
 خندق میں انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے ایک بکری کا
 بچہ فوج کیا اور ایک صاع یعنی تین میر سے کچھ زائد جو کا آنا لیا رکھا اور حضور میں آ کے چپکے
 سے اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لے چلے آپ نے
 تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لے چلے اور جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ
 ہانڈی مت اتارو اور آگے کو مت پکارو جو جب تک میں نہ آؤں بعد اس کے آپ تشریف
 لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوئے آگے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور دعا سے
 برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلو او اور شور بالکال نکال کے ہانڈی
 میں سے دو اسے چوٹے پر سے اتارو نہیں جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہو خدا کی
 بھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور اٹھا اٹنا ہی رہا جتنا پہلے
 تھا اس سے عالم آتش میں بھی ایک ام حارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شور بے میں کہ
 کم کر دینا ہو واقع نہیں ہوا بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چوٹے پر سے
 اتارنے کی مانعت سے معلوم ہوتا ہو کہ اس افزونی میں آگ کو بھی دخل ہی نمبر ۲۲ متعلق ہوا
 جیسے اسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پروائی ہوا ٹھنڈی بھیجی
 کہ خوب کڑا کے کا جاڑا پڑا اور ہوائے انکو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار مینار اُسکے
 مومنوں پر ڈالا اور آگ اُنکی بھادی اور ہانڈیاں اُنکی اُلٹ دین اور مینچن اُن کی
 اکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُنکے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر

لشکر میں دُند مچا دیا اُس وقت آپ نے حضرت حذیفہؓ کو کفار کی خبر لانے کے لیے مامور فرمایا
 اور شدت سردی سے محفوظی کے لیے دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ببرکت آپ کی دعا کے
 مجھے ہمارے آنے میں مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا
 ہوں بعض میں تو اینجی جب اب اس کی ایسی سخت ہوا کا انہر اثر نہ کرنا صریح عارق ہو عالم کائنات
 اچھوٹا ہوا۔ جیسے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم میں ایک بار فحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے
 ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکون مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے
 دعا بھیجیے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اُس وقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا
 قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھتے نہیں پائے کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھرا یا
 آپ نمبر سے اترتے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو
 اُس دن سے دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے
 کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمائی کہ مینہ تھم جائے
 آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برے اور ہم پر نہ برے اور جدھر
 ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں کھل گیا سو مینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہو گیا
 اور گرد مینہ کے برستار ہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے
 آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونوں میں ظہور
 معجزہ کا سبب میں نمبر ۱۹۔ اور جیسے جلالین میں جسکو کمالین میں نسائی وابن جریر و بزار
 کی طرف منسوب کیا ہو نقل کیا ہو کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے
 کسی کو بھیجا سنے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے
 ہیں اللہ کیسا ہوتا ہو سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً سپر بجلی گری اور اسکی کھوپڑی
 اُڑادی وہ اس واقعہ میں آپ کی شان میں گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہو کہ دخل ہی اس
 اعتبار سے ظہور رہو معجزہ کا صاعقہ میں کہ کائنات جو سے ہو۔ عالم جمادات و عالم نباتات
 نمبر ۲۰۔ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بفضل طراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا سو جو پہاڑ
یاد رخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ف پہاڑ جمادات سے ہیں اور درخت
نباتات سے سو دونوں میں غلہ و معجزہ کا ہوا نمبر ۱۰ صحیح بخاری میں جابر رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھو ہمارے کے رخت کا تھا نکیہ لگا لیتے
تھے جب منبر بناتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون
چھو ہمارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون
ہچکیاں لینے لگا جس طرح وہ لڑکا جو رونے سے چپ کر رہا جاتا ہی ہچکیاں لینا ہی یہاں تک کہ
تھک گیا حضرت جابر رضی نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر بنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا (ف) یہ
ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہی اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے
پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق ہوا اور اس گریہ میں جس طرح مفارقت ذکر کو دخل ہے
اسی طرح مفارقت ذکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگائے سے خاموش نہ ہو جاتا پس
اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہی نمبر ۲۰ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہے کہ میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھو ہمارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھو ہمارے
کے لئے دعاے برکت کر دیجئے آپ نے ان چھو ہماروں کو اکٹھا کر کے ان میں دعاے برکت
کی اور مجھ سے فرمایا کہ انھیں لیکے اپنے گوشہ دان میں ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُس میں
سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا مت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ان چھو ہماروں میں ایسی
برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسیع رکھ رکھا صلح کا ہوتا ہی اور ایک صلح وہ ظرف
ہی جس میں ساڑھے تین ہیر گندم سما سکیں اللہ کی راہ میں خرچ کیے اور ہمیشہ اُس میں سے
ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ گوشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک
کہ بروز شہادت حضرت عثمان رضی کے (کہ قریب تیس برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری کمر میں
سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا (ف) یہ معجزہ ایسی چیز میں ظاہر ہوا جو اصل میں
نبات کا ثمرہ ہی اور فی الحال جماد ہی اسلوب بھی دونوں سے تعلق ہوا عام حیوانات نمبر ۲۱

احمد اور دارمی نے حضرت جابر رضی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باب غنیمت تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شیریں جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے چھٹتا آپ نے اُسے بلایا اور وہ آیا اور اُس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈالی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوانا فرمان جن اور انس کے نمبر ۳۴ مہتی نے سفینہ رضی سے روایت کی کہ میں دریائے شہر میں تھا جہاز ٹوٹ گیا میں ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتہ بہتہ ایک نیستان میں پہونچا وہاں مجھ سے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا میں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہوں وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راہ ہر گھر کر دیا اور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچر آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوادی میں سمجھا کہ مجھے خصیت کرنا ہر دفت پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات میں تھا اور یہ بعد وفا جس میں وجہ اسخا ز قوی تر ہو کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہیں ہو سکتا نمبر ۳۵ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ آپ نے ایک قحج دودھ کا گھر میں پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلاو یہ بھوکے تھے انھوں نے لپٹنے دل میں کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو میں سیر ہو کر پیتا بعد اسکے میں نے اُن سب کو بلایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ انھیں دودھ پلاؤ میں نے پلانا شروع کیا یہاں تک کہ بھجوں نے سیر ہو کر پیا پھر مجھ سے کہا کہ تم پیو میں نے پایا آپ نے فرمایا اور پیو میں پیتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ میں جگہ نہیں بھر باقی آپ نے پیاف یہ اجڑے حیوان میں معجزہ کا ظہور ہوا یہاں تک الکلام البین میں حدیثیں لاکھ بھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو مطالعہ فرمائے فقط

من الروض

الحکام ابن ابی اسلم اور ابو داؤد کی طرف بروایت عبد اللہ بن جعفر منسوب کیا ہے مگر اس میں نہ ملتا اور رحمتہ مہداتہ میں احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابر رضی نقل کرنا سب اس میرے تصرف کا ہوا ۳۱ منہ

يُجِبُّ بِهَا السَّقْعَ وَالضَّرَّ الْمَعْتَرِفَ

ایک ایسا واقعہ ہے کہ سہین نفع بھی ہو اور ضرر بھی ہو محض ان کے لیے

کمر ابوت الماکم اذ هبت لمما

میں رات کو نہ سوتی، الم کو اچھا کیا اور بہت سی شے کیا کہ وہ رگڑا۔

وكم شفت سقماكم اظرت مدنا

اور بہت سی بار ونگہ نشانی اور ہر قسم کے ظلم و کفر کیا کرتے

و من المثلثات ومنها المثلث المثلث

و اما در این کتاب که در این زمانه در میان ما

اولیاء جہد کی جہد سے روک دیا اور اس میں کسی جہد

والتقوا من ربي يوم القيامة

اور دوسرے دن اس ہاتھ کی پینڈی سے ایسی ہوس

والماء من سريفة من اوت حلاوة

اور باقی فی سیر سی آپ کے نعاب مبارک کے سبب بڑھتی

والجدة عن ابنه حين فارقه

اور تہہ درخت کا آپ کی جدائی سے کہ یہ وزاری کہنے لگا

والذئب والضب كل منهما شهيد

اور کھڑے اور سوسمار نے دونوں نے سچی شہادت دیا۔

و سراج يشكو اليه جو رسا حبه

اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت

وَاطْعَمَ الْجَيْشَ مِنْ صَاعٍ فَأَشْبَعَهُ

اور ایک ٹبرے لشکر کو ایک صدام سے کھانا کھا کر شکم سیر

فلا ترم حصرايات له ظهرت

اور مخاطب اپنے جو معجزات ظاہر ہو کر ان کے شمار کرنے کا قصد

وجأحد في الادواء والعطر

نفع ہے) اور منکر کیلئے ضرر ہے) سودہ بیمار کی کاغذی سبب ہو اور جنت فی کا

کما اظهرت مآینہا شعر

جیسے مہر کو ظاہر کیا کہ ہم سب کے سب دسویں مہینے ہمارے آئے

که فی حقیقت کمالات اعمده و به عوالم

یہ کہ وہ لوگوں سے بہتر ہے جو اسے جانتے ہیں۔

فقد أمددوا في هذه الأوقات الشديدة

[illegible]

۱۰۰

وَمَنْ أَضَاهَا إِلَّا مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي الْمِيزَانِ

اور اس لمبھی انکیون سے پائی جا رہی ہوئے

وَأَيُّهَا مَنْ عَامَهُ السَّحَابُ لَمْ يَمُرْ
بِهِ يَوْمَئِذٍ فَهُوَ كَالْغَيْبِ

اور مجبور کا دھت آسی سناں باز اور پھوپ

حتى علامته ما بين الملاحور

یہاں تک کہ جمع بین اُس میں سے آواز نکل کر بلند ہوئی

شهادة الحق يرويهالك الخبر

رسالت کی دمی اسکو حدیث روایت کرنی ہے

البعير والدمع من عينيه منقود

التمنا تھا اور آئندہ اس کی آنکھوں سے جاری نہ

ومنه اسرواه لما فيه العسر

کر دیا اور اس سے آسودہ کر دیا جبکہ اُس لشکر کو تنگی نے مہس کیا

الاذا كان يخصصي لرمل والمدر

مست کرو ملکہ جسوقت کہ ریگ اور سنگیاروں کا شمار کیا جاوے

قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے
 فیہ تجمعت الانشیا فلا صحف
 اس میں بہت سے معنایں جمع ہیں سو نہ کوئی ایسے صحیف
 فهو الشفاء الذی تھیب النفوس بہ
 سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں اس سے غلط
 یا اربا بصل و سلمہ دائماً ابداً

کر زمان طویل تک تلاوت کیا جاویگا اور لکھا جاوے گا
 لا و حاسر معانیہا ولا سبر
 میں جسکے معانی پر قرآن شتم نہ ہو اور نہ کتاب میں ہیں
 قد فاسر منعظ منہ و مدکر
 و پند کا قبول کرے و الا فاسر لرام ہوتا ہے
 علی حبیبک من منانت بہ العصر

فصل تیسویں آپ کے بعض اسماء شریفہ میں مع ان کی مختصر تفسیر کے

محمد یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہو احمد عینی علیہ السلام نے اس نام سے بشارت دی ہے
 متوکل معنی ظاہر میں تاحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشیہ یعنی آپ
 چونکہ سب سے اول قیامت میں محصور ہو گئے اور ب آپ کے بعد تو گویا اُنکے حشر کے
 سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیاء علیہم السلام کے عقب میں اور آخرین تشریف
 لائے متقی اسلکے بھی یہی معنی ہیں تہی التوبہ یعنی آپ کی شریعت میں عفو و نوب کے لیے محض
 توبہ اپنی شرط سے کافی ہو بخلاف بعضی پہلی امتوں کے کہ قتل نفس اس میں شرط تھا انہی المحدثہ
 یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت میں جہاد مشروع ہوا ہو تہی الرحمة آپ کا رحمۃ للعالمین
 ہونا ظاہر ہو مسلمانوں کے لیے تو آخرت میں بھی اور کفار کے لیے دنیا میں کہ پہلی امتوں
 کے سے عذاب نہیں آتے اور باقی اجزائے عالم کے لیے بھی کہ بقائے عالم کا آپ کے بقا
 دین کے ساتھ مربوط ہو جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہیگا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا
 قیامت قائم ہو کر تمام عالم درہم و برہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشائندہ آپ کی بدولت دوزخ
 ہدایت مفتوح ہوا اصرار و دیار کفار کے فتح ہوئے جنت کے دروازے آپ کی اتباع
 سے کشادہ ہوئے آمین معنی ظاہر میں شاہد قیامت میں آپ اپنی امت کے شاہد ہونگے
 مبشر مبشر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے تذبیر یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے

تاسم یعنی فیوض و اموال کے تقسیم کرنا والے ضحوک و قتال و دو نون کا استعمال جدا جدا نہیں ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفار سے قتال کرنے والے عبد اللہ معنی ظاہرین سر ارج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن ستید ولد آدم یعنی سب بنی آدم کے مرد و صاحب نوار احمد یعنی قیامت میں آپ کے ہاتھ میں نوار احمد ہو گا اور سب اولین و آخرین اُس کے تلے ہونگے صاحب مقام یعنی مقام شفاعت میں آپ کھڑے کیے جاویں گے صادق یعنی سچی خبر دینے والے تصدیق یعنی آپ کو سب خبریں وحی سے سچی ملتی ہیں روف رحیم دونوں کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہیں بعض ان میں سے آپ کے ساتھ خاص ہیں اور بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی مشرک ہیں اور اکثر ان اسماء مذکورہ میں وہ ہیں جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہیں اور عزت میں لقب و نام ایسے ہی اسماء کو کہتے ہیں اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہیں ورنہ آپ کے اوصاف میں سے اگر ہر وصف سے ایک بہم مشتق کیا جاوے تو دوسو سے زائد بلکہ بقول بعض علماء ایک ہزار تک پہنچتے ہیں کذا فی زاد المعاد من الروض

الیہ فہو بہذا الفخر یفتخر
کیا جاتا ہو سو وہ اس فخر پر فخر کرنا ہو
الی لہدی ولدین اللہ ینتصر
اور اہل دین کو اپ پر نبوت ختم ہوئی اپنی دعوت سہراہ حق کی طرف ہادی
عنا الظلام ولیل لشرک مند مر
کو ہم سے محو کرنا ہو اہل دین اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہو
علی حبیبک من زانت بہ العصر

محمد احمد المنشوب مادح
محمد بن احمد بن آپکا مادح آپ کی طرف منسوب
الفاخر الخاتم النہادی بدعتہ
آپ فاضل و اہل دین ذکر لکھنوی مقلد کا اقتراح ہوا اور آپ خاتم
المحاشر العاقب الداسحی ببعثتہ
آپ کو بعد کا حشر ہو گا آپ سب انبیاء کو بعد از آپ اپنی نبوت تکمیل
یا رب صل وسلم دائماً ابداً

فصل چوبیسویں آپ کے بعض خصائص کے بیان میں

یعنی ان امور کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں ایک قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے

آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یا تو مہیقا میں سب سے اول المستبریکو کے جو آپ میں آپ کا نبی فرمانا آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب سے نبی میں آپ کی بشارت و فضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم میں گذری ہیں وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوئے مثلاً مہر نبوت کا نشانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل میں مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہیں ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اس میں عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کائنات کا انقطع ہو جانا اذان و اقامت میں نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجزہ ہو لفظاً بھی معنی بھی تغیر سے محفوظ رہنے میں بھی زبانی یاد ہونے میں بھی صدقہ کا حرام ہونا تو مہ سے وضو کا واجب نہ ہونا اذواج مطہرات کا است پر ابد احرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آگے پیچھے سے برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جو اسم الکرم عطا ہونا تمام خلایق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے تبعین کا سب انبیاء کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام ائمہ کے خاص علی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز میں انکی صفوف کا بطر صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان میں شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا و تسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا شاید پہلی امتوں میں ان کے اسباب کا اسناد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ احکام شاقہ کا مرتفع ہو جانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا کہ یہ سد باب ہو مفاسد پیشمار کا اور مفاسد سے بچنا رحمت ہے

جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہی اجمال است کا حجت ہونا اور اس میں صلاحت کا احتمال
ہونا اختلاف فرعی کا حجت ہونا ائمہ سابقہ کے سے عذاب نہ آنا ظالمون کا شہادت ہونا علماء
سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انہیں کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤیدین
ہو کر پایا جانا وغیرہ ایک پانچویں قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد برزخ
یا قیامت میں ظاہر ہوئے یا ہو گئے انکا بیان وفات کے بعد کی تین فصلوں میں آویگا ہذا
کل من الشہداء ما تبصر فی الالفاظ والترتیب و بعضہ من المشکوۃ۔

من القصیدۃ

ثم اصطفاه حبیباً بارئاً للنسب
عزاً و تداً لئلا یخلفوا خلقاً تام مخلوقات ہی کیونکہ نہا صیب نبی الیہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم
حسن جو آپ میں پایا جاتا ہو وہ غیر منقسم اور نہ شرک ہی کیلئے مخصوص
علی حبیبک خیر المخلوق کلہم

فہو الذی ثم معناه وصویرتہ
میر آپ خدا کی طبعی ظاہری بین کمال کی وجہ کو پہنچا ہو یہ ہیں
منزہ عن شریک فی محاسنہ
اپنے سے پاک ہیں کہ انکی خوبیوں میں در کوئی آپ کا شریک ہو ان میں
یا رب صل وسلم دائماً ابداً

فصل پچیسویں آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات وغیرہ میں

ان چیزوں کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہیں ایک تشریع کہ ان میں کیا جائز ہے
کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور ان سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا
ہو دوسرا تعلق انکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لئے اس حیثیت سے یہ شعبہ میر کا ہی
یہاں ہی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصر بیان کیا جاتا ہے ماکولات و مشروبات غذا
یا دوا۔ ان میں بعض وہ چیزیں ہیں جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہوا اور بعض وہ ہیں کہ
انکا وصف فرمایا ہو چنانچہ احادیث مقام سے سب بالتعین معلوم ہو جاوے گا

یعنی ان تینوں فصلوں میں ایسے خصائص بھی ہیں یہ نہیں کہ سب خصائص ہی ہیں چنانچہ حیات انبیاء و تحریم جسد و صلاۃ فی القبر
نبیاء علیہم السلام میں مشترک ہے ۱۲ منہ ۱۵ ان احادیث و کلمات یعنی ہمارا دویہ و اغذیہ اکثر قاضیوں سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ

ائمہ یعنی سرسہ سیاح صفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم ائمہ کو استعمال
 میں رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہو اور بال کو جھاتا ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی
 عادت شریف بھی دونوں آنکھوں میں ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی
 کی روایت پر دواہنے میں تین اور بائیں میں دو لگائے کی تھی یعنی عادت دونوں طرح تھی
 اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے
 اُسکی مثال ترنج کی سی ہو کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے
 بطبع یعنی تربوز آپ تربوز کو خرماسے تازہ کے ساتھ نوش فرما رہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے
 تھے کہ اسکی گرمی اسکی سردی کی واضح (اور مصلح) ہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی
 بلخ یعنی خرماسے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرماسے سبز خرماسے خشک سے کھایا کرو
 شیطان آدمی کو دونوں چیزیں کھاتے ہوئے دیکھتا ہو رہتا ہو کہ یہ آدمی
 اب تک جیتا رہا کہ کہنے کے ساتھ جدید پھیل کو کھا رہا ہو روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ
 نے تسمہ یعنی خرماسے نیم پختہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپ ابو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ
 ابو الہیثمؓ کے یہاں مہمان ہوئے تو وہ ایک خوشہ خرما کالائے آپ نے ارشاد فرمایا
 پختہ پختہ کیونکہ نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) انھوں نے عرض کیا کہ میرا
 جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لیں (یعنی
 جنکو جو اچھا معلوم ہو) فصل یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا
 انھوں نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اُس میں پیاز تھی روایت
 کیا اسکو ابو داؤد نے اور صحیحین میں آپ نے اسلے کھانے والے کو مسجد میں آنے سے منع
 فرمایا ہو اور ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہو کہ جو کوئی پیاز یا سن کھاوے تو
 اُنکو پکا کر بدبو مار دے ترمہ یعنی خرماسے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہو کہ جو کوئی
 صبح کو سات تمر کھائے اُس روز اُسکو جادو اور ہر ضرر اثر نہیں کرتا اور فرمایا ہو کہ جس گھر میں
 تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہیں اور آپ سے کھانا بھی بکثرت ثابت ہو مسکے سے بھی

لے اس میں حروف ہجاء کی ترتیب رکھی گئی ہو ۱۲ منہ

روٹی سے بھی تنہا بھی تلخ یعنی برقت حدیث صحیح میں ہے آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھ کو میرے
لنا ہون سے دھو ڈال پانی اور برقت اور اونے سے آہ اس سے روح برقت کی نکلتی ہو تو م
یعنی اس کا بیان بیاز کے ساتھ گزر چکا ہے یعنی گوشت کے شوربے میں روٹی ٹوٹی ہوئی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری مورتوں پر ایسی ہو جیسے خرید کی فضیلت
دوسری غذاؤں پر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اس سے ظاہر فضیلت خرید کی معلوم
ہوئی، جن یعنی پیسے سفر ہو کہ میں آپ کی خدمت میں آتا ہوں آپ نے چاقو مسکا یا اور پیر اللہ
کہلے اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے حنا یعنی منہدی آپ کے کوئی پچھنسی نکلتی یا
کاٹا لگ جاتا تو آپ اس پر منہدی رکھ دیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے حنہ سود یعنی کلونجی
اسکا شونیز بھی نام آیا ہے آپ نے فرمایا کہ کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اس میں بجز موت کے سب
بیماریوں سے شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حنہ یعنی رائی اسکا نام حدیث میں
نفا، آیا ہے اور عام محاورہ میں حسب ارشاد کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو چیزوں میں
کس قدر شفا ہو نفا، میں اور ایلوہ میں روایت کیا اسکو ابو عبیدہ وغیرہ نے اور مراسل میں
ابو داؤد نے حلبہ یعنی میٹھی عبد الرحمن بن القاسم سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
میٹھی سے شفا حاصل کرو خبز یعنی روٹی آپ کو شوربے میں توڑی بہت پسند تھی روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور آپ نے ایک بار گھون کی روٹی گھی سے چڑی جوئی کی تمنا فرمائی
چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپ نے غصے کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوکار
یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی میں تھا آپ نے فرمایا اٹھا لو روایت کیا اسکو بھی ابو داؤد نے
خل یعنی سرکہ آپ نے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا
اسکو مسلم نے ذہن یعنی روغن آپ سر میں کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو
ترمذی نے شامل میں اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی
روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکب عطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ہیں کہ میں نے حج و داع میں آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھونڈ
کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری

و مسلم نے رطب یعنی خرما سے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو لکڑی
 خرما سے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ
 نماز کے قبل خرما سے تیس روزہ افطار فرماتے اگر خرما سے تیرہ ہوئے تو خرما سے خشک سے
 یہ بھی نہ ہوئے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول پٹنے
 ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اسکو رد نہ کرے کیونکہ اس میں بار
 (احسان) بھی ہلکا ہی ہوا اور خوشبودار پاکیزہ ہی (یعنی دوسرے کا مضر نہیں اپنا نفع ہی رویت
 کیا اسکو مسلم نے اور اسی کے حکم میں ہر خوشبودار آیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان وہن
 میں آچکا زنجبیل یعنی سیڑھ بادشاہ روم نے ایک گھڑ ازنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس
 پیش کیا بھی تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھائے کو دیا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے
 کتاب طب نبوی میں تنہا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسمل لینے کو فرمایا اور ارشاد
 فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو ترمذی
 اور ابن ماجہ نے سنوٹ اسکے معنی میں اختلاف ہے بعض اطباء نے ایک خاص تفسیر کو
 ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف میں رکھا گیا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنا اور سنوٹ
 کو برتا کر کہ ان دونوں میں بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ
 نے ان بعض اطباء نے وجہ ترجیح میں کہا ہے کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور ہمال
 کی اعانت ہوتی ہو سفر جل یعنی سیب وہی آپ نے ابو ذر کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ
 قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے اور سینہ کے کرب کو دور کرتا ہے روایت
 کیا اسکو نسائی نے جس میں گھی خبر کے بیان میں آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے تمک یعنی
 مچھلی آپ نے معنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد میں ہر
 بخسٹ کے قصہ میں صحیحین سے نقل کیا ہے سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہ وہ
 نقاہت کی حالت میں تھے جو اوچقندر سے مرکب کھائے کو موافق مزاج فرمایا روایت
 کیا اسکو ترمذی و ابو داؤد نے تشویر یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء میں گذر چکا ہے یعنی

جو آپ کا معمول تھا کہ گھر والوں کو بخار میں آشیجو ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزمین کے
 قلب کو قوت دیتا ہے اور مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ
 نے اور یہ سب کو معلوم ہو کہ آپ کی اکثر غذا ایسی غلہ تھا آشوی یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول
 فرمانا چند حدیثوں میں ہے جو ترمذی میں مذکور ہیں تخم یعنی جہری ایک یہودی نے آپ کی
 دعوت کی اور جو کی روٹی اور جہری جس میں کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی صبر یعنی ایلو اسکا ذکر بیان
 حروف میں گذر چکا ہے طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو دنیا کی چیزوں میں سے
 منکو صہ بی بیان اور خوشبو پسند ہے غسل یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین
 دن صبح کے وقت شہد جاٹ لیا کرے اسکو کوئی بڑی بلا نہ پہنچے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بخو مدینہ منورہ کی کھجور
 میں سے ایک خاص قسم جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بخوہ جنت سے ہے اور وہ درخت سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور
 ابن ماجہ نے خود ہندی اسکی قسمیں میں ایک قسط کھلا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں کی بیویوں میں سے بہتر بھینچے لگوانا
 اور قسط بھرنی ایسے کیا اسکو بخاری مسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عود ہندی کو استعمال میں لایا
 کرو اس میں سات شفا ہیں اور دوسری قسم خوشبو میں برتی جاتی ہے آپ اسکو سلگاکر
 خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے قنات یعنی لکڑی آپ نے لکڑی کو خرما سے تازہ سے
 تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے کماۃ جسکو بعضے لکڑتا اور بعضے سانپ
 کی چھتری کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشاہین کے ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا
 یعنی حبیبہ وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے اور اسکا عرق آنکھ کے لیے
 شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کہاٹ یعنی بیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل میں اسکو
 چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لودہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے
 لحم یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب غذاؤں کا سردار گوشت ہے
 روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا
 اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو
 ابن ماجہ نے اور آپ نے خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و
 مسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانے کی شعا بہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اس کو بھی

بخاری و مسلم نے اور آپ نے سکھایا ہوا گوشت بھی کھایا ہو سن میں روایت کیا ہے اور بخاری
کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سن میں سرخاب کا
گوشت کھانا آپ کا مروی ہو اور صحابہ نے آپ کی ہمار ہی میں ٹڈی کھائی ہو روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے تبین یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہو کہ بجز دودھ کی
اور کوئی چیز مجھ کو ایسی معلوم نہیں کہ جو کھانے اور پینے دونوں سے کافی ہو جاوے روایت
کیا گیا یعنی میں اور خود بھی نوش فرمایا ہو اور پھر پانی منگا کر کھلی کی ہو روایت کیا اسکو
بخاری و مسلم نے تاو یعنی پانی بعض خاص پانیوں کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہو
چنانچہ سیمان و جیحان و نیل و فرات کو انہ زبیت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
و مسلم نے بعض مخضین نے اسکی توجیہ میں کہا ہے نہ پانی کے جمید ہونے کے تمام طرق
ان میں جمع ہیں اس لیے تشبیہ انہا جنت سے تشبیہ دی اور زمزم کی نسبت ارشاد
فرمایا ہو کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اسی کے لیے ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اور یہ حدیث حسن ہو مشک یعنی مشک آپ نے فرمایا ہو کہ سب خوشبوؤں میں پاکیزہ
خوشبو مشک ہو روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل و احرام کے بعد
اسکا استعمال بھی فرمایا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ملحہ یعنی نمک اپنے فرمایا کہ تمہاری
نان خورش میں سردار نمک روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے تورہ یعنی چونہ آپ جب رباں
صاف کرنے کے لیے اسکا استعمال فرماتے تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا
ابن ماجہ نے یعنی کبھی اس سے بھی بال دور کر دیے ہونگے، بقی یعنی ہیر آپ نے فرمایا
کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو سب سے اول ہیر کھایا تھا روایت کیا اسکو
ابونعیم نے اپنی کتاب طب نبوی میں ذکر میں ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے
کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں آپ نے ذات الجنب میں ورس اور روغن زیتون کی
تعریف فرمائی روایت کیا اسکو ترمذی نے یقطنین یعنی کدو آپ کا برتن میں سے
تلاش کر کر کے کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہو اور حضرت عائشہ رض کو فرمایا کہ
ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزن کو قوت دیتا ہو اور آپ کی ہیئت کھانا

کھانے کے وقت دو تھین ایک کڑو دوسرے دوزانو کہ بائیں قدم کا تلوا د اپنے قدم کی
 پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے کے بعد انگو چاٹ
 لیتے اور پانی شیریں اور سرد پیتے ابوالہیثم سے آپ نے بائیں پانی طلب فرمایا تھا اور آپ
 کے لیے میر سقیاء سے شیریں پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی تین سانس میں پیتے تھے اور
 بیٹھ کر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا
 ملبوسات آپ کا لباس چادر اور ننگی اور کتا اور تمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت
 پسند فرماتے اور خطط چادر کو بھی پسند رکھتے اور تمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور کاپے صر
 ٹوپی بغیر تمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور بیٹھ لکھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنی ہی اور آپ کی
 چادر کا طول حصہ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور بوند کا طول چار ہاتھ ایک بالشت
 اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہی اور چادر بوندہ واز اور سادہ دونوں طرح کی پہنی ہی اور
 سیاہ کپڑا بھی پہنا ہی اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پستین جس میں ریشم کی سنباٹ
 لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہی اور بالکچامہ آپ نے خریدی ہی اور بعض روایات میں پہننا بھی
 آیا ہی اور آپ کے پاس دو چادریں تھیں اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سرخ دھاری
 کا اور ایک کھیس بالون کا یعنی کمل تھا اور کرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ
 تھیں اور آپ نے کتان اور صوف بھی پہنا ہی مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے
 تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہی اور تکیہ آپ کا چمڑا کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا
 تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چار پائی پر کبھی سیاہ
 کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے
 تھے اور نلین اور خضین بھی پہنتے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہیں
 سکت مریخ طیف کز از طرب سیمہ وژد اور پانچ خمر تھے ایک دلدل یہ مقوقس شاہ مصر
 نے بھیجا تھا دوسرا فضاء فردہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خمر تھا
 جسکو حاکم ایلم نے پیش کیا تھا اور ایک چو تھا اور تھا جو حاکم دومۃ النجد ل سنہ بھیجا تھا

اور بعض نے پانچواں بھی کہا ہی جو نجاشی شاہ جشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے
ایک عضیہ جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت
سعد بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دیو یا تین سائنڈیان تھیں ایک قصوی دوسری عضباء
تیسری جبہ عار اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے لئے ہیں اور پینتالیس اوٹنڈیان دو دو
کی تھیں اور سو بکریان تھیں اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری
فوج کر دیتے ہذا کلمہ بن زاد المعاد ثنیمہ اس فصل میں جو کچھ ذکر کیا گیا بعض مورخین استمرار
تھا بعض خاص حالات و خاص زمانہ کے اعتبار سے ہیں اور زیادہ تفصیل کتاب حادیث میں

من الرّوض

من الشّعیر وکانت فرشہ الحصر
کی فوٹ نہیں آئی اور آپ کا فرش پوریا تھا
فردہ الزهد عنہا و هو مقتدر
آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور تھے
وما رأی لآخری الاعداء یحتقر
اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے
وان دعی اسعفت الداعی ولا یدبر
آپ کی دعوت کیجائی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعدائے فرما
ولا بل یضالک الذ البغل والحمر
تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح چڑھا اور دراز گوش پر بھی
علی حبیبک من سرائف بہ الحصر
یا رب صل وسلم دائماً ابداً

۱۷۸ یہ اشعار فصل ۱۴ کے ختم پر آچکے ہیں مگر چونکہ مجھ کو اس فصل ۱۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور جو التزام کے خالی
رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلئے ان اشعار کو باوجود بہت تھوڑی مناسبت اور کمرہ ہونے کے غنیمت سمجھ کر درج کر دیا اگر
کسی کو دوسرے مناسب اشعار مل جاویں گئے اسی کی اجازت بلا دروغی مستحضر ۱۲ منہ

فصل چھبیسویں آپ کے اہل و عیال و شتم و ختم میں

ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور انکی چالیس برس کی تھی اور بچہ حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہیں باقی تمام اولاد آپ کی انھیں سے ہیں اور ہجرت سے تین سال قبل انکی وفات ہو گئی پھر انکی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حضرت سلوہ بنت زیدہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہ سے نکاح کیا اس وقت انکی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال میں جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی نکاح ہو کر آپس میں اور آپس کی بیویوں میں کنواری صرف ایک ہی تھیں پھر حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا پھر زینب بنت خزیمہ قیسیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کرئین پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیویوں کے بعد ہوئی پھر حضرت زینب بنت جحش سے نکاح ہو یہ آپ کی چوتھی بیوی تھی اور بعد وفات ہوئی سب بیویوں سے پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کیے جانے کے بعد ان سے نکاح کیا پھر حضرت ام حبشبہ رضی اللہ عنہا سے جبکہ وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئی ہوئی تھیں بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری میں نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار انکو آپ کی طرف سے مہر دیا یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور غزوہ خیبر کے زمانہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کرنے کے بعد ان سے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ القضاء کے زمانہ میں نکاح ہوا یہ گیارہ ہیں جن میں سے دو سانسے وفات پا گئیں اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر ان میں اقوال متفق نہیں ہیں سمرامی یعنی وہ کنیز جو ہمستری کے لیے ہوں حضرت ماریہ ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہ حضرت حمیدہ ایک اور جو حضرت زینب نے مہر کر دی تھی

اولاد اول صاحبزادہ قاسم آپ کی کنیت ابوالقاسم انھیں سے ہی بچپن میں انتقال کر گئے
پھر حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں اور بعض نے اُن کو حضرت قاسم سے بڑا بتلایا ہو پھر حضرت رقیہ
و حضرت آمنہ کلثوم و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہو کہ بڑی کونسی ہیں پھر
بعد اُن سے پیدا ہوئے طیب و طاہر انھیں کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے
ان کا بچپن میں انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں پھر سنہ آٹھ ہجری میں حضرت
ابراہیمؓ مارہ قبلیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی میں انتقال کر گئے صرف
حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھیں اُمّ
حضرت حمزہؓ رضی اللہ عنہا حضرت ابوطالبؓ ابوالعباس زبیر عبد الکعبہ حارث مقوم
بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کے بتلائے ہیں ضرار قثم مغیرہ غیداق بعض نے ان
دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس۔ اسلام صرف دو سالے حضرت حمزہؓ
حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اُمّام لکھے ہیں عمارت حضرت صفیہؓ یہ اسلام لائیں عاتکہ
ارومی ان دونوں کے اسلام میں اختلاف ہو بڑھ اُمّ کلثیم موالی یعنی غلام و کنیز
حضرت زبیر بن جراحؓ اُمّ سلمہؓ ابورافعؓ ابوبکرؓ ابو کبشہ سلیم شقرانؓ ربیعؓ یسار مدغم کرکہہ ابجشہ
سفینہ اُمّیہ فلیح عبیدہؓ علمان کیشانؓ ذکوانؓ مہرانؓ و ان بعض نے یہ پانچوں ایک ہی
کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہیں جن میں شدہ فضالہ مابور و واقہ ابو واقہ قسام ابوسیب
ابو مویبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیزیں تھیں سلمیٰ اُمّ رافعہ مہمونہ بنت سعد خضیرہ
رضوی ریشمہ اُمّ ضمیر مہمونہ بنت ابی عسیب مارہ ریحانہ خدرام یعنی گھر کے یا خاص خاص
کار و بار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام ان کے متعلق تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود
نفل و مسواک کی خدمت ان کے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامرؓ ہنسی سفر میں خیر کے ساتھ رہتے
اسلم بن شریک یہ ناوہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ مؤذن آمد و خرچ انکی تحویل میں ہوتا سعد
حضرت ابوذر غفاریؓ امین بن عیدان کے متعلق و صنود و سنتیجہ کی خدمت تھی اور انکی
والدہ ام امین معقیب ان کے پاس لکھتیری رہتی موقوفہ زمین کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت
بلال و حضرت ابن اُمّ مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرط ایک مکہ میں حضرت

ابو محمد ورہ حارث بن عیینہ جو پہرہ جو کی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت
 محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباؤ بن بشر نے بھی بعض
 اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ اللہ یعصی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ موقوف
 کیا کاتبین یعنی آپ کے منشی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت
 زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمر بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہ
 بن ارقمؓ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ حضرت حنظل بن ربیعؓ اسد بن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ
 حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت خالد بن الولیدؓ حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ حضرت
 معاویہ بن ابی سفیانؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے صغار
 اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارنے تھے حضرت
 علیؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت مقداد بن عمروؓ حضرت محمد بن مسلمہؓ حضرت عاصم بن ثابتؓ
 ضحاک بن یحیانؓ شہر او خطباء یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے
 والے حضرت کعب بن مالکؓ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت حسان بن ثابتؓ یہ
 شاعر تھے اور قرآن حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے من المواہب

الیمن لغزی المکر مات و قنب
 وفات وہ ایک کلمہ کی طرف امور شرعیہ منسوب کیے جاتے ہیں
 وحفصۃ تتلو ہن ہندا و مزینب
 حفصہ میں آئے بعد ہندا اور زینب ہیں
 ثلاث و ست ذکر ہن مہذب
 یہ کل نو ہوئیں کہ انکا ذکر منفع ہے
 من الشرق یشرق ثم فالغرب یغرب
 مشرق سے طلوع اور مغرب میں غروب ہو

توفی رسول اللہ عن تسع شویۃ
 کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو ہجیران پھر کر
 فعاشۃ میمونۃ و صفیۃ
 وہ عائشہ ہیں اور میمونہ ہیں اور صفیہ ہیں اور
 جویریہ مع رملۃ ثم سودۃ
 اور جویریہ ہیں اور رملہ ہیں پھر سودہ ہیں
 فصل علیہ اللہ ما د امر شارق
 سو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب

فصل ستائیسویں وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر

لہ فی الملوک ۱۲۷ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہیں ۱۲۷ منہ

نعمت و رحمت الکیہ کے تام اور کامل ہونے میں

ہر چند کہ یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جانفزا و ہوشربا ہو کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہو گا مگر آپ کی شان رحمتہ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہو کہ اس واقعہ میں بھی اسکا ظہور بدرجہ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت الکیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہیں تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونے کو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرفاً و نصراً آیات ذیل سے یہ دونوں دعویٰ ثابت ہیں اسلئے عقلاً بھی یہ دلائل فصائل سے ہونی چنانچہ اسی حیثیت سے یہاں اسکا مختصر بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی میں غم کا کیا ذکر پہلی روایت طبرانی نے حضرت حماد بن عمار سے روایت کیا کہ جب سورہ اذکار افاضہ اللہ تبارک کی گزرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو سری موت کی خبر دے یا اللہ تعالیٰ سنائی گئی ہو تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا واللہ اعلم و خیر لا یتنزل من لا ولی یعنی آخرت آپ کے لیے دنیا سے زیادہ بہتر اور نافع ہے، ہفت اس میں تصریح ہو کہ ملا، اعلیٰ کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہو کہ اس میں قرب بلا حجاب ہو حق تعالیٰ کا اور سرور و اتم ہر اپنے مقام کی نعمتوں کے مشاہدہ کا دوسری روایت بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات میں) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزوں کے درمیان میں اختیار دیا اور اس بندہ نے خدا تعالیٰ کے پاس کی چیزوں کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لگے تو (ہم لوگوں کی سمجھ میں بعد میں آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اس سے بھی نصاً ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہو کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہو خیریت آخرت کی تمیزی روایت شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض میں اختیار دیا جاتا ہو کہ دنیا میں رہیں یا آخرت میں اور آپ کو مرض وفات میں کھانسی اٹھتی تھی

اور یوں فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین یعنی اُن لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے
کہ وہ نبی ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار
دیا گیا ہے (جس پر آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعویٰ تفسیر میں نص ہے جو کھلی
روایت شیخین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت میں فرمایا کرتے
تھے کہ جس نبی کی وفات ہوتی ہو اس کا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دیا جاتا
ہو جب آپ پر عرض کی شدت ہوئی تو آپ پر چاہا کہ فرماتے کہ اللہم الرفیق الاعلیٰ
یعنی اے اللہ عالم بالا کے رفیق! اختیار کرتا ہوں اس شخص میں حیارہ میں رفیق اعلیٰ کے بعد
یہ زیادت بھی فو کا دار ہے میری رائے میں اس میں بھی مثل صادقیت بالہ
کے مقتضیات ہے جو حدیث میں ہے اور اس سے مسلمان نقل کیا
ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اختیار دے دے اللہ آپ کو
دنیا میں اتنا ہون کہ اپنی امت کے فو کحات کو دیکھوں دوسرے یہ کہ (آخرت کو چاہیں)
تجلیل کروں میں نے تعمیل ہی کہ اختیار کیا فو اوپر ہو وہ سنان جی ہو بلکہ اس سے بھی
زیادہ سچ ہو کہ وہاں تو تجنیہ سما بہ نے بھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد منقول ہو
چھٹی روایت بیہقی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا
کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے کہ اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کر دین اور اگر آپ فرمائیں تو
چھوڑ دوں مجھ کو حکم ہو کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے جبریل علیہ السلام کی
طرف دیکھا جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا
مشتاق ہے آپ نے مالک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ فتد
اشتناق الی لقا ۃ کی تفسیر میں کہا ہے معناه قد اسر لقا ۃ بان یردک من دنیاک
الی معادک زیادۃ فی قربک وکرامتک اس سے بھی آخرت کے سفر کا راجح ہونا
ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہوا اشتیاق حق تعالیٰ پر بالمعنی اللائق بہ تعالیٰ کما ذکرہ البیہقی پس جس طرح
آپ نے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کے لیے اُسی کو پسند فرمایا (کلام)

من المواب والمشکوۃ) ساتویں روایت مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل
 حدیث میں جس میں ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ کو یاد کر کے روئے لگیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کا قول مروی ہو کہ تم کیوں روتی ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتیں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہاں سے) بہتر ہیں اور انھوں نے بھی تصدیق
 کی پھر روئے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہو گئی سو وہ دونوں حضرات بھی
 روئے نہ گئے۔ اس حدیث سے بھی تین صحابیوں کا اتفاق مدعا سے مقام پر ثابت ہوا
 اٹھویں روایت امام مسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا یہاں
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی است پر رحمت
 کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس امت کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیدیتے ہیں
 اور اس پیغمبر کو اس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیج دیتے ہیں اور
 جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اس کو سزا
 دیتے ہیں اور اس کو ہلاک کر دیتے ہیں اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہی اس کے ہلاک ہونے
 سے اس پیغمبر کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں چونکہ ان لوگوں نے اس پیغمبر کی تکذیب اور
 نافرمانی کی تھی اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق میں علامت رحمت
 ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات میں خود آپ کے حق میں اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا
 نویں روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں جس میں آپ ان لوگوں کا ثواب
 بیان فرما رہے تھے جنگی اولاد و بچپن میں مرجاتی ہو روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا
 کہ جس کا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپ نے فرمایا اپنی امت کے لیے میں آگے جاتا ہوں کیونکہ
 میری (وفات کے) برابر ان پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی روایت کیا اسکو ترمذی نے
 اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُس
 صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوئے دسویں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ
 آپ نے فرمایا کہ جس پر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے) واقعہ مصیبت کو یاد

کر کے تسلی حاصل کرے فن اس میں ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی۔
 کیا رھوین روایت قیس بن سعد سے روایت ہو کہ مقام حیرہ میں ایک رئیس کے
 سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر آیا اور حضور میں عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو
 سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہو آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گدرو تو کیا اسکو بھی سجدہ
 کرو میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو بس اس بات کو روایت کیا اسکو ابوداؤد
 نے فن مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمہارے اقرار سے یہ بات ثابت
 ہوئی کہ مسجودیت کے لئے حیات شرط ہو اور ظاہر ہو کہ حی حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی
 نہیں تو بس سجدہ اسی کو زیبا ہو اس حدیث سے بھی اب تک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی
 کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر میں زندہ رہتے تو عجب نہیں ہزاروں نادانوں کو شبہ الوہیت کا آپ پر
 ہو جاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال و اس سے عدم الوہیت پر استدلال
 ظاہر ہو گیا اور امت کے لئے یہ بڑی رحمت ہو یا رھوین روایت حضرت عمر رضی
 روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی
 وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ ابو محمد آپ کے
 اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہو مگر نور رب
 میں ہو سو جو شخص نئے اختلاف کی جس شق کو لے لینگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے
 روایت کیا اسکو رزین نے فن یہ اختلاف فروع اجتہاد یہ ہیں وجوہ دلالت نصوص کے
 اختلاف سے جو جس میں شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہو سو یہ رحمت ہو کہ اس میں
 امت کو سہولت ہو اور ظاہر ہو کہ یہ اختلاف موقوف ہو اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف
 رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ میں نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واقع ہوتا تو یہ سہولت
 مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہو کیسے ظاہر ہوتی پس ول کی سات روایتوں
 سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجوہ
 اور اخیر کی پانچ روایتوں سے امت کے حق میں اسکی رحمت ہونے کی وجوہ ثابت
 ہوتی ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہیں ہو اول تو خود

روایات بالا میں بعض حکمتیں خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیاء علیہم السلام کے اکمل البشر ہیں علماء بھی عملاً بھی قالاً بھی اُن سے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا، ثابت ہو چنا ہے سبقت کی روایت میں ہو کہ آپ کے اخیر وقت میں جبریل علیہ السلام نے کہا ہذا اخو موطنی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہو زمین پر یعنی وحی لیکر اسکے سیاق سے تاسف ظاہر ہوا اور ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سنی و الحمد للہ اس سے بکا عزرائیل کا ثابت ہوا اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لئے اصحاب کے پاس لانا اور انکار و ناز و استہزاء کیا ہو اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہوں اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں تو انکار و ناملانکہ کے رہنے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہو اسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات میں مصیبت ہونے کے وجوہ کی تصریح بھی ہو چنا ہے مرفوع حدیث میں مسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لئے سبب امن ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو موجودہ بلائیں (فتن و فساد) اُن پر آئیں گی اور میرے اصحاب میری امت کے لئے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو موجودہ بلائیں (بدعات و منہج) امت پر آئیں گی اور موقوف حدیث میں اوپر ساتویں روایت میں حضرت ام امین کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی رو لادیا اچھا ہے یہ تینوں امرا کے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی مرغوب نہیں ہے اس تحقیق کے بعد مختصر واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپ کا ابتدا مرض حضرت میمونہ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینب بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہ کے گھر (یہ آپ کی کینز کتھین) اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن اور کل مدت

مرض بعض نے تیرہ دن کے میں بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک
اس اختلاف میں تطبیق یہ ہو کہ مرض کی بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھ کر شمار نہیں کرتے
بعض لوگ شمار کرتے ہیں اب سب اقوال جمع ہو جائیں گے اور مرض در دوسرے شروع ہوا
اور اس میں بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیر میں بیویوں نے گوشت میں زہر دیا تھا اور
آپ نے تھوڑا سا تناول فرمائے کے بعد جب انگشتاں ہو اچھوڑ دیا تھا آپ نے
اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اس زہر کا اثر ہمیشہ ہونا رہا مگر اب اسے اپنا پورا کام کر دیا ہے
تو اس معنی کو حضور کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی بعض سلف اس کے
قائل تھے اور بعض ضعیف روایات میں آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہوا اور بعض روایات
میں خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہے بعض علمائے وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ ذات الجنب
کا اطلاق دو مرضوں پر آتا ہے ایک جو دم حار سے ہو دوسرا جو اصداغ کے درمیان
ریج کے احتباس سے ہوا اول کی نفی ہو دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت
میں تصریح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا
اس میں شدت ہو گئی جب مرض میں شدت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم
فرمایا اور انھوں نے سترہ نمازین پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف
سے آپ نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہ رض کے رنج و غم کو سن کر باہر مسجد
میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر بہت سے وصایا و نصائح ارشاد فرمائیں اور واحدی
نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قریب زمانہ وفات کے ہم
لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیا گا فرمایا میرے گھر والے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کو کفن کس کپڑے میں دین فرمایا میرے انھیں کپڑوں میں آپ کا لباس رداء و
ازارہ قبص ہوتا تھا اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یامانی چادر جوڑہ میں ہم نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیں گا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا
جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آئے جانا

اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر انکی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اُٹھارے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملائکہ ہونے لگیں۔ ابھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہی اور ایک روز جبکہ مسجد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لائینگے اسوقت صحابہ کی بیٹائی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابو بکر نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربيع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبہ حیرت و وحشت کہ بعض کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش میں نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپ کے غسل و کفن و صلوة و دفن کے خفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اس لئے نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتیں واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص اس لئے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لا دین گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا اور بعض کے متعلق عین وقت پر اہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہوں مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئندہ حفاظت کے انتظام کی جدا فکر تھی اور واقع میں یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر

لے اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہو وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اوس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہو پس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہو کر بارہ ربيع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

اس میں لگی پھر نماز آپ کی لوگوں نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اس میں جماعت نہ ہوئی تھی
 جیسا آگے آتا ہے اور اس میں دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا
 اس لیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جا دیں ان مجموعی اسباب کو
 لازم تھا و دفن میں توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلادین منگل کا گذر کر شب چارشنبہ
 کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوم منگل میں دفن ہوئے اور ایک
 تیسری روایت میں ہے کہ یوم بدھ میں دفن ہوئے مگر یہ دونوں روایتیں بھی پہلی روایت
 پر معمول ہیں اس طرح سے کہ عرب کے حساب میں رات شروع ہو جانے سے تا بیچ بدل
 جاتی ہو پس اس بنا پر منگل گذر جانے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہہ دیا اور بعض اہل
 عرف شروع رات کو تا بیچ گزشتہ کے سمجھا کرتے ہیں پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم
 منگل کہہ دیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہو بشر یا تھا اس پر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت
 ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینوں کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت
 میں یہ استقلال یہ بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک
 مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہو سکتا ہے

ای تراخاری بپائشکستہ کی دانی کہ حسیت (۱) حال شیرائے کہ شمشیر بلا برتر خورند

اور یہی ہے حضرت عائشہ رضی سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تخیر ہوا
 کہ آپ کے کپڑے مثل ہوات کے اُتارے جا دیں یا مع کپڑوں کے غسل دیں جب اس میں
 اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے
 والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑوں کے غسل دوس قیص
 کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت میں
 ہے کہ اُس وقت ایک تیزخو شبو دار ہوا اُٹھی آہ پھر آپ کا کہہ کر تجھ کو دیا گیا اور آپ کے کفن
 میں بہت سے اقوال ہیں ترمذی نے حضرت عائشہ رضی کی اس حدیث کو سب سے صحیح
 کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یا نی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قیص اور عمامہ نہ تھا کسی نے
 لوگوں کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط آنھون نے کہا کہ مخطط کپڑا لایا

تو گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اُس میں آپ کو کفن نہیں دیا اور شیخین کی یہ بھی روایت ہے کہ وہ تینوں کپڑے سوت کے تھے (اور جنفہ نے قمیص کو اس لیے مسنون کہا ہو کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جس میں نفی قمیص کی ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قمیص میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی نے اسی کو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہو کہ اگر وہ رہتا تو تاہم اوپر کا کفن تر ہو کر خراب ہو جاتا اور ابو داؤد کی روایت کو جس میں دو کپڑے اور وہ قمیص جس میں آپ کی وفات ہوئی مروی ہیں نیز بدین زیادتی وجہ سے ضعیف کہا ہو اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے گھر میں گیا تو اول مردوں نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی پھر عورتیں آئیں پھر بچے آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا پھر دفن میں کلام ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہیں جہاں وہ انبیاء دفن ہونا پسند کرتے ہیں آپ کو اُس جگہ دفن کر و جہاں آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مہر بنی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات میں دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہو اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کر دیں تو اور بات ہی) اور حضرت ابو طلحہ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف میں چار حضرات نے اُتار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دو صاحبزادے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قہقم اور فضل و آپ کی لحد پر نو انیشین کچی کھڑی کی گئیں اور شقران نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اپنی رائے سے ایک جیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف میں بچھا دیا تھا مگر ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری میں ہفیا ہمارے روایت ہے کہ اُنھوں نے آپ کی قبر شریف کو ہان کی شکل کی دیھی اور وارمی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن آسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اُفتح اور تاریک تر نہیں دیکھا ترمذی نے اُن سے روایت کیا ہے کہ جس روز حضور مدینہ میں تشریف لائے ہیں اسکی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہو اسکی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے را اپنے قلوب میں ہم نے تغیر پایا اسکا یہ مطلب نہیں کہ تعویذ باللہ ہمارے عقیدے پر عمل میں فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب و محبت و مشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے وہ نہ رہے اور شیخ کمال سے قرب و بعد میں تفاوت اب بھی مشاہدہ اور قبر تشریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حضور نے ارشاد فرمایا من ساس قلبی وجہت لہ شفاعتی اور عبد الحق نے اپنے احکام و وظیفی و صغریٰ میں اسکو روایت کر کے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (دوجہ اس التزام کے) دلیل اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا من جاء فی سائر الاصلہ حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون شفیعاً لہ یوم القیامۃ اسکو ابن اسکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق و تقویٰ باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اس کے ضعف کا جابر ہو سکتا ہے یہ تو فتویٰ استدلال تھا اور ذوق اس فتویٰ کو یہ کہہ کر قوی کرتا ہے

لیملی علی لشوق والدمع کاتب

تاکہ شوق مجھ کو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو

وللناس فیہا یعشقون مذاہب

اور لوگوں کے اپنی محبوب چیز کے باب میں مختلف مذاہب ہیں

علی بربیع العامریۃ و قفۃ

ایلی عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھ پر لازم ہو

ومن مذاہبی حب الدیار لاہلنا

اور میرا مذہب ہے کہ وطن سے محبت کرنا گھر والوں کے علاوہ

اور ایک حدیث میں جو وارد ہو لا تشد الی الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہیں پر دلالت نہیں کرتی کیون بیان اشتنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے اشتنا کے چونکہ اصل اس میں متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے

ہوگا اور جس قدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ اتنی للتعین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلاثہ کی ظاہر ہو کہ مفہوم مسجد ہو پس تقدیر اس طرح ہوگی لا تشد الرحال لی مسجد الا لی ثلاثہ مساجد اس صورت میں مطلقاً مشاہد و مقابہ کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور میں مسکوت عنہ ہوگا اور نہ ہی پردال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہو جسکو مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال میں اس طرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغي للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد ینبغي فیہ الصلوۃ غیرا المسجد الحرام والمسجد الاقصی و مسجدی ہذا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ دو درجے مساجد کی طرف جن میں کہ تصاعف ثواب کا وعدہ نہیں ہو اس نیت سے سفر کرنا کہ وہاں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا بقول علی الشایع ہے اس سے منہی عنہ ہے اور مقابہ خاصہ میں ہر کات خاصہ ثابت ہیں پھر زور والقبور میں بھی اطلاق اذن ہے البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور افعال لازم نہ آوین خوب سمجھ لو من الموابہ لصفیۃ رض

و کنت بنا برا و لم تک جافیا
اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے
لیبک علیک الیوم من کان با کیا
جسکو رونا ہو آج آپ پر روئے
وعمی و خالی شمر نفسی و مالیا
اور چچا اور مانوں پھر میری جان اور مال
سعدنا و لکن امرہ کان ما ضیا
تو ہم سعادت اندوز ہوئے لیکن اسکا حکم نافذ ہوئیوالا
و ادخلت جنات من العدن اضیا
اور آپ جنات عدن میں راضی ہو کر داخل کیے جاوے

الایہ رسول اللہ کنت رجاءنا
یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے
و کنت رحیما ہادیا و معلما
اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرماتے والے تھے
فدی لرسول اللہ احمی و خالتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری جان اور خالہ
فلوان سرب الناس ابقی نبینا
سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا
علیک من اللہ السلام تحیۃ
آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہو

فصل اٹھائیسویں آپ کے عالم برنج میں تشریف رکھنے کے متعلق

بعض احوال و فضائل میں

پہلی روایت ابن ابی ریحہ سے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہو کہ کوئی دن ایسا نہیں ہو کر جو پہلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی مدت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں کذا فی النواہب و دوسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت ابو الدرداء سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہو کہ وہ انبیاء کے جسد کو کھائے پس خدا نے پیغمبر زندہ ہونے میں اور انہیں رزق دیا جاتا ہو روایت کیا اسلوب بن ماص۔ ثانی ہفت برس کی زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہو اور یہ رزق اُس عالم کے متناسب ہو نا ہوا و انبیا و ائمہ کے شعبہ ہی بات اور عزت و وارہ جو طاعتنا علیہم السلام میں اُن سے مکمل و اقویٰ ہو اور تعمیری روایت بیہقی وغیرہ نے حدیث انس سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذا فی النواہب و ثانی یہ تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لیے ہو اور اس حیات سے یہ نہ بچھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارا جا کر ہو کیونکہ مشکوٰۃ میں بیہقی سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہو کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہو اُسکو میں دس دن بستا ہوں اور جو شخص دوسرے درود بھیجتا ہو وہ مجھ کو پانچ دن بچتا ہو یعنی بدرجہ فرشتوں کے جیسا مشکوٰۃ ہی میں انسانی اور داری سے بروایت ابن مسعود آپ کا ارشاد مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین میں سیاحت کرتے واپس مقرر ہیں کہ میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے رہتے ہیں جو کچھ روایت مشکوٰۃ میں نمیبہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارنے ہوے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اور آتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک

کہ جب قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ بائیں طرف
 اویسٹے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے روایت کیا اسکو دارمی نے اس سے آپ کا شرف
 عظیم برنخ میں ظاہر ہوا پانچویں روایت مشکوٰۃ میں ابوداؤد و ہیثمی سے بروایت
 ابوہریرہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو
 واپس کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اس سے حیات
 میں شہد نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت میں مستغرق تھی
 جس طرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اس سے افاقہ ہو کر سلام
 کی طرف منوجہ ہو جاتا ہوں اسکو درود روح سے تعبیر فرمادیا کذا فی الملعات تلخیص
 مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برنخ میں آپ کے یہ
 مشاغل ثابت ہوتے ہیں اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا اخذ مناسب اس عالم
 کی نوش فرمانا سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب
 دینا یہ تو دائمیات ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے لفظ میں کلام اور ہر ایت
 فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہو اور حالت رویا و کشف میں تو ایسے واقعات
 حصر و احصا سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تراجم
 کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برنخ میں روح کو بچر خصوصاً روح مبارک کو بہت وسعت
 ہوتی ہو مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ باللیل الصبح یعنی منفیہ یا سکوت عنہا کو ثابت
 یا ثابتہ احیاناً کو ثابتہ بالدم و اممانا جائز نہیں ہو گا خوب سمجھ لیا جائے **من لروض**

لا اصابہ منہ الکسر یخبر
 مگر کہی کشتلی کی اصلاح ہو گئی مگر کہی کشتلی کی اصلاح ہو گئی مگر کہی کشتلی کی اصلاح ہو گئی
 لا دعا و با من مالہ خضر
 ہو حالت کو نہ ہو کا دہنی حاضری پر شرمندگی نہیں ہوتی و جیسی
 لا و فاض من الاثر لہ نہر
 ہو کو نہ ہو کا دہنی حاضری پر شرمندگی نہیں ہوتی و جیسی

قالہ اقسر اما و انا ک منکسر
 میں قسم کھاتا ہوں کہ ہر کوئی اسے ہر کوئی شکستہ حال
 ولا حتی بھا ک المحتی فرعا
 اور کسی غم و غم نہ لگے کہ ہر کوئی اسے ہر کوئی شکستہ حال
 ولا انا ک فقیر الحال ذ وامل
 ہر کوئی اسے ہر کوئی شکستہ حال

۱۹۴

الاداء وبعقو وھی مغتفر

ولا اتاك امرؤ من دنه وجل

لکھو کہ غفوک ماتھ غننا ہوا لکھا اس طرح ہو کہ عبادت خیر کی کوشش کر

وہا پر کہ بازم از غنہ بہ کوئی شخص پر لکھا ہو تو نہا ہوا رہتا مغفرت

الا ولباء منک العوان والیسر

ولا دعاک لصیف عندنا من لقا

اسنی اسکو جو ابراہیم بطرح جو رحمت برزخ کو عین ہنر و عارف

وہ کسی سے کسی جادہ کو وقت ہو کر نہ چاہے ہو کہ وہ عاقل و بجا را لکھ

علی حبیبک من ان انت به اعصا

یا ارب صل وسلم دائما ابدا

فصل تیسویں آپ کے ان بعض فضائل و شہد میں جو میدان قیامت میں

ظاہر ہونگے

پہلی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے میں ہر دار ہونگا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں ان
 سب میں پہلا ہونگا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اول میں قبر سے اٹھوں گا اور سب
 شفاعت کرنے والوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے اول میری
 شفاعت قبول کی جاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث میں
 جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اول موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہو سو یہ
 صعقہ نہیں ہو جسکے بعد بعث ہو گیا کہ اس میں حضور سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد بعث کے
 ایک صعقہ فرغ ہو گا جیسا کہ آپ کا فاکون اول من یفی فرمانا اسکا قرینہ ہو سو آج میں
 موسیٰ علیہ السلام مقدم ہونگے جس میں احتمال یہ ہو کہ وہ کسی عارض سے ہو سکی طرف
 خود اس حدیث میں بھی اشارہ ہو فلا ادراى احوست بصعقة الطور الخ یعنی
 طور پر بیہوش ہو جانے کے عوض میں شاید اس وقت بیہوش نہ ہوے ہوں یا پہلے
 ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ
 اسی کی نظیر آتی ہو دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا اس بات میں کہ

یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ

میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہونے اور میں سب سے اول دروازہ بہشت کا
 ٹھکانا ہونگا روایت کیا اسکو سلم نے تیسری روایت موصوف میں ابن زنجویہ
 بروایت تیسری یہ بھی روایت ہے کہ ارناؤ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 میں قیامت کے روز ہر شخص پر ہونگا اور تمام دنیا میں سے اُس روز میں اُسکے ساتھ
 مختص ہونگا چوتھی روایت حضرت جابر سے ایک حدیث میں جبریل رضی اللہ عنہ
 کا ذکر ہے کہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا وہی ہے کہ مجھ کو شفاعت (کبریٰ)
 عطا کی گئی ہے جو جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے
 ساتھ مخصوص ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں روایت حضرت
 ابوسعید سے ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی سنا ہے کہ میرے ہاتھ میں
 قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور میں غزنی راہ سے نہیں گنا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی
 اور اُنکے سوا اور کئی وہ سب میرے اُس ہوا کے نیچے ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی
 نے چھٹی روایت حضرت جابر سے روایت ہے کہ ارناؤ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلاؤں گا جب ہوں گا بھوت ہونگے اور میں اُنکا
 پیشرو ہوں گا سب حق تعالیٰ کی مین میں آویٹے اور میں اُنکی شفاعت کیلئے
 بات چیت کروں گا جب وہ خاموش ہونگے اور اُن سب میں مجھ سے شفاعت کے لئے
 درخواست کی جاوے گی جب وہ دموقف میں حساب سے مجھ سے آئے جاوے گے اور میں اُنکا
 بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہو جاوے گے اور کہہ است اور ہر خیر کی گنجی
 اُس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور لواء الحمد اُس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے
 رب کے نزدیک تمام نبی آدم سے زیادہ مکر ہوں گا لیکن ارخا دم میرے اکرام و محمد
 کے لئے میرے پاس آدورفت کریں گے اور ایسے حید ہونگے گویا کہ وہ بیٹھے ہیں جو
 رعبا رو غیرہ سے محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو کھر سے بڑے ہوں روایت کیا اسکو ترمذی
 اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی چوتھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت
 ستر ہزار فرشتوں کا آپ کی جلو میں ہونا مذکور ہو چکا ہے ساتویں روایت حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد الشقاق) ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجھ کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا بخشا جائیگا اور ایک جہنم میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے مجھ میرے اس مقام پر کھڑا نہ ہو گا۔ روایت کیا اسکو ترمذی سنن میں ہے کہ غائبانہ مقام محمود ہو اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعود و مجاہد سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جائیگا اور ایک تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہی پر بٹھلایا جائیگا اور اس میں سے مالہ و مال علیہ وارد ہو اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجھ کو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس نبی یا جہانگیر کا خود اس حدیث میں خود کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہیں ہو بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے جہاں اس میں ہر وجہاء مکہ حفاۃ ہیں بطریق اعلیٰ ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے بعد نبی یا جہانگیر کا ہے اور ابراہیم علیہ السلام اللہ مہم ہونے جہاں وہ جہاں ہو کہ انکو قبول مومنین فرود لے آگے میں زمانہ زندگیت کا ذکر والا تھا یہ اسکا صلہ ہو بہ حال نشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے میں حضور ہی مقدم ہے آنکھوں میں روایت حضرت ابو ہریرہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جائیگا سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو نیک نکر رو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نوین روایت حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہو گا اور وہ سب اسکا حوض کریں گے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجھ کو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آویں گے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوئی) روایت کیا اسکو ترمذی سنن میں ہے آپ کے حوض کا اور رونا کے حوض سے پر رونق زیادہ ہو نا ثابت ہو اور یہ آپ کے خصائص میں سے ہے و سوین روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طویل میں روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زادن بالشفاعت کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب میں ایسے مضمناں جمع فرمائے گا کہ القاء فرمادینے کہ اس میرے

ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے یہ علمی فضیلت آپ کی اس
روز ظاہر ہوئی کہ ذات و صفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاں
ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوٰۃ میں ہیں من القصیدۃ

نکل ہوا من الاھوال مقتصر

ہر ہر کلمہ ہو ہر روز قیامت میں آدمی بزرگ و چھوٹے کے جاننے

مستمسکون بحبل غیر منقسم

تو ایسی مضبوطی کو پکڑ لیا جو کبھی نہیں ٹوٹی و بلکہ قیامت میں بھی

فضلا ولا فضل یا سئلۃ القدر

یاد نہ فرمائی کہ تو کہہ کہ ہوس میری غرض قدم پر کہ کہوں امان صاف کہہ

سواک عند حاول الحادۃ العمم

ایسا نہیں جس کی میں پناہ تین آؤں نہ ت آپ ہی کا ہر وہی

اذ الکریم نجلی باسم منقسم

شفاعت میری کہ شوق کہ خداوند کریم بصفت منقسم جلوہ فرماؤگا

ان الکماثر فی الغفران کاللمم

بیشک ثنائان کبیرہ در باب بخشش مثل صفیہ ہیں

تاتی علی حسب العصیان فی القسم

نریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان صدہ میں آدے گی

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

پہلی روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسکو کھلو اورنگا

خازن جنت پوچھیں گا کہ کون ہیں میں کہوں گا کہ محمد ہوں وہ کہیں گا کہ آپ ہی کی نسبت

ہو المحبیب الذی ترجی شفاعتہ

وہی جو بسا عجب اتالی کا ذکر کیا ت فاعت کبریٰ کی یہ کیجاتی ہو

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ

حضرت صلعم نے کہ تو خدا تعالیٰ سے اپنی طرح کو مضبوط پکڑ لیا

ان لم یکن فی معادی اخذ بیدہ

اگر حضرت صلعم براہ فضل و کرم و ازرق و عذیری تکیہ کی تحریر تین

یا اکرہ الخلق مالی من اکون بہ

اور اگر کسی مخلوقات بوقت نزول جہاد و عظیم و عام کر آپ کو کوئی

ولن یضیق رسول اللہ جاہک فی

اور میرے تنگ نہوگا عرسہ قدر و منزلت آپ کا ایسا رسول اللہ صلعم

یا نفس لا تقنطی من سئلۃ عظمت

اور میری نفس سرگناہ کو سب جو تیرا جو غم و ناامیدت ہو کیونکہ

لعل رحمة ربی حین یقسمہا

بہر کہ میری پروردگار کی رحمت جہ جہ اسکو بخیر و نفع تقسیم

یا رب صل وسلم دائما ابدا

فصل تسوین آپ کے ان بعض فضائل مختصر میں جو جنت میں ظاہر ہونگے

پہلی روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسکو کھلو اورنگا

خازن جنت پوچھیں گا کہ کون ہیں میں کہوں گا کہ محمد ہوں وہ کہیں گا کہ آپ ہی کی نسبت

مجھ کو حکم ہوا کہ آپ کے قبل کسی کے لئے نہ کھولوں روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری روایت امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کو تر کیا چیز ہو آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہو جنت میں کہ نہر کو میرے رب نے عطا فرمائی ہو وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہو اور بخاری کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسکے دونوں کناروں پر جوف موتی ہیں اُس میں برتن (باقی پیشے) سفید پر سے ہیں تختہ ستارے اور انسانی کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ وہ وسط جنت میں ہوگی اور اسکے دونوں کناروں پر موتی اور یاقوت کے محل ہیں اور اُسکی مٹی مشک ہو اور اُسکے سنگرزے موتی اور یاقوت ہیں اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہو جنت میں اُسکے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور پانی موتی پر چلتا ہو اور ابن ابی الدنیاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہو جنت میں اُسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہو اُسکے دونوں کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء کے قبل اُسکے ساتھ خاص فرمایا ہو اور ترمذی کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہو جنت میں اُس میں پرندے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہیں آپ نے فرمایا کہ اُسکے کھانے واسطے اُن سے بھی زیادہ لطیف ہیں یہ نہر جنت میں اُس حوض کے علاوہ ہو جو مہدان قیامت میں ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض میں اسی نہر سے باقی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنا لون سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض میں پہونچے گا مجموعہ روایت متین سے اُن پرنا لون سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہو جاتا ہو اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند صفات فاصلہ اُس نہر کے اور خاص ہونا اُسکا حضور کے ساتھ یہ سب واضح ہو تیسری روایت مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان بنا کر تو
جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر پھر دو دو پھر پھر دو پھر پھر ایک دو دو پھر پھر اس پر
اللہ تعالیٰ دس چھین پیچھا ہو پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت میں
ایک درجہ ہو کہ تمام بندگان خدا میں سے اس کا مستحق ایک ہی بندہ ہو اور اللہ تعالیٰ
سے امید ہو کہ وہ بندہ بہن ہی ہو انکا سو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کریگا اسکے لیے
میری شفاعت واقع ہوگی اور مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد
نبوی ہو کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں
ف قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضور ہی اس کے مستحق ہیں کیونکہ جب آپ کا افضل
الخلق ہونا ثابت ہو تو ظاہر ہو کہ افضل درجات آپ ہی کے لیے ہو مگر اس ارشاد
فرمانے کے وقت تک جزئیاً تصریح نہ ہوئی ہو کی جو ایسا ارشاد فرمایا جو کھلی ہو
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے **وَلَسَوْفَ يَعْطَاكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ**
ہو کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بڑا بڑا جنت میں دینے ہیں اور ہر
عمل میں آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادمین روایت کیا انکو ابن جریر اور ابن
ابی حاتم نے اور ایسی بات جو نامہ رس سے نہیں کہی جا سکتی اس لیے یہ وفوف حاکم
مرفوع ہو یا بخوبی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا حدیث میں روایت ہو کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤں گا تو اللہ تعالیٰ
میرے لئے دروازہ کھول دینگے اور محمد کو اس میں داخل فرما دینگے اور میرے ساتھ فقرا
مؤمنین ہونگے روایت کیا سلمہ بن زید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت غاصد جو جنت
میں غلام ہو گیا کہ آپ کی امت کے لئے سب اُمم سے پہلے جنت میں داخل ہونگے
چھٹی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ ابو بکر و عمر و مجز ابنیا و مسلیین کے تمام اگلے اور پچھلے مہانہ عمر والے اہل جنت
کے سردار ہونگے روایت کیا اسلوترندی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہوف آپ کی امت میں سے دو بزرگوں کا تمام اُمم اولین و آخرین کے

کہول میں سردار ہونا بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہو جو جنت میں ظاہر ہوگی ساتویں بیت
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ ایک فرشتہ آیا ہو جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا اس لیے حق تعالیٰ است در خواست
کی کہ مجھ کو اگر سلام کرے اور مجھ کو بشارت دے کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بہویوں میں سردار
ہوئی اور حسن اور حسین تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہوئے یہ حدیث آیا اسکو
ترمذی نے فت آپ کے خاندان میں سے ان حضرات کا جنت میں جوانوں اور بزرگوں
کا سردار ہونا بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہو کہ جنت میں ظاہر ہوئی اور باوجودیکہ حضرت
حسین رضی اللہ عنہ سن ہوا تیرہ سال ہوئے تھے مگر انکو جوان سن شیعہ جنت کے مقابلہ میں کہا گیا اور چونکہ
انکی عمر حضرت شیخین سے کم تھی اس لیے شیخین کو کہول پر حسین کو شاب کہا گیا یہ میں
روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئیں باقی سب مواہب سے ہیں

من القصیدۃ

فخرت کل فحنا سرغید مشقت
بہل جو ہر کم کی ہر کی جسم کی ایک کاشہ کہ نہیں جو جمع کر لی دانت
وجل مقدس ما اولیت من رتب
دعزاد رائے ما ان نیت من نعم
اوہست ہری جو قدر مان رتب کی جو ایک عطا کی جو اوہم دارک
یارب صل وسلم دائما ابدا
وہجن ت کل مقاعشر مزدحم
ہر عالم مقام نہیں کوئی ایک عزت ازاد ہر ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم
دعزاد رائے ما ان نیت من نعم
ان نعمتو کا جو ایک نعمتی خداوند تعالیٰ کی لکھی دشوار تر ہے
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل التیسویں آپ کے فضل المخلوقات ہونے میں

اسکی تصریح اس لیے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ میں اکثر اوقات سے نفس فضیلت
سے کیونکہ شیخین کی عمر تیرہ سال کی ہوئی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر پینتالیس سے کچھ زائد اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر بچپن سے
کچھ زائد ہوئی اور یہی ہو سکتا ہو کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے وقت کہول تھے انکے مجاہد و فاعلین کے وقت یعنی جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ وفات ہوئی ہو حضرت حسین رضی اللہ عنہ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر ہر ہیکہ ۱۲ منہ

ثابت، تا اور وہ متلزم نہیں افضلیت کو اور بدون اس کے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہیں اور گو یہ مسئلہ ایسا اجتماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہو جس پر استدلال ہی کی حاجت نہیں مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہیں اول روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین میں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی الشکوۃ دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہوئے کے وقت شوثی کرنے لگا جبریل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہو تجھ پر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہو جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا کذا فی سنن الترمذی تیسری روایت امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ جب آپ (شب معراج میں) بیت المقدس میں تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ مقتدی ہو کر جبکہ مسلمین ابن مسعود کی روایت میں حضور کا ارشاد ہو فامستم نماز پڑھنے لگے اور ابو سلید کی روایت میں ہو کہ بیت المقدس میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب سے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضور کے خطبہ کی نوبت آئی جس میں آپ نے اپنا رحمتہ للعالمین ہونا اور مبعوث الی كافة الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم و امتہ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اسکو سن کر ابراہیم نے سب انبیاء علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بھلا فصلک محمد یعنی انھیں فضائل سے محمد تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہم السلام کا یہ ارشاد بزاز اور حاکم نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کذا فی المواہب جو کھی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء پر بھی

فضیلت دی اور آسمان والوں (یعنی فرشتوں) پر بھی راہ پھر اس پر قرآن مجید سے استدلال کیا، روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی مشکوٰۃ یا پنجویں روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں، روایت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک بار اپنے کلام میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو طاع کرو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو میں اسکو درخ میں داخل کردنگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اٹھ کون میں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہوا اپنے عورت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے انکا نام عرض پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور سمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم یہی اپنے عورت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہو جب تک کہ محمد اور انکی امت اس میں داخل نہ ہو جاوین پھر امت کے فضائل کے بعد یہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجھ کو اس امت کا بنی بناد دیجئے ارشاد ہوا اس امت کا بنی اسی میں سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجھ کو ان (محمد) کی امت میں سے بناد دیجئے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہونگے البتہ تم کو اور انکو دارالجمال (جنت) میں جمع کردونگا روایت کیا اسکو طیبی نے کذا فی الرحمة المہداة مجموعہ ان روایات سے آپکا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپ کے ارشاد سے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امت انبیاء و ملائکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلال بھی ثابت ہی اور اس فصل کے قبل کی دو فصلوں میں اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلوں میں بھی متعدد روایتوں سے یہ امر کا تصریح ثابت ہو من القصیدہ

محمد سید الکونین والثقلین	والفریقین من عرب ومن عجم
آپ سہم با سہمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن جو سردار	دنیا و آخرت چون انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں
فالنّب الی ذاتہ ما شئت من شرف	والنسب الی قدرہ ما شئت من عظم
اور آپ کی ذات بابر کا کھنکھانے والا جو خیمیاں (باستثناء مرتبہ لولہیت) تو	جہاں ہر نسب و کبری و سب قابل تسلیم ہوئی اور آپ کی قدر عظیم کھنکھانے والا

فان فضل رسول الله ليس له

کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہو

فمبلغ العالم فيه انه بغير

پس نہایت ہمارے فہم و علم کی یہ ہے کہ کبھی بزرگوار اللہ تعالیٰ اور

یا سب صل و سلم و ائما ابدال

حد فيعرب عنه دنا طوق بغير

کہ کوئی گویا نہ کہو نہ کہو اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے

وانه خير خلق الله كلهم

یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں

على حبيبك خيرا لخلق كلهم

صلی اللہ علیہ وسلم

فصل تیسویں ان بعض آیات کی مختصر تحقیق میں جن کے ظاہر الفاظ سے حضور صلی

علیہ وسلم کے فضائل کے جنہیں سے کچھ رسالہ ہذا میں وارد کیے گئے ہیں معارضہ

کا نغذہ باللہ و سوسہ پیدا ہو سکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ

سکتی ہے

میں آ سکتی ہے

اول قال الله تعالى ووجدناك ضالاً فهدى یہاں ضلال کے وہ تھی انہیں جو اردو محاورہ

میں مستعمل ہیں کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اسکا محاورہ جدا ہے سو عربی میں اس کے معنی مطلق

ناواقفی کے ہیں اور وہ اپنی دونوں قسموں کو عام ہی ایک وہ جو احکام آنے کے

قبل ہو اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو دوسرا مذہب ہے اور اول مذہب میں

کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل نبوت وہ معلوم

نہیں ہوتے تو یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وعلماک ما لکم تکن تعلم ووم

قال الله تعالى ووضعتنا عندك وندركك الذی انقضض ظہرک یہاں بھی وزر کے معنی

گناہ کے نہیں جیسا کہ قرماد از مرآة و زمراد حوی سے شہدہ ہو سکتا ہے بلکہ لغت عربی میں

وزر کے معنی مطلق بوجہ کے ہیں خواہ گناہ کا بوجہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام معصوم

ہیں لقولہ تعالیٰ لا ینال عہدک لظالمین اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجہ ہو اور یہاں بھی

ہو کہ اول و آل آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ اول و آل

آپ کو جاڑہ چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم فشرک صدرا

اسکا بین قرینہ ہی سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدر من ذنبک و ما تاخر
یہاں بھی ذنب سے مراد منہی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتہادات ہیں جو خصوص سے منسوخ
کر دیے گئے کہ خصوص کے بعد اپنی عمل کرنا درست نہیں چونکہ ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار
ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اُس میں وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ
بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہو گو اُسوقت ذنب نہیں معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدت
خشیتہ کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطا سے اجتہاد ہی پر تو اجبر
موجود ہو اور یہی معنی ہیں واستغفر لک ذنبک کے چہاں ہم قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی
اتق اللہ ولا تطع الکافرین و المناقضین اس امر مذہبی کا یعنی بھی خلاف کا وقوع یا احتمال
نہیں بلکہ منہی ہیں کہ جس طرح اب تک تقویٰ و عدم اطاعت عصا کا قصہ و رہنما رہا
آئندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہی کفار کو جو اپنے
بعض خیالات کی طرف آپ کو بلا تے تھے تو اُسکے سنا سنے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ میں
کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہیں کرتے اس لیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرمادینگے
جیسا ارشاد ہوا ہو و ما انت بتابع قبلہا ہرچمچ قال اللہ تعالیٰ فان كنت فی شك مما
انزلنا الیک فسل الذین ینزلون الیک کتاب من قبلک یہاں بھی احتمال شک لازم
نہیں آتا بلکہ اس سے مقصود زیارت توثیق کلام ہو اسکی ایسی مثال ہو جیسے کسی ایسے
شخص سے خطاب کرتے وقت جو تم کو یقیناً سنا سمجھتا ہو کلام کو مٹا کر دے اور مخاطب کو
زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تم کو شبہ ہو تو مجھ والوں سے پوچھ لو طلب
یہ کہ تم کو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لیے آمادہ ہیں اور تم کو اجازت
دیتے ہیں کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل طمینان ہو ششم قال اللہ تعالیٰ لئن
اشراکت لیجعلن عملک سابق میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ آپ اسکے مخاطب
ہی نہیں کیونکہ اوپر ارشاد ہو و لقد اوحی الیک و اهل الذین من قبلک جس سے
اتنا ثابت ہوتا ہو کہ یہ مضمون سب انبیاء پر وحی کیا گیا ہو اور مضامین وحی میں بعض
سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہو اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہو

مطلب یہ کہ سب انبیاء پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہو کہ اپنی است کو یہ خطاب سنا دین
لش اشراکت لیجبت عملک اور اگر آپ ہی مخاطب ہوں تو یہ خطاب بطور فرض کے ہو
جس سے مقصود مبالغہ ہو ذمہ شرک میں جس طرح کہا کرتے ہیں کہ اور وں کی تو کیا حقیقت
ہو اگر میرا بیٹا ہی میری مخالفت کرے تو اُسکو نہ چھوڑ وں کو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ
اُسپر کسی کو اصلاً شبہ مخالفت کا نہ ہو مفتی محمد تقی رحمہ اللہ تعالیٰ فلا تاتک فی مرتبہ منہ انہ
الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہیں آتا بلکہ مطلب یہ ہو کہ جو بات
قرآن کے ذریعہ سے بتلائی گئی ہو چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونے
سے اُس میں تردد تھا کہ یوں ہو یا یوں ہو اب بعد وحی کے شک نہ بیچھے اور یہ شبہ بھی
نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت میں احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہیں آتا بلکہ اہل اسی
مثال ہی جیسے محاورات میں اثنائے کلام میں یہ کہتے جاتے ہیں کہ یقین مانو یہ بات
اس طرح ہو کبھی قسم کھانے لگتے ہیں کہ مخاطب کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود
توثیق کلام کی ہوتی ہو مشتتم قال اللہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا لکون
من الجاہلین اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے پیچھے ہونا لازم نہیں آتا کہ صفت قدرت
سے پیچھے ہونا انبیاء پر محال ہو بلکہ معنی یہ ہیں کہ لو شاء سے بقاعدہ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار
معوذین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہیں ہو کما قال
تعالیٰ سواء علیہم انذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون اور یہ امر اسل رشاد سے پہلے
معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب بے علم نہ رہیے یقین کر لیجئے اور اگر یہ شبہ ہو گیا
اب بھی احتمال معلی کا تھا تو جواب اُسکا اہمیت مفتی کے ذیل میں گذر چکا منہم قال اللہ
تعالیٰ واما بنزغناک من الشیطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہیں آتا جسکی نفی اس
آیت میں ہو انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربہم ینزلون الخ یعنی جسے
معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہو گو تحریک
نہ ہو سو یہ ایسا ہی جیسے کوئی شیطان الانسان کسی نبی کو بُری راے دے اسی طرح شیطان
انجن کا راے دینا بھی محال نہیں مگر اُسپر عمل ہونا محتمل نہیں وہم عبس وتولان جاءہ

الاعمالیٰ و بیان دو مصلحتیں متعارض تھیں ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتماع و ظاہر سے اسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع یقین کا مقدم ہونا نفع مودوم پر اسکا مقتضا تھا طالب علم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کافر جاحد پر اور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتماع و غائر برحق تعالیٰ کا مفہوم دہی ہو کہ آپ کی شان عظیم کے شایان اسوقت اجتماع و غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہر شبہ ناشی عن المعلنون کا اور اگر غنوناں سے کہ بصورت عتاب ہر شبہ ہو تو جواب یہ ہو کہ علاقہ محبت میں بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دل علی المحبت و المصداقیت ہوتا ہو تکلف آداب سے و فی المثال السائر اذا جازت الالفة رعت الکفاہ و تنعم بافیل سے

|| ابرم نفی و خورسند عفاک اللہ بگفتی || جواب تلخ می زید باب لعل شکر نارا ||

چنانچہ در فتور میں مروی ہے کہ اس کے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوئے آپ فرمائے مرحبا بمن عاتبی وہ رب جس سے بوسے التذاذ آتی ہو و هذا امر من لم ینقہ لعل و او حقہ فی تفسیر میں ان آیات کی اور انکی امثال آیات کا تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ مفتح و مفید ہو سکتا ہو اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہوئے ان سے ایسی استنباط بھی حل ہو جائیگی یخص نمونہ کے طور پر لکھ دیا ہو من القصیدۃ

لحم یصنعنا بما نغی العقول به

آپ نے ہم کو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جنکے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور در ماندہ ہو جاویں کیونکہ آجی ہماری صلاح مرغوب تھی اسلئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں اعیی الوری فہم معناه فلیس یری آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہو شخص خاص قریب اللہ یعنی خواہ میں یا بعید اللہ یعنی عوام میں در باب دریافت کمالات حضرت

لحم یصنعنا بما نغی العقول به

آپ نے ہم کو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جنکے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور در ماندہ ہو جاویں کیونکہ آجی ہماری صلاح مرغوب تھی اسلئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں اعیی الوری فہم معناه فلیس یری آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہو شخص خاص قریب اللہ یعنی خواہ میں یا بعید اللہ یعنی عوام میں در باب دریافت کمالات حضرت

کا اشمس قظر للعینین من بعد

آپ کا حال عدم اور الکیفیت کمالات ظاہریہ و باطنیہ میں

مثل آئینہ کے ہو کہ وہ دور سے چھوٹا بقد ر قوس یا

آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بعد کے اسکی

واقعی قدر نہیں معلوم کر سکتا اور اثر اسکی بڑھتا ہے

یا رب صلیٰ و سلم ۲۵ ذی القعدہ ۱۰۸۰ھ

صغیرۃ و لكل الطرف من امر

دیکھو تو جو حد غایت نورانیت کے چشم بیندہ عاجز و

درماندہ وغیرہ ہو جاتی ہوا اور اسکی پوری حقیقت دریافت

نہیں کر سکتی داسی سنیے بعض امور میں گو ذہرت ہو جاتی

ہو جیسا اوپر کے شعر کی شرح میں معلوم ہوا

عالم حبیبك خیر الخلق کلهم

فصل تہ تیوین آپ کے بعض اوزار عہدیت کے بیان میں جو کہ آپ

مراتب علیا سے ہر

جاننا چاہیے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار دو صفتوں پر ہو عہدیت و رسالت جن پر

حاجب آیات و احادیث میں تخصیص کی گئی ہو اور ناز میں جو تشہید تعلیم کیا گیا ہو اس میں

بھی دونوں کو جمع فرمادیا گیا ہو اور جیسا کہ ان رسالت سے نفوذ باللہ آپ کی تقیص

کر کے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہو جسکی رو کے لیے اس سے اوپر کی

فصل منعقد کی گئی ہو اسی طرح کمالات عہدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر الحق کے خواص

سے متصف جاننا یا کسی امر منفی فی النفس کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہو فیصل

اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہو نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہو پہلی

روایت حضرت عمر رض سے روایت ہو کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مجھ کو اتنا امت بڑھادو جیسا انصاری سے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام)

کو بڑھادیا کہ خواص الوہیت کو انکے لیے ثابت کرے گا میں تو اللہ کا بندہ ہوں

(مجھ میں الوہیت کی کوئی بات نہیں) سو تم مجھ کو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کسا کرو

والوہیت کو ثابت ست کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت

حضرت عائشہ رض سے روایت ہو کہ آپ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے

جو کھانا (زہر آلود) خیبر میں (کچھ کھا لیا تھا ہمیشہ اسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ پاتا رہا اور اب

وہ وقت ہو کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو بخاری نے تیسری روایت بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہاں تک کہ آپ کو دُا سکے (فرسے) یہ خیال ہو جاتا کہ میں فلان دہوی کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کر چکا ہوں حالانکہ اُسکو کیا ہوتا اُحد بیٹ چوتھی روایت حضرت عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ سہو فی الصلوٰۃ کے فرمایا کہ میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں سو میں جب بھول جاؤں مجھ کو یاد دلادیا کہ دروایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں روایت حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُا اس حدیث میں جس میں بعض لوگوں کا حوض کوثر سے ہٹا دیا جانا مذکور ہے، فرمایا کہ میں کوں لگا کہ یہ تو میرے منتہین (یعنی مؤمنین) میں سے ہیں (فرشتوں کی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا (دین میں) اختراع کیا تھا میں کوں لگا کہ دروایت ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر بدل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے درمیان کی روایت خود بخاری سے ہی باقی سب مشکوٰۃ سے ان روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول کا طاری ہونا اور اخیر کی روایت سے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر تک آپ سے مخفی و غائب رہنا یا غائب ہو جانا جس میں تاویل بالذات و بالعرض کی بھی نہیں چل سکتی اور جس سے نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامہ کے زمانہ قبل عطاء علم مذکور پر محمول ہو سکنے کا شبہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض احوال امت کی روایت کے تعارض کا شبہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اُس روایت میں نہ تو یہ نص ہو کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہوں نہ نص ہو کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہو ممکن ہے کہ دقاق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہوں اور بعد فرض عرض عام کے نہ یہ نص ہو کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کر کے یاد رہتے ہوں ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے غرہ اور تجمل کی علامت مقرر ہونے کی

کیا حاجت تھی کیونکہ اعمال معروفہ میں وضو و نماز اور امتی ہو ناسب کچھ داخل ہو اور ان سب امور پر مطلع اور انکی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی تھی خوب سمجھ و غرض موجبہ کلیہ کہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقاً یا الی یوم القیامہ مرتفع ہو گیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات میں یہ امور بھی اور دوسرے کو ازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رخصت و غرضبہ دراکہ کہ بہانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وار دین اور پہلی روایت میں نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرماندہ شریعی سے تجاوز کرنے سے مصلح ہو غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہو اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تلاف حد و حد اللہ فلا تعد وھا ومن یتعد حد وھا لکھما الظالمون من القاصدہ

ان اثنینک قد ماہ الضرم ورم
استراحت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک
مرض ورم میں مبتلا ہو گئے جس سے دو جہت عہدیت
نابت ہوئی شب بیداری عبادت میں اور ورم نہم مبارک
تحت الحجارۃ کثمت متصرف الا دہ
قیام روزہ و نماز وغیرہ نمود اس سے بھی دو وجہ عہدیت
نابت ہوئی ایک گرسلی دوسری قناعت کہ عمارت ہو کیونکہ
آپ کا وجود اختیار دیو جانے کے اسی حالت کو پسند فرمایا
واحکم ہما شئت مدحافیہ واحتکم
میں جس وصف کمال کا تیراجی چاہے حکم جازم اور
قطعی دعویٰ کیا اور اس پر خوب حکم اور استوارہ یعنی
نہ عہدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے بشر کے مساوی
سمجھو بلکہ افضل عباد اعتقاد کرو عطا اور دہ

ظلمت ستم من احیی الظلام الی
میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب جھوٹے دینے افعال سنہ
اس نفس مقدسہ کے جسے شہادت تاریک کو زندہ رکھا
بسبب شغوی عبادات مالک کائنات کے یعنی ان میں خواب
و شد من سغب احشاء و طوی
اور جنہوں نے باعث گرسلی کے اپنے ساتھ شکم مبارک کو
کسا اور اپنے نرم لطیف پہلو پر مطہر کو تھپڑ کر لیا تھپڑا کر سکے
افضل و رسوائے سے کہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع
دع ما دعتہ المنصاری فی نبیتہم
اس دعویٰ کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی بابت کیا ہی وہ مخاطب عاقل تو چھوڑ دے اور ایسا
دعویٰ اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کر
بلکہ انکے افضل العباد سمجھو اور اسکے سوا انکی مدح شریف

یا رب صل وسلم د اثماً ابد
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فصل چوتھویں آپ کی شفقت میں امت کے ساتھ

فصول سابقہ میں تو آپ کے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہو گا آپ کو اپنے غلاموں کے ساتھ اور غلام بھی وہ جنہوں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی کیا تعلق تھا پہلی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشرائع للترمذی اور ابو عبیدہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعد بھوفا فهو عبادک وان تغفر لھوفا نیک انت العزیز المحکم کذا فی حاشیہ عصام فت اس میں آپ نے است کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہو دوسری روایت تھامس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز حقوق العباد کے کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کروں گا آپ نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی سبب مزدلفہ میں صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر خدا ہوں اس وقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہیں معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خائف لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہاے واویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہمیں آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اس کے قریب روایت کیا کذا فی المشکوۃ و لمعات میں ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہیں جن کے ایفاء کا قصد مصمم ہو مگر ایفاء سے عاجز ہو گیا حق تعالیٰ خصماء کو قیامت میں اپنی فرمائشیں تیسری روایت لمعات میں آپ کے

طائف تشریف لے جانے کے قصہ میں جبکہ وہاں کے کفار نے آپ کو ایذا سے شدید پرچوٹی
 روایت کیا ہو کہ جبریل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے
 اجازت لیکر ان کفار کو ہلاک کر دے آپ نے اُس فرشتہ سے فرمایا نہیں مجھ کو امید ہو کہ
 انی پشنتون سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا توحید کے ساتھ ذکر کریں چوتھی
 روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں
 جو میرے بعد ہونگے کہ انہیں سے ہر شخص یہ تمنا کرے گا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجھ کو
 دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ
 اگر سب اہل و مال دست بردار ہو تو زیارت میرے ہو جاوے تو وہ اُس پر جان و دل سے
 راضی ہو گا یا پانچویں روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں بشر ہوں مجھ کو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے
 سو جس کسی مؤمن مرد یا مؤمنہ عورت پر میں (غصہ میں) بددعا کر دوں تو آپ اُس بددعا
 کو اُس شخص کے لئے ترکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمة المہدلة
 چھٹی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ
 آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ
 لوگ ہیں جو ہنوز نہیں آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ
 چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت
 ہونا مقید نہیں رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہ کو دوست اور بعد میں آنے والوں کو
 بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہو کہ انکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا
 اور بعد والوں کی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت
 محبت میں لازم نہیں آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر نور صلی
 اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت میں ہم سے زیادہ ہوتے ساتویں روایت

ابنی جمعہ سے روایت ہو کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہو کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہو جو تمہارے بعد ہونے کے مجھ پر ایمان لاویں گے اور مجھ کو دیکھا بھی نہ ہو گا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے
 و فیہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہو کسی صفت حقیقہ کی وجہ سے نہیں پھر اس بہتری میں بھی صحابہ کو دخل ہو کیونکہ ہم کو ایمان کی دولت صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انہوں نے دین کی لسانی سنائی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفصیل پر لازم نہیں آتی
 و ان روایات میں بعض سے تمام امت اجابت پر کہ نہیں ہیں اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ ان میں کفار بھی داخل ہیں اور بعض سے بعد میں آنے والوں پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد میں آنے والوں کی مدح اور اُسے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے جو تھی روایت میں اور بعض سے مدح کے ساتھ اُن کے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتویں روایت میں مذکور یہ کہ مدح و محبت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہوا اور قیامت میں جو شفاعت اور دعاؤں التجا امت کے لئے ہوگی اُسکی حدیثیں مشہور اور بعض اُن تیسویں تیسویں فصل میں مذکور زمین اور ان کے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہیں اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہو وہ فصل اکندہ کی تہید میں بیان کیا ہوگی

من القصیدۃ

من المعایہ سر کناعیر منہدم
 ملک ہمیشہ الیوم القیامہ ثابتہ وقائم رہے گا یعنی ہمارا دین
 نسخ ہو اور کبھی مثل ورا دیان کے منسوخ نہ ہوگا۔

یا اکرم الرسل کنا اکرم الامم
 اسکا کہ راوی ہم اس درجہ سے سب امتوں سے افضل ہوے
 کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی فضیلت کا واقعی سبب ہے
 من النبی ولاحیل بمنصرم

بشری لنا معشر الا سلام ان لنا
 اور گروہ اسلام کا جو شجرہ ہی پیش کش ہمارے لئے عنایات خاصہ رہے گا
 سے ایسا ستون حکم عنایت ہوا ہے جو کبھی تنفیہ و تبدل نہ ہوگا
 لما دعی اللہ داعینا لطاعته
 جبکہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جہم کو طاعت
 خداوندی کی طرف بلانے والے افضل و اکرم رسل اللہ
 ان ات ذنبا فماعدی بمنقض

مید کی رہی کٹنے والی ہو یعنی میں بسبب ارتکاب جرائم
حضرت کی شفاعت سے ناسید نہیں ہوں۔

او یرجع الجاسر منه غیہ محترم
اس غل سے پاک کر دیا ہو کہ آپ کا مدد چاہنے والا
آپ کی درگاہ سے غیر موقر و غیر محترم ناکام واپس
آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب و محترم ہوتا ہے۔ اعظم الود
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

اگر میں گناہ کر رہا ہوں یا کیا ہو تو میرا ذمہ شفاعت
بنی ہستی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہیں ہو اور نہ میری
حاشا شاہ ان یحرمہ الراجی مکارمہ
خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو نذرہ کر دیا ہو اس سبب سے کہ آپ کا امیدوار
آپ کے مکارم و عطا یا سے محروم کیا جاوے اور کبھی
یا سب صل وسلمہ دائماً ابداً

فصل بیستویں آپ کے حقوق میں جوہت کے ذمہین جنہیں ام الحقوق محبت و متابعت فی الاصول والافروع ہے

جانتا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے
ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور
دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا و احسان جیسے اپنے
سنگ و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں
وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشغول ہو دوسرا وصف
فصل اکیسویں میں مخزون ہے اور چونتیسویں فصل لائے سے مقصود خاص تیسرے وصف کا
مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اس کا طبعی مقتضا
ہو کہ آپ کے ساتھ است کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور
جبکہ نصوص شرعیہ بھی اس کے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کے ساتھ داعی شرع بھی
مل کر آپ کے وجوب محبت کو ٹوک کر ناہوا اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر
کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے
محبت سے اتباع کا انکسار عاۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع
ہوگا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہو پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب

ہوگی اور اس میں کو کسی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا محض تجرید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ
 کر دی گئی اور اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کی جاتی ہیں پہلی روایت
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا کوئی
 شخص ہومن نہ ہو گا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں
 سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ و
 یعنی اگر میری مرضیات اور دوسروں کی مرضیات میں توازن ہو تو جو کچھ ترجیح دی جائے
 اُسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہوگی دوسری روایت امام بخاری نے
 ایمان و نذور میں عبد اللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول
 اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں مجھ میرے نفس کے جو میرے پہلو میں
 ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں
 کوئی ہومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اُس کے نفس سے بھی زیادہ اسکو میں محبوب نہوں
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ
 میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب و
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول محبت بلا اسباب کو محبت بلا اسباب سے اقویٰ سمجھ کر نفس کو مستثنیٰ کیا
 پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے
 کہ اقویٰ ہونے کا مدار کوئی ایسا امر ہو کہ اُس کے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب
 ہو سکتی ہو مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً مقام و راجح پایا سو اس حقیقت کو
 انکشاف کے بعد کے آپ کی اجمیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور خبر دی اور مواہب
 کے مقصد سابع میں دوسرے صحابہ کی بھی حکایتیں محبت کی عجیب و غریب ذکر کی ہیں تیسری
 روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے یہ کہنا قبول کیا عرض کیا کہ قبول کرنے میں کیا فرمایا جنوری
 کی وجہ جنت میں داخل ہوگا اور جنوری میری فرمائی کی وجہ قبول نہیں کیا اسکو بخاری کذا فی مشکوٰۃ و صحابہ رضی اللہ عنہ

اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ ایسا مخصوص بہ کفر نہیں ہو ورنہ اُس میں کوئی نساخا تھا پس آپ کے
 اتباع نہ کرنے کو اب اس سے تعبیر فرمایا گیا اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا جو عقلی
 روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے کُفر کیا اس نے کُفر کیا
 کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ و اس
 حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپ کی محبت کی آپ کی سنت کی محبت ہو اور آپ کی محبت
 کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتوح جنت ہو اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی
 موجب ہو پانچویں روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک شخص کو جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایک دن
 حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ اے اللہ سپر
 لعنت کر کس قدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ میں) لایا جاتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ سپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم میں یہ اللہ اور اُسے رسول
 سے محبت رکھتا ہو روایت کیا اسکو بخاری نے و اس حدیث سے چند امور ثابت
 ہوئے ایک بشارت مذہب کو کہ اُن سے اللہ و رسول کی نفی نہیں کی گئی دوسرے
 تنبیہ مذہب کو کہ نرمی محبت سزا سے بچنے میں کام نہ آئی تو کوئی اس ناز میں نہ رہے کہ
 بس خالی محبت بد و ن اطاعت کے سزا جہنم سے بچا لے گی البتہ بعد بعید من الرحمۃ سے
 بچا سکتی ہو جیسا کہ نبی عن اللعنة سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اُس طعنیت پر تریب
 ہو یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچا لے گی بعد سزا کے مغفرت ہو جاوے گی تیسری فضیلت محبت
 کی جیسا کہ ظاہر ہو چو تھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عسکریان کے اثبات
 محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونے سے گو کمال محبت کا
 حکم نہ ہو گا مگر نفس متابعت سے کہ ادنی درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہو کوئی درجہ محبت کا
 ثابت کیا جاوے گا پانچویں مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر سپر لعنت نہ کرنا چاہیے اس سے
 عظمت ثابت ہوتی ہو اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُسکا ایک شتم بھی گو مقرون بالمعای

مانع عن اللغۃ ہو تو اس کا کامل اور خالص درجہ کیسے پایا کیجئے اور تیرے گاہ

ابرمے خاک آمیز چون بخون کند صاف گر باشند از چون کن

للشیخ عبد الغنی الدہلوی

یا شاعر انھو الحمی بالله قد فی باند
او جانو اور جانب آباد کے اندر کیوں نہ ہو ایسے ہیں
ان مسئلہ اشع حال ہی فی السقم صدق
اگر ہمیری حالت ہماری کو بارہ بار دہریافتہ کر کے بیرون
ان فلتشوا عن دم عینی بعد ہم قس حال کیا
اگر وہ یہی نہ تھے تو تعلق ایسے ہوتا کہ مانع قہر از ان تو ہوتا
لکن مع ما جری ہ نہ شوا عہد بل جہت
ببین محسوس اس نامتراجہ کو فراموش نہ کرو مصطفیٰ صلی اللہ
واطالما بدعو ملحا فی الدعاء صبا لف
اور بہت زلف طویل سے دہ کر رہی اور عظیم الجراح اسباب
یا من تفوق امرہ فوق الخلاق فی العلا
اگر وہ توحید کے نگار تھے تمام مخلوق پر بلند ہیں تو یہ ہوا
صلی علیک اللہ اخر دھرہ متفضل
ان تعالیٰ آپ پر درود نازل فرماو زمانہ خیر متفضل کرنا ہو اور

وانما آملوا مبرا جوی منی علی سکنہ
اور انھوں نے میری جگہ پر میری جگہ پر میری جگہ پر
ان مسئلہ اشع حال ہی فی السقم صدق
اگر ہمیری حالت ہماری کو بارہ بار دہریافتہ کر کے بیرون
ان فلتشوا عن دم عینی بعد ہم قس حال کیا
اگر وہ یہی نہ تھے تو تعلق ایسے ہوتا کہ مانع قہر از ان تو ہوتا
لکن مع ما جری ہ نہ شوا عہد بل جہت
ببین محسوس اس نامتراجہ کو فراموش نہ کرو مصطفیٰ صلی اللہ
واطالما بدعو ملحا فی الدعاء صبا لف
اور بہت زلف طویل سے دہ کر رہی اور عظیم الجراح اسباب
یا من تفوق امرہ فوق الخلاق فی العلا
اگر وہ توحید کے نگار تھے تمام مخلوق پر بلند ہیں تو یہ ہوا
صلی علیک اللہ اخر دھرہ متفضل
ان تعالیٰ آپ پر درود نازل فرماو زمانہ خیر متفضل کرنا ہو اور

چھتیسویں فصل آپ کی توقیر و احترام و ادب کے وجوب میں

یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملتی ہو کہ یہ بھی منجمل آپ کے حقوق و نعمت کے ہے اس باب میں چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیہ اول سورہ توبہ میں جو ماکان لاهل لمدینۃ ومن حولہم من الاعراب ان یخافوا عن رسول اللہ ولا یغضبوا بانفسہم عن نفسہم

آیت دوم سورہ نور میں ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
 اِذَا كَانُوا مَعًا عَلَىٰ مَرْجَأٍ مَّعَ لَمٍ يَدْعُوْا بَعْضُهُمْ اِلَىٰ بَعْضٍ يَسْتَأْذِنُ الْاَیُّهَا الَّذِیْنَ یَسْتَأْذِنُ مِنْكَ
 اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَاِذَا اسْتَأْذِنُكَ لِبَعْضٍ شَأْنِهِمْ فَاِذْنٌ مِّنْ
 لَّسْتُ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ
 بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بِبَعْضٍ **آیت سوم** سورہ احزاب میں ارشاد ہے وَمَا كَانَ
 لَكُمْ اَنْ تُوَدِّعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَتَّبِعُوْا اَوْاٰجِدَ مِنْ بَعْدِهِ اِیْدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ
 عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعْنَهُمُ اللّٰهُ فِی
 الدُّنْیَا وَالاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا **آیت چہارم** سورہ فتح میں ہوا
 اَرْسَلْنَاكَ شَٰہِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیْرًا تَوَمَّنَا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعَزَّوْهُ وَتَقُوْرُوْهُ وَ
 تَسْبِیْحُوْهُ بِكُرَّةٍ وَاصِلًا **آیت پنجم** سورہ حجرات میں ہوا اِیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْدُمُوْا
 بَيْنَ یَدِی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّهُمْ
 صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَ اِنْ حَظِیْرًا لَهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ حَاصِلٌ اِنَّ آيَاتِ
 کا یہ ہے کہ نمبرِ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش میں رہتے ہیں اُن کو
 یہ زیارت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دین اور نہ یہ زیارت تھا کہ اپنی جان
 کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں۔ نمبر ۲۔ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول
 پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لئے
 جمع کیا گیا ہو اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہو تو جب تک آپ سے
 اجازت نہ لیں اور آپ اُس پر اجازت نہ دیدیں مجلس سے اُٹھ کر نہیں جاتے ایہ نیز جو لوگ
 آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے
 ہیں تو جب یہ اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے
 جانے کی اجازت طلب کریں تو اُن میں سے آپ جس کے لئے مناسب سمجھ کر اجازت دینا چاہیں
 اجازت دیدیا کریں اور اجازت دیکر بھی آپ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا
 کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بلائے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لئے تم کو جمع کریں ایسا معمولی بلاناہستہ سمجھو
 جیسا تم میں ایک دوسرے کو ہلا لیتا ہو کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر اگر بھی جب تک چاہا بیٹھا
 جب چاہا اٹھ کر بے اجازت لئے چل دیا۔ نمبر ۳۔ اور حضرت ایذا بومی صرف فضولِ حم کہ
 بیٹھ جانے کی صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہو کہ تم کو کسی امر میں (جائز نہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہو کہ تم آپ کے بعد آپ کی
 بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے اور
 جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ
 ہی سو اگر تم اس کے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کرو گے یا اس کے ارادہ کو دل میں پوشیدہ
 رکھو گے تو اللہ تعالیٰ دیکو دو ٹون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں پس تم کو
 اس پر سزا دینے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہو اس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہیں جسکا بیان
 یہ ہو کہ پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں
 اور نہ اپنے بیٹوں کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں
 کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی دینی شریک عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں
 کے (یعنی انکے سامنے آنا جائز ہے) اور امی پیغمبر کی بیبیوں ان احکام مذکورہ کے امتثال
 میں (خدا سے ڈرتی رہو کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاہے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر
 ناظر ہے (یعنی اس سے کوئی امر غفی نہیں پس خلاف میں احتمال نہ رکھا ہو) بیشک اللہ تعالیٰ
 اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان والو تم بھی آپ پر
 رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہوا ہو)
 بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قصداً ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ
 انہیں دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے
 نمبر ۴۔ امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعمالِ امت پر قیامت کے دن گواہی دینے
 والا عموماً اور دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے لئے بشارت دینے والا اور کافروں کے
 لئے ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے اور امی مسلمانوں نے انکو اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ

تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے دین کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو
 دعتیۃ بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور علم کہ اطاعت کرو
 اور سب سے شام اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ نمبر ۵۔ اسی ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت
 سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت نہ کیا کرو یعنی جب تک قرآن قویہ یا تصریح
 سے اذان گفتگو کا نہ ہو گفتگو نہ کرو اور اللہ سے غور نہ رہو بیشک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے
 سب اقوال کو سنتے والا اور اعمال کو جانتا والا ہے اور ایمان والو
 تم اپنی آوازیں غیر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے میسر
 کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو یعنی نہ بلند آواز
 سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے
 جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمھارے اعمال پر بار ہو جاوین اور تم کو خبر بھی نہ ہو
 دراصل مطلب یہ ہو کہ رفع صوت کی صورت میں کبھی باہم کھل کر نہ گفتگو نہ کیا جائے
 اس کے کتایع قالاً و حالاً یعنی التزام ادب مقبوع ہو تاؤ اور اس میں اس التزام کا ترک
 ہونا اور اور موجب ناذی ہو سکتا ہو اور ناذی رسول کی وجہ سے بطاعت ہو اور گواد ہو
 موجب ضبط نہیں ہوتے لیکن یہ اس رعایا میں سے مخصوص ہوا البتہ بعض اوقات جبکہ
 طبیعت زیادہ نسبت ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اس وقت بوجہ عدم تحقیق ایذا ہو
 موجب ضبط نہیں ہوئے مگر چونکہ ناذی سامع کا تحقیق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں
 ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہو کہ ناذی ہو جاوے اور اس سے ضبط بھی ہو جاوے اور
 متکلم اس گمان میں رہے کہ ناذی نہیں ہوئی پس ضبط کی بھی خبر نہ ہوا تشہد و ن کے
 یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہ بالقول کو منہی عنہ ٹھہرایا کہ گو اس کے
 بعض افراد موجب ناذی نہ ہونگے لیکن اس کی تعیین کیسے ہوگی لہذا مطلقاً تمام افراد کو
 ترک کر دینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہو خفض صوت کی کہ
 بیشک جو لوگ اپنی آوازیں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے
 ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے

د یعنی اُنکے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہو مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں مطلب یہ معلوم ہوتا ہو کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقویٰ کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقویٰ یہ جو حسبِ حاجت مرفوع ترمذی کا پہلے عبد اللہ ان یكون من المتنقین حتیٰ یدخل صلا باس بہ حدیث سا لسانہ باس اور رفع صوت کی ایک فردی نفسہ غیر ذی باس ہو جس میں تازی نہ ہو اور ایک فردی باس ہو جس میں تازی ہو جب اُنھوں نے مطلقاً رفع صوت کو ترک کر دیا تو ذی باس کے سزا سے غیر ذی باس کو ترک کر دیا پس کمال تقویٰ متحقق ہو گیا اور فی نفسہ کی قید اس لئے لگائی کہ بعد انہی کے پھر تو دونوں فردین ذی باس میں آگے اُنکے عمل کا نمبرہ آخری مذکور ہو کہ ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہو جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثر وہ قتل نہیں ہو ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرات نہ کرتے اور اگر وہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر آئے پاس آجائے تو یہ اُنکے لئے بہت ہوتا کہ کیونکہ یہ ادب کی بات تھی اور یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کر لیں تو معاف ہو جاوے کیونکہ اللہ بخیر و رحیم ہے **روایت اول** سنن ابوداؤد کتابہ اُحد و دین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیوہ حرکات کیا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھ کر بوجھ دیدیا اور اسکو ہلاک کر ڈالا صبح کو اُسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا اب گواہ رہو کہ اُسکا خون لایبگان ہو یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاوے گا **ف** ان صحابی کا جوشِ محبت و ادب کہ سعدِ رثابت ہوتا ہو اور اس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہ نہیں ہو سکتا کہ سب نبی موجبِ نقص عہد نہیں ہو کیونکہ عدمِ نقص عہد سے عدمِ جوازِ قتل لازم نہیں آتا یہ قتل سیاست و زجر ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُس کافر کے مذہب میں بھی داخل نہیں پھر بار بار کہنا جو دلیل ہو تو رد و استحقاق اسلام کی بلاشبہ موجبِ زجر بالقتل ہو **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب

الشرح طبع قصہ حدیثیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہو اس میں یہ بھی ہو کہ عروہ بن مسعود
 رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جا کر لوگوں سے بیان کیا کہ ازمیری قوم
 و التہمین بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر و کسری و نجاشی کے پاس گیا ہوں و اللہ
 میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر
 صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں و اللہ جب کھنکھار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی
 کے ہاتھ میں پہنچتی ہو اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہو اور جب آپ اُنکو کوئی
 حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو ان
 لوگوں کی بہ حالت ہو جاتی ہو کہ اوصو کا پانی لینے کے لئے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب
 آپ کلام فرماتے ہیں تو وہ لوگ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں
 اور وہ لوگ آپ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہیں الحدیث و اس سے جو کچھ آداب
 صحابہ کے ثابت ہوئے ہیں ظاہر ہو تیسری روایت مشکوٰۃ میں بروایت امام
 احمد بن عازب سے مروی ہو کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری
 کے جنازہ میں گئے اور قبر تک پہنچے ہنہ زمرہ محمد بن نہیں رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہوگی)
 آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرد اگر دس طرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سر و پیر پرندے
 تھے (یعنی نہایت سکون و سکوت کے ساتھ) و صحابہ رض کا حضور کی خدمت میں
 اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہو اور ہیشمار روایات اس
 باب میں وارد ہیں علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں چنانچہ
 مواہب میں ہو کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب جبط اعمال ہو تو اپنی
 آراء و اہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر ٹہر جانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور
 جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہیں تو آپ کی تفصیل دین سے دوسری طرف
 جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علماء نے لکھا ہو کہ جس طرح حضور کے سامنے رفع صوت
 جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت
 حاضرین و سامعین کے لئے خلاف ادب ہو اور اسی طرح محل جسد شریف کے قریب بھی

مواہب میں ایک حکایت نقل کی ہو کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ
 میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا کہ ای امیر المومنین تم کو کیا ہوا اس مسجد میں
 آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہو جو حیات
 حیات میں تھا سو ابو جعفر وہ گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو
 آپ نے دو شخص بل طاقت کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی
 آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی مشکوٰۃ باب المساجد میں آپ کے
 نام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہو اور بخملاً اسی تعظیم حکام
 کے یہ ہو کہ تعظیم ظاہری میں حدود و مشرعیت سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کے یا حضرت
 حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچویں روایت سے ظاہر ہو جو تھقی
 روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک یہودی اور سلمان کے جھگڑے کے قصہ میں
 روایت ہو کہ سلمان نے اپنی قسم میں کہا کہ قسم اُس ذات کی جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسے موسیٰ علیہ السلام کو تمام
 عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اسوقت ہاتھ اٹھا کر ایک طمانچہ یہودی کے منہ پر مارا
 یہودی نے جا کر حضور میں عرض کیا آپ نے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُس نے یہ قصہ عرض کیا
 آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو جس میں انکی بے ادبی
 کا شائبہ ہو جیسا کہ لفاظی میں لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جانے سے اسکا شبہ
 واقع ہو سکتا ہو، روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی مشکوٰۃ پانچویں روایت
 حضرت جابر بن مطعمؓ سے روایت ہو کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت میں آگئیں اور بال بچے بھوکے مرنے
 لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مویشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو
 آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا بھیجے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لائے
 ہیں اور خدا تعالیٰ کو آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے لگے اور

اسقدر مگر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہ کے چہرون میں دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کبھی مائے
خندے تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہیں لایا جاسکتا خندے تعالیٰ کی شان اس
بہت زیادہ عظیم ہو الحمدیث روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کذا فی مشکوٰۃ فو شفیع
کاتب عظیم بھی ہوتا ہی جیسا حضرت بریرہ رضی سے آپ نے دوبارہ منیث کی فرمایا کہ میں
حکم نہیں کرتا شفاعت کرتا ہوں لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہو کہ شفیع اس حاجت کے
پورا کرنے سے خود عاجز اور جس سے سفارش کرتا ہو اسکا محتاج ہوتا ہو اور عجز و محتاج
کا احتمال بھی خدا تعالیٰ کی ذات میں محال ہو پس چونکہ اس عنوان میں اگرچہ تعظیم نبوی علی
درجہ کی ہو مگر بوجہ سوادب کے حضرت حق کی شان میں آپ پر کس قدر گراں گذرا اور کس
اہتمام سے آپ نے اس سے روکا من القصیدہ

بالحسن مشتمل بالشر متسم
جامہ حسن بین کیٹی ہوئی جو اور تازہ رولی اور کشادہ
بینانی سے متصنعت و نشان منہ ہو۔
واللہ فی کرم والدہر فی ہمہ
سمندر کے عوم فیض و نفع رسائی خلایق میں اور
ماند زمانہ کے ہمتوں میں۔

فی عسکر حین تلقاءہ دعی چشم
جلالت عظمت کو ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا ایک بڑی چشم
من معد فی منطق منہ و مبتسم
درخشان طالعہ یہ کہ وہ ہوتی جو ہنوز صفت ہی نہیں بخلا وہ کمال
صفائی و جمک میں ایک کلام اور دندان ہی مشابہ ہو گویا صفائی کو
نہیں پہنچ سکتا دان سب و صاف سو ایک عظم صورت یعنی ہوتا
راہت ہو اور تفسیح ہی ہو کمال محترم و واجب التوقیر ہونے کو
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

اگر وہ مخلوق نبی سزا نہ خلق
کیا مدہ ہے سرشت و صورت حضرت کی جمل کو آپ نے
خلایق عظیم سے زینت دی ہو ایسے حال میں کہ وہ تبار
کا لہر ہر فی نور و البدر سہ فی شرف
ذات عالی صفات لطافت و نظافت میں مثل شگوفہ کے
ہو اور مثل ماہ چہار دم کے علو و بزرگی میں اور مانند
کانہ و هو فرد فی جلالہ
در ایک یہ تبار ہو کہ آپ اگر بنا بھی ہوں تو مافات کے وقت بوجہ نبی
کائنات اللہ لو المکنون فی صدق
تو ہوتا ہوا جی صدق میں نہان ہو اور تبارک یاہ اگر وہ کمال
نہیں ہو ابی تک اور دمک میں گون گہروں کے متابہ ہو
خزانہ دو کانون نہر نکلا ہو بین ایک کان زبان مبارک کو
بہی ظام بانہ انظام اور دوسرے دل و لب شریف و نذران
یا رب صل وسلم دائماً ابداً

نیتیسون فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت میں

یہ بھی فصل میں سابقین کے ساتھ حق ہو کیونکہ یہ بھی بخلا آپ کے حقوق و آداب کے ہی اس باب میں بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہو پہلی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہو اور اس سے دس انا دعات ہوتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں روایت کیا اسکو سنائی سے دو مہری روایت حضرت ابن مسعود سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہو گا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے تیسری روایت نیز ابن مسعود سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ کو پہنچاتے ہیں روایت کیا اسکو سنائی اور دارمی نے جو تھی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے وف اس حدیث سے تحقیقین نے کہا کہ آپ کا نام مبارک سن کر اول بار درود پڑھنا واجب ہو پھر اگر کسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو مستحب ہو پانچویں روایت حضرت ابی بن کعب سے روایت ہو کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں (یہ بتلا دیجئے کہ) کس قدر درود معمول رکھوں (مطلب یہ کہ بقیہ اور اسے درود کی کیا نسبت رکھوں) آپ نے فرمایا بس قدر چاہو میں نے عرض کیا کہ ایک ربع یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہو تو پون گھنٹہ درود کے لیے رکھوں) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہو میں نے عرض کیا کہ نصف مثلاً مثال مذکور میں ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو تمھارے لیے

اور بھی بہتر ہو میں نے عرض کیا کہ دوثلث مثلاً مثال مذکور میں دوگنٹھہ آپ نے فرمایا کہ
جو چاہو اور اگر زیادہ کر لو اور بھی بہتر ہو میں نے عرض کیا کہ میں تمام وظیفہ درود ہی
کو کر لوں گا یعنی پورے تین گنٹھہ ہی پڑھا کرونگا آپ نے فرمایا تو اس صورت میں تھا کہ
تمام افکار کی کفایت کی جاوے گی اور تمہارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اسکو ترمذی
نے ف سے اس سے درود شریف کا فضائل اوراد ہونا ظاہر ہو چھٹی روایت ابو یوسف
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرہ بار علیہ السلام میرے پاس
آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اس پر دس
زمتین نازل کروں گا اور جو شخص سلام بھیجے گا اس پر دس سلام بھیجوں گا روایت کیا اسکو
نسائی اور دارمی نے ف سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ میں
صلوۃ و سلام دونوں ہوں تو اس سے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتیں حق تعالیٰ کی ہوتی
ہیں مثلاً اللہ صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد و
بارک و سلمہ ساقی تو میں روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
انھوں نے فرمایا کہ دعا متعلق رہتی ہو درمیان آسمان و زمین کے اس میں سے کچھ بھی
مقام قبول تک نہیں پہنچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اس کو
ترمذی نے ف چونکہ یہ امر درک بالقیاس نہیں ہو اس لئے حکم فرع میں ہو یہ سب
احادیث مشکوٰۃ میں ہیں اور اس باب میں احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہو۔
بعد بیان فضیلت کے بہت متناسے وارد قلبی اسکی بعض حکمتیں لکھنا مناسب معلوم
ہوتا ہو حکمت اول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات است پر ہر شمار
ہیں کہ صرف تبلیغ مامور ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ انکی اصلاح کے لئے تدبیریں سوچیں
انکے لئے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کہیں انکے اہمال حضرت سے دلگیر ہوے
اور تبلیغ کو مامور بھی لیکن تاہم اس میں واسطہ نعمت تو ہوے بہر حال آپ محسن بھی ہیں
اور واسطہ احسان بھی پس اس حالت میں مقتضائے فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہو کہ ایسی ذات کے
واسطے دعائیں نکلتی ہیں خصوصاً جبکہ مکافات بالمثل نہ ہو سکے اور بہارا عاجز ہونا اس

مکافات سے ظاہر ہی کیونکہ ان نعماء کا اقامہ غیر نبی سے نبی پر حالات سے ہو اور دے
رحمت سے جبر کر کوئی دے مانہیں اور اس میں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا ہے کہ مفہوم ہو درود
کا اس لیے شریعت نے اسی فطرت علیہ کے مطابق درود شریف کا امر نہیں ہو یا کہین
استحبابا فرمایا و نحوہ فی المواب حکمت و وہم بونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب
کے لیے کسی خیر کی درخواست نہ کرنا اور محبوب کو جو بخواہ اس خیر کے لئے میں اس درخواست
وہ خود بوجہ رحمت کے و عثر اس محبوب کو جو بخواہ اس خیر کے لئے میں اس درخواست
کی عاجز نہ ہی نہ ہونیکہ ایسی درخواست کرنا خواہ بہت ہو تا ہی اس درخواست کرنے
و اس کے تقرب کا پس درود شریف میں جو نیکہ درخواست رحمت پر محبوب حق کے لیے
اس لئے یہ فرید ہو جاویگا خود اس شخص کو حق تعالیٰ کی عنایت و قرب میں ہونے کا و نحوہ فی
المواب حکمت موم نیز اس درخواست میں اظہار ہو آپ کے شرف خاص عبدیت
کاملہ کا کہ رحمت الہی کی آپ کو بھی ضرورت ہو و یا امن سوانح انوقت حکمت چہارم
جو کہ آپ بھی بشر بن ہیں مابہت میں عجز و عجز میں است کے ساتھ شریک ہیں اور
بعض امور زائدہ مثل لڑنے مال وغیرہ میں اور ان کے ساتھ مساوی بھی نہیں اور یہ
دشمن اک اور عدم مساوات و تفاوت منجر ہو جاتا ہی استنکاف کی طریت اعتقاد عظمت
و اتباعت سے جیسا ام صناعہ کو پیش آ یا کہ بعض سے یوں کہا اودھن لبسین مثلنا و
قومہا لنا عابدون او بعض سے کہ ابشراہ کو حمانہ تبعہ اما ذالقی صلال و سحر
کسی سے کہا ولا تزل هذا القرآن علی من جرح من القرینین عقیہ اس لیے درود شریف
میں اسکا پورا اعلان ہی کیونکہ اس میں دعا و رحمت خاصہ کی تو اس سے آغوش ہو اسکا
کہ آپ رحمت خاصہ کے متعلق ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اس شریک کے ساتھ
اس اعتبار کو بھی تو دیکھو جس کے سامنے دوسروں کا امتیاز فی وغیرہ لڑ ہی اور نیز اس میں
حکمت اول کے لحاظ سے استحصا نہ اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ہمنون ہیں اور عظمت و منت
کا استغفار رافع ہوتا ہی استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا و
مولانا وغیرہ بھی پڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات پڑھائے جاویں

جن میں تصریح ہو آپ کے جد و جد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہی ہم پر اور
 اس سے منع استنکاف سے افتقار و انکسار حادث ہو گا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہی
 خصوصاً شریعت میں جسکے معنی ہونے کا نصوص میں ایستقام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الہی
 بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف
 افتقار کا استحضار عین مرضی الحق اور آپ سے ابرو استغنا بغایت نامرضی ہو کہا قال اللہ
 تعالیٰ هو الذی بعث فی الاممیین رسولاً منهم نبیاً و علیہم اباتہ و بزرگیہم و علیہم
 الکتاب و الحکمۃ و ان کا نوا من قبل لہی ضلال مبین و قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ
 علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم بنیاً و علیہم اباتہ و بزرگیہم و علیہم
 الکتاب و الحکمۃ و ان کا نوا من قبل لہی ضلال مبین حکمت پیچھے بعض طبائع میں
 غلبہ افاق توحید کے سبب و سائنط کے ساتھ کہ ان سائنط میں انبیاء بھی ہیں دل زیادہ
 آویختہ نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر و واجب اعتقاد و انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اس زیادت کا انتقاء مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقدمہ سابع میں امام فشری سے
 ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہو کہ اُنھوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو معذرت درستی کہ خدا نے تعالیٰ کی محبت مجھ کو آپ کی
 محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت
 کرتا ہو وہ مجھ سے محبت کرتا ہو کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہو کہ میرے ہی توسط سے تو یہ بات
 نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ سے محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو سو
 امر ضروری محبت ہو نہ کہ التفات دائم اور بعض نے کہا ہو کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت
 کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاننے میں پیش آیا تھا وہ لیکن کمال حال یہ ہو کہ
 جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات کر کے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے
 اسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل عن التوحید نہ تھے بلکہ مکمل توحید جاسنے

سل یعنی خصوصاً ایسے بزرگ کے مقابلہ میں افتقار جو کہ نصوص میں معنی کے لئے بیان اور خصوصاً اس لئے کہا کہ افتقار

فی نفسہ بھی خود ہی ۱۲۱۰

جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہتا ہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اس کے
 پاس بھیج دے کہ اس کو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیہ عقل یہی کہ جس قدر اپنے محبوب کی مقصود
 مقصود اسکے دل میں بسی ہوگی اسی قدر ہر قدم پر اس موصول کی مقصود کے قدم اور زبان
 پر اس کی توجہ ہوگی کیونکہ اس میں کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مستحسن
 ہو گا اور کچھ کم ہو گا اور کچھ زیادہ ہو گا اور کچھ کم ہو گا اور کچھ زیادہ ہو گا اور کچھ کم ہو گا
 جب اس عاشق کو معلوم ہو گا کہ میں جس قدر اس کا کراہ و بد رات و خدمت کر دوں گا میرا محبوب
 اسی قدر زیادہ خوش ہو گا تو وہ اب بھی اس میں مشغول رہے گا اور ہر شغل مانع غرضتہ
 بالحبوب نہ ہو گا بلکہ اس اشتغال میں اور زیادہ مشغول ہو گا پس جس طرح اس مثال میں جس
 درجہ کی مقصود بہت محبوب بالذات کی اس محب کی نظر میں ہوئی اسی درجہ کا التفات
 موصول کی توجہ و سلوک پر ہو گا اسی طرح جنہو موصولی اسد علیہ وسلم کی طرف جس قدر التفات ہو
 و دین علامت ہوئی و احد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونوں التفات و
 دین تراحم ہو ابلکہ تلامذہ ہوا پس اس زو فی نفس کے رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع
 ہو گا یا علو علیہ وسلم و ان علیہما میں حکم ہو گا کہ اس واسطے کی طرف توجہ با احترام کرنے سے
 ہم خوش ہوتے ہیں پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہو تو اس واسطے کی طرف توجہ
 با احترام کرے اور اس کو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاہم منافی توحید
 نہیں بلکہ اشتغال بالغیر باین معنی کہ یہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہو اور جو
 غیر کہ خود موصول ہو اس کی طرف توجہ کرنا تو لازم توحید سے ہو کہ بدون اس کے توحید ہی تک
 وصول نہیں ہوتا وہاں الحکمۃ من سوانح سالت الوقت فائدہ فقہیہ متعلق
 اب درود شریف رد المحتار میں ہند یہ سے نقل کیا ہو کہ تاجر کا کپڑا کھانے
 کے وقت اس غرض سے تہیج یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلا نا مقصود ہی
 یا چونکہ اس کے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنے کے وقت اس

لے وہو الذی ہر عند فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اذا ذاک المعنی والذی فی القلب اوسح و اوقع
 و شد الحمد ولا خیر الاہ

شریف سے رو د پڑھنا کہ لوگوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاویں
 یا نہ سنا جائے جگہ کہ دین یہ بکروہ ہو اور درختنا زمین اسکو حرام کہا ہو رد المحتار میں حرام
 کی تفسیر کیا وہ قربی سے کی ہو حاصل یہ ہو کہ درود شریف عبادت ہو اور عبادت کو امر
 شرعی کے موافق کرنا چاہیئے اور ان اغراض کے لیے اسکا پڑھنا قواعد شرع کے
 خلاف نہ ہو اس لیے ممنوع ہو گا اور اب کے بھی خلاف ہو کہ اغراض خبیثہ کا آلہ اسے
 امر شریف کی بنا یا۔ لی بعض لعشاق

صل یا رب علی من اس فریق اناس	منہ الخلق اسان بوضان الباس
تو بچان اور دروگارا دشمنان کے گروہ کو مٹا دے	ان سے سخت کو امن ہو امان شدت میں
صل یا رب علی من هو فی حیرت	کل من یظما یسقیہ سحیق الکاف
روستہ بھج اور دروگارا اس ذات کہ قیامت کی گواہی دے	جو پیاسا ہو گا وہ اسکو شرب ہو اور کاپیاد بناوین گے
صل یا رب علی من برجاء الکفر	خص من جلاء الیب لعمور اناس
روستہ بھج کو پروردگار امن اتیر خیروں نے اسکو کفر سے	خاص فرماں پہنچو جو کو باہر چھوڑ دیا عام لوگوں سے
صل یا رب علی من انس کل البشر	مبدال لوحشت فی القبر باستیناس
رحمت بھج ای پروردگار تمام لوگوں کے مونس پروردگار	کو قبر میں مبدال بائس کرنے واسطے
صل یا رب علی روح رئیس رسول	نقذی فحن علی ارجله بالراس
رحمت بھج ای پروردگار رئیس رسول کی روح پر	جنگل قدموں پر ہم چلنے میں سر کے بل

اڑتیسویں فصل بکے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت

کو جس طرح درود شریف قربت مقصود نہ ہو یہ توسل قربت مقصود نہ نہیں بلکہ صرف ایک
 خاصیت میں درود شریف کا ہم اثر ہو کہ دونوں سبب ہیں دعا کے اقرب الی الاجابہ ہونے
 کے اسی لیے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ میں

ساتھ درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتویں روایت میں اور بہت حدیثوں میں مذکور ہوا اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل

کی ساتویں روایت میں مذکور ہوا اور روایات میں مذکور ہوا ہو

کچھ خلاف بھی کیا ہو مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہی جبکہ حدود مشرقیہ کو محفوظ رکھے، اسی سبب
 مذہب تصور یہی ہوا پہلی روایت سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ من عثمان بن حنیف
 سے روایت ہو کہ ایک شخص نابینا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
 کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو رافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اسکو ملوئی ہوں
 اور یہ زادہ بہتر اور اگر تو چاہے تو دعا کروں اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیکھ اپنے
 اسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھتے ہو دعا کرے
 اسی انداز میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طاعت متوجہ ہوتا ہوں ہوسیدنا محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم نہی رحمت کے ای مجھ میں آپ سے کچھ وسوسہ ہے ابھی اس حاجت میں اپنے
 رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو دے ای اللہ آپ کی شفاعت میرے حق
 میں قبول کیجئے اس سے تو مسلک ثابت ہو اور چونکہ آپ کا اسکیلئے دعا فرما
 کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کی دعا جائز ہو اسی طرح توسل
 کا بہن کسی کی ذات کا بھی جائز ہو اور حاصل توسل فی الدعا کا یہ ہو کہ ای اللہ خداوند
 آپ کا مورد رحمت ہوا اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت
 ہوا اور ہر اس سے محبت اور اعتقاد رکھنے میں پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسل بالاعمال
 میں بھی بطور سے تغیر سے ہی تقریر ہو کہ یہ اعمال آپ کے نزدیک ہو جب رحمت ہیں اور انکا
 فائدہ بھی ہوتا ہوا اور ہم نے یہ اعمال کیئے تھے پس ہم پر رحم فرما اور اس میں جو یا محمد
 آیا ہو اس سے ندا و غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں
 انجاء الحاجۃ میں ہو کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے
 و ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا
 اور بیٹا ہو گیا دوسری روایت انجاء الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے لہذا
 کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اسکی طرف التفات نہ فرماتے اس نے
 عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو ان کے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا

او پر والی سلجھا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضی کے پاس جو پھر گیا تو
 انھوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث بیہی سے اسکو دو طریق سے
 بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسطین ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں روح بن صلاح
 بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اس میں ایک گور ضعیف ہے جو کہ
 ایسے ابواب میں مضربین اہل سنت سے توسل بعد الوفا بھی ثابت ہوا اور علاوہ
 ثبوت بارزائے کے درایت بھی ثابت ہو کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل
 بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور نہ اکا شہم بیان بھی نہ کیا جاوے
 دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا ہو سو وہاں حضور
 قریب ہی تشریف رکھتے ہیں نہ اوجائب لازم نہیں آتی دوسرے علت صلح خوش
 اعتقاد تھے نہ اذ القصد تبلیغ بلکہ اُسے حال سے ظاہر تھا اختلاف وقت کے عوام
 کے کہ عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں اسی لئے انکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لئے
 خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے یہ حضرات یہ نہ حاجت رہا سمجھ کر نہ کہتے تھے اب
 اس میں بھی غلو ہی پس لڑکا فعل ان ناقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہیں بن سکتا اس کار
 پا کاں راقیاس ز خود دیگر۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا میں
 جہلہ حد و شرعیہ کو محفوظ رکھنے کی سری روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس رضی سے
 روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی جب لوگوں پر قحط ہوتا حضرت عباس بن عبد المطلب کے واسطے
 سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہ ہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپ کے دربار میں
 اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا
 اسکو بخاری نے اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نہ لکھا جبکہ اسکو نبی سے
 کوئی تعلق یہ قرابت حسبہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور
 اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لئے حضرت عمر رضی نے حضرت عباس سے توسل کیا
 نہ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جہلہ دوسری

روایت سے اسکا جو الزام ثابت ہوا اور چونکہ اس توہم پر کسی صحابہ سے نکیر منقول نہیں آیا
 اس میں اجماع کے معنی آگے پہنچو تھی۔ روایت ابو الجوزاء سے۔ روایت ہر کہ مدینہ
 میں سخت قحط ہوا لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس سے تمہارا دل سماں کی طرف اُس میں ایک منفذ کردو
 یہاں تک کہ اُسے اور آسمان کے درمیان جھاپ نہ پڑے جتنا یہ ایسا ہی کیا تو بہت زور
 کی بارش ہوئی الحدیث روایت کب اسلود رہی سے کذا فی خیر العلم اعظم اب اللکرامات
 ف اوپر تو مسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے تو مسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اس کے
 معنی بھی ہزبان حال یہ تھے کہ آپ کے نبی پر ائمہ ہدیہ علیہم السلام جسد نبوی کی وجہ سے
 متبرک سمجھتے ہیں اور نبی کی ملائیس یہ کہ نہ کہ جسے سمجھنا یا بوجہ اس کے کہ خداست ہو اعتقاد
 عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب است ہی نہیں ہے نہ فرمائیے یا چچوین روایت
 مواہب میں بسند امام ابو النضر و صحابہ ابو اسحاق اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن الجوزی
 رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب پلاں سے۔ یہ لیا ہو کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے
 سانسے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ
 نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہو دو انفسا ذ ظلموا
 انفسہم نجواک واستغفروا للہ واستغفر لہم الرسول لوجہ والہ فابا رحیمہا اور میں
 آپ کے پاسل پنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حصون میں آپ کے
 وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات
 ۲۲۰ھ میں ہوئی ہوا غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں
 پس حجت ہو گیا من الروح۔

ومن تکن برسول اللہ نصرۃ
 او جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں
 دعا کم مستغنیاً عما جیاً املاً
 ہر بندہ تو بگو یا بیل نہ مستغنیہ ہو کہ اور امید کی چیز نہ کہانی
 فالظفر من جندہ والنصر والظفر
 سے ہو تو فتح اور نصرت اور ظفر اس کے لفظ میں سے ہو
 فہل لہ من سوی لطیفکہ نظر
 ہو کہ پچا لہ سو اس کے لہو سو آپ کے لہو کے کوئی نظر گاہ نہیں

فلعطف الہی علینا قلب سیدنا
سواوات ہم پر بہت سرد اخیر الام کے قلب کو مہربان کر دے
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک من ممانتہ العصر

انتالیسویں فصل آپ کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں

چونکہ شدت بہت لو کثرت ذکر لازم آتا ہے لہذا یہ فصل بھی بہت حق مضمون و محبوب محبت نبوی سے
ہو جو کہ بنی تین فصل میں مذکور ہو مگر ترتیب میں فصل توسل سے اس لیے وصول کی گئی
کہ جس طرح توسل میں بعض نے غلو کر لیا ہے اسی طرح ذکر شریف میں بعض نے حدود کو چھو کر
کوئی افراط میں کوئی تفریط میں کوئی اشتباہ میں کوئی تحذیر میں مبتلا ہو گیا جس کا قصہ اس
فصل میں بھی بیان کیا جاوے گا کہ اس ذکر شریف کا نشر و تبلیغ مطلوب ہونا بیان کیا
جاتا ہے کہ لا بن ابی الجعد

لا یا عجب المصطفیٰ زاد صبا بہ
سن بلکہ اے عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب
ولا تعبان بالباطلین ونا نصاً
اور اہل بطلان کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت
وضوح لسان الدن کر منک تطیبہ
ترقی اور اپنی زبان کو خوشبوئی ذکر نبوی سے جو بہ نظر
علامت حب اللہ حب حبیب
حب الہی کی اس کے حبیب کی محبت ہے

مشرعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت و رفع مالک ذکر ک

پہلی روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں
آپ نے فرمایا کہ میں رسول تو ہوں ہی مگر دو میرے فضائل حبیبی و نبوی بھی رکھتا ہوں
چنانچہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو
بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھ کو اُن کے بہترین (یعنی انسان) میں سے لیا پھر اُن (انسانوں)
کو دو فرقے (عجم و عرب) بنا دیے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں لیا پھر اُن (عرب)
کو مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر اُن (قریش) کو

کئی خاندان بنائے اور کچھ کو بہترین خاندان دیعنی بنی ہاشم میں بنایا پس میں اپنی ذات
 کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے
 افضل ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی مشکوٰۃ ف اس حدیث سے ثابت
 ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر ہر سب سے فرمایا دوسری روایت فقیہ ابواللیث
 نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند متصل سے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہو کہ جب سورہ
 اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض میں داخل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات
 کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں
 اعلان کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلالؓ نے
 پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوة علی الانبیاء
 کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے
 بعد کوئی نبی نہیں ہو کذا فی الجملہ الاول من فتاوی مولانا عبدالحی رحم صفحہ ۵۳ ف اس
 بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادۃ جمع فاس بقصد نشر علم جیسا کہ ارشاد
 نبوی بھی اس پر دل ہو کہ وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ تیسری روایت حضرت
 عائشہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رض کے لئے
 مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان
 کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان
 کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
 مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی مشکوٰۃ
 ف اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرنا ثابت ہوا اور اس کے مظلوم ہونے
 کا جو از بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو جو خطی روایت حضرت حسن بن
 علی رض سے روایت ہو کہ میں نے اپنے مامون ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کی نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت
 ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اسکو

اپنے ذہن میں جمالوں الحدیث کذا فی الشماہل للترمذی و اس سے دو امر ثابت ہوئے
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا شوق آپ کے شماہل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق
بکثرت آپ کے شماہل کے ذکر کرنے کا نیز شماہل میں حضرت حسین کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
آپ کی سیرت محاسن کی نسبت سوال کرنا مروی ہے یا پھر یحییٰ بن روایت غار بن
ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے
لگے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کہیں اُنھوں نے فرمایا کہ میں کیا
کیا باتیں کروں کہ احادیث بیان سے خارج ہوں اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے کہ کافی
الشماہل للترمذی و اس سے ثابت ہے کہ اتنی باتیں آپ کے حالات سننے کا ثابت
ہو اغرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے صحابہ و
تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا ایقظ
سفینتین فصلین و درمیان نہ گورہے ہر کہ وہاں درود شریف پڑھنا خلافت
ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ چاہیے کہ اگر نہایت ہی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف
ہو گا جیسا بعض بے احتیاطوں نے اس میں بعض منکرات کو ضم کر لیا ہے وہ
سو ادب و ناسرور ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

طرق العشق کلھا ادب ابو النفس ایہا الاصحاب

مِنَ الْقَصِيدَةِ

خدا متہ یمدیح استقیل بہ
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بذریعہ مدح
و لغت خدمت کی کہیں اسکے ذریعہ سے اس عمر کے
و منذ الزمت افکار می مدائح
اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے افکار کو لازم کر دی ہیں تو میں نے
دوبہ عمر مضی فی لشعر و الخدم
گنا ہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور آداب
دنیا کی خدمت میں اور حج و نماز میں گزاری۔
و جہد تہ الخلاصی حنین ملتزم
اُسکو اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب
اور صفا میں پایا ہے۔

ولین یفوت الغنی منه یدان تربت
اور وہ تو مگر ہی ۲۰ بدین ۱۰ غنیمت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل
ہوگی وہ ہرگز کسی دیکھ کو ظانی و معلوم نہیں جو بڑی بیکار کی
مانہ لکھ دیکھ کر یہ کہ آپ کا فیس عمر عام ہر ان کے ہونے وہ
یا سب حاصل و یہ اس کے لئے صاف ہے

ان انحبیبین الازہار فی الاکم
وہم بنای لائق زراعت کو جس میں اسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہو
تازہ کرتا ہو اس میں انشاء ہے کہ حصہ عملی اللہ علیہ وسلم کا ہو
اور یہ بعض مفید ہے کہ یہ نبیست نہ ہونا چاہیے۔
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

چالیسویں فصل زیارت فی المنام کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ یہ کو بہ ان فی زیارت سرف نسبت نہیں ہوا اس کے لئے جاسے اس کے
خواب میں زیارت سے شریعت ہو جائے یا نہ ہو یا تسلی اور فی نفسہ ایک قسمت عظمیٰ دولت
کبریٰ ہو اور اس سعادت میں ان حساب کو اصل داخل نہیں محض وہ ہو یا نہ ہو یا تسلی
اللہ تعالیٰ سے بڑا اور بہت

بہر حال ان کو ان میں اس سرشت میں ختم ہو گئیں البتہ غالب ہو کہ اکثر درود شریف و
کمال باری سنت و غلبہ محبت پر اس کا ترتیب ہو جاتا ہو لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اس لئے
اس کے نہ ہونے سے مغرور و مخزون نہ ہونا چاہیے کہ بعض کے لئے اسی میں حکمت و رحمت ہی
عاشق کہ رہنا سے محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور بھر ہو تب و اللہ درمن قال سے
ارتب و صدالہ و یرید ہجری

قال العارف الشیرازی

فراق و وصل چاہے باشد رضای دہشت طلب
اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رینا حاصل نہ کی تو وہ
کافی نہ ہوگی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورت زائر
معنی مجبور اور بعض صورت مجبور جیسے اوپس قرنی معنی قرب سے سرور تھے اب بعض و اب
مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت میں لکھی جاتی ہیں پہلی روایت حضرت ابو ہریرہ

لہ کہ مروت لافاق شکر است بے مراد ہی کے مراد وہ ہر اس وقت کہ

سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے مجھ کو بھی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے امر واقعی دیکھا یعنی مجھ کو بھی دیکھا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے فان دون حدیثوں کا ایک ہی حامل ہو مشکوٰۃ کے حاشیہ میں سید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اس باب میں دو قول نقل کیے ہیں کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب میں علم ضروری کے طور پر یہ بات القاء ہو جاوے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آیا یہ روایت بھی صحیح ہے یا نہیں جنھوں نے اسکو بھی صحیح کہا ہوا اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہو کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہو جسے مکرر آئینہ میں صاف چہرہ بھی مکرر نظر آتا ہو یا بعض آئینوں میں صورت ٹیڑھی نظر آتی ہو تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہو مگر خرابی آئینہ میں ہو اور یا یہ وجہ ہو کہ وہ صورت حقیقت میں روح مقدسہ کی مثال ہو اور مثال کے لئے اصل صورت پر ہونا ضرور نہیں اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہو اور نووی نے بھی یہی کہا ہو واللہ اعلم تیسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھے وہ مجھ کو بیداری میں بھی دیکھتا ہو شیطان میری صورت نہیں بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے فان اس میں بشارت ہو اس خواب دیکھنے والے کے لئے حسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہو کہ اس شخص کا خاتمہ بالآخر ہو گا یہی معنی ہیں حضور کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری میں بھی دیکھا جائے یعنی آخرت میں مجھ سے اُسکو قرب ہو گا اور یہ ظاہر ہو کہ جیسے اعمال ہشرہ مفید ہیں ایمان و تقویٰ کے ساتھ اسی طرح احوال ہشرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اُس میں کیا دخل ہو اسوبات یہ ہو کہ ایسے احوال غالباً دلیل بشارت ہیں نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبہ علامت میں ہی متمیم اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اگر وہ امر مشروع ہو عمل کیا جاوے گا اور اگر غیر مشروع ہو تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہو

رہا یہ کہ عمل کرنے کے لیے جب شروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویہ کے بھی تھا۔ ویسا کہ کیا اثر ہوا۔ بات یہ ہے کہ ویسا سے اسکا تا کہ اس شخص کے حق میں ٹیڑھ جاوے گا و اللہ اعلم بالصواب

والحب يعترض اللذات بالآلم

و خفتب . بزرگ محبت . بعمس لذت . بامکا انزاد دق ابر

فوق نام تسلط اعداء ما بحکم

خداوند به ما عطا فرماید

پروسیہ اور شہزادہ بنیامین ہارمون ہیکل کے فریڈرکسبرگ

تو ایستد که امانت نهیم و میسر

عليه السلام وخلفاءه

نغمہ سہری صیبت من اٹھوی ڈاسرفی

اس کو خنبالی محبوب مرے پاس، اور مجھے پیدا کرنا

اوکیت رش فی الدیہ حقیقتہ

۱. در این سفر، من به سبب غیبت خود به فراخ بصر

حقیقتاً حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

و یا میں تم طرح و رہ و کس سے ہر روز ہر گز نہیں سکتے

یا رسولہ وسلم اقمنا اسلاما

فصل کتاب المسویہ و آخری فصل چہ حضرات صحابہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت و عظمت میں

بسک، صدق نام ہو کہ محبوب کے متعلقہ بطرفِ انجیب ہوتے ہیں خاصکر وہ علقہ ہیں جو محبوب

کے محبوب اور مہر و محبت پر بھروسہ کرنا جس کے ساتھ اپنے ساتھ ثابت رہنے کے لیے

خود محمد کا حکم ہے۔ وہ اپنے غائب محمد سے ملے اور اس سے فرما کر اس سے کہ

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

یہاں پہ بقول مولانا رومی :-

چونکه شده خورشید و ماه اگر دواغ

چونکه گل رفت و گمان شد خراب (۱۱) ایوی گل را داد که جوئم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کر کے یہ حکم بالکل صحیح ہو گا کہ میں لوگوں کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور

تعلق نہ ہوگا سکا دعویٰ حب نبوی کے باب میں محض غلط ہوگا اب اس کے متعلق بعض روایات

مذکور ہوتی ہیں فضائل صحابہ۔ یہاں روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہو کر فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اگر امر کر دے کہ وہ تمہارے میں ہمت نہ

۱۲۔ اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہیں ۱۲۰

۱۵۔ اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہیں ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو شانی نے دوسری روایت حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ میں میرے بعد اسکو نشانہ (اعتراذات) کا مس بنانا جو شخص ان سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کریگا اور جو شخص ان سے بغض رکھیں گا وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھیں گا اور جو انکو ایذا دیگا اسے بھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے اسکو بکڑیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے جو شخص ان سے محبت کریگا ان کا مطلب یہ ہو کہ ان سے محبت رکھنا اس سبب سے ہو گا کہ ان شخصوں کو میرے محبت ہوگی تو نہ میرے مخصوصین سے محبت ہو نا لازم ہو ای طرح ان سے بغض رکھنا بھی اسکی علامت ہوگی کہ اس شخص کو مجھ سے بغض ہو اس لیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہو کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو ان سے بغض کیوں ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور مہم ناج بھی ہیں تیسری روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو برا مت کہو کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص اچھا پیارا کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی ان اصحاب کے ایک مدد یعنی ایک سیر اور بلکہ نصف مدد کے درجہ کو بھی نہ پہنچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے یعنی ثواب میں برابر نہ ہو مفضل اہل بیت پہلی روایت حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس لیے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تم کو نعمتیں کھائے کو دیتا ہو اور مجھ سے محبت رکھو خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہیں اور میں اس کا رسول و محبوب ہوں اس لیے مجھ سے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوں اور اہل بیت میرے منتخب و محبوب ہیں تو ان سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے دوسری روایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا فرمائے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں ایسی ہو جیسے نوح علیہ
 السلام کی کشتی جو شخص اس میں سوار ہوا اسکو نجات ہوئی اور جو شخص اس سے جدا رہا
 ہلاک ہوا روایت کیا اس کو احمد نے وف یعنی اہل بیت کی محبت و متابعت
 موجب نجات ہو اور بغض و مخالفت سبب ہلاک تیسری روایت حضرت
 زہدین ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑنا ہوں کہ اگر تم ان کو چھٹانے رہو گے تو کبھی میرے
 بعد گمراہ نہ ہو گے اور ان میں ایک پیرو دوسری سے بڑی ہو ایک تو کتاب اللہ کہ وہ
 رہتی ہو آسمان سے زمین تک اور میری آخرت یعنی اہل بیت اور ایک دوسرے سے
 کبھی جدا نہ ہونے کے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس جو عرض پر پہنچنے کے سوا در خیال رکھنا
 کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے وف
 کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہیں جو دلائل ربیہ سے ثابت ہیں جنکے ماخذ میں
 صحابہ و اہل بیت و فقہاء و محدثین سب داخل ہیں جیسا کہ خود ارشاد نبوی ہو کہ ان دو
 شخصوں کا اقتدار کرنا جو میرے بعد ہونگے ابو بکرؓ اور عمرؓ روایت کیا اسکو ترمذی
 نے حضرت حذیفہ سے اور جیسا ارشاد ہو کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جسکا
 اقتدار کر لو گے ہر ایت پا جاؤ گے روایت کیا اسکو زرین نے حضرت عمرؓ سے اور جیسا
 کہ حق تعالیٰ کا عام ارشاد ہو فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کہ اس میں سب علماء
 داخل ہو گئے اور کتاب اللہ کا اطلاق مطلق حکم شرعی پر خود حدیث میں ہو کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ میں فرمایا کہ میں تمھارے درمیان کتاب اللہ کے موافق
 فیصلہ کروں گا اس کے بعد آپ نے رشوت واپس دلوائی اور ایک شخص کو سوتا زبانون
 اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا دی اور عورت کے لئے بشریائے اسکے اعتراف کے
 رجم تجویز فرمایا صحیحین میں یہ روایت ہو حالانکہ ان احکام مذکورہ میں سے بعض قرآن مجید میں
 نہیں ہیں پس تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث میں تمسک باحکام شریعہ ہوا اور
 تمسک بالعترة سے مراد محبت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات ایمانیہ سے ہی جیسا کہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہو گا جب تک تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ رکھو۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث ہو چکی ہے کہ کئی احکام شریعہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا اہل بیت میں حضرات ازواج و مطہرات علی داخل ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ازواج کے خطاب کے مطابق ارشاد ہوا انصار اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت اور حدیث افک میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں فرمایا واللہ ما علمت علی اہلی من سوء قط چہ نعمت بھی اسکا مساعی پھر اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں پس ان سے بھی محبت رکھنا واجب ہوا اور اگر کوئی شخص اس پر بھی قرآن وحدیث میں دور از کار تاویلین کیے جاوے تو دوسرے دلائل سے انکی فضیلت وجوب محبت ثابت ہو چنانچہ حدیثوں میں بکثرت انکے مناقب مذکور ہیں قرآن مجید میں انکو اموات المؤمنین فرمایا ہوا و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خدمت کرنے والے کی طرح فرمائی ہو چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگوں کے ساتھ میرے بعد جو شخص سنو کہ کریگا وہ بڑا سچا اور نیکو کار ہو۔ روایت کیا اسکو احمد نے فضائل علماء و رشتہ انما ہمیا یعنی جو علماء باعمل ہیں اور دین کی اشاعت و خدمت اور اہل دین کی روحانی تربیت کرتے ہیں کہ یہی کام تھا حضرت انبیاء علیہم السلام کا و نہ علماء بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہو چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کریگا یا جہلاء سے مجادلہ کریگا یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ میں داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لئے حاصل کریگا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاوے گا اور فرمایا ہے کہ جہنم میں ایک داوی ہو جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہو اور اس میں ریاکار علماء داخل ہونے

لے اس سے جواب نکلا کہ بعض سید صبیح النبی سنت کے خلاف ہوتے ہیں تو اُن سے محبت رکھیں یا نہ رکھیں بقرہ جواب کی ظاہر ہے کہ محبت اللہ و رسول کے سبب سے ہو جب کوئی شخص اللہ و رسول ہی کا مخالفت ہو تو اس سے محبت بھی نہ ہو گی ۱۲

اب علما باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہیں پہلی روایت کثیر بن قیس سے
حضرت ابو الدرداء سے ایک بڑی حدیث میں روایت کیا ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا کہ عالم کے لئے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار
کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے
کواکب پر اور علما وارث ہیں انبیاء کے اور انبیاء نے دینا اور دہم میراث میں نہیں جھوٹا
صرف مسلم کو میراث جھوٹا ہی سو جسے اس کے حاصل نہ آئے پورا حصہ حاصل کیا روایت
کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور بن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت
حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسوں
پر ہوا جو آپ کی مسجد میں ملتے تھے (ان میں ایک عابدوں کی مجلس تھی اور دوسری
عالمین کی) آپ نے فرمایا وہ دونوں اچھے ہیں اور ان میں ایک نسبت دوسرے
کے افضل ہو سوبہ لوگ (یعنی عابد) جو زمین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور انکی طرف
انتہا کرتے ہیں سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ یعنی
عالم جو زمین تو دین کے احکام یا فرمان یا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھانے
میں نہایت زیادہ افضل ہیں ان میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کہ مبعوث ہوا ہوں پھر آپ نے ان
کو کون میں بیٹھ گئے (ناظر معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہی) روایت کیا اسکو
دارمی نے تیسری روایت حضرت حسن بصری سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو نبی اسرائیل میں تھے ایک تو مانتا تھا
کہ فرض مع اس کے ضروری تعلقات کے، پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے
بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو ان میں کون افضل
ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض مع اس کے ضروری
تعلقات کے، پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اس
عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہی جیسی میری فضیلت
تم میں سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے ان احادیث سے علما کا

جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہی پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ صرح ہے
 دوسری روایت میں آپ کا اُن میں بیٹھ جانا اس نسب خاص پر صاف دال ہو اور
 تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہو
 اور حضرات صحابہ و آل و ارواح کا تعلق ایزادہ باطن محتاج تنبیہ نہیں بلکہ سب جماعتوں
 سے محبت رکھنا آخر ہی محبت نبویہ کا ہے

سُبِّحَ السَّمَاءُ بِقُوِّهِ وَ اِيْشَارِ	ہم جماعت مدبرا الخلق اید ہم
رَبِّ سَمَوَاتِ تَوْبَتِیْ وَ اِيْشَارِ	یہ عزت جہانہ پر توبہ کی کہ تائید دہی ہوئی
فَمِنْ اَحْبَبِهِمْ يَسْجُوْ مِنْ النَّاسِ	فہم واجب یسجد منہ سے شفا پاتا ہو موجد
شَخْصٌ لِّیْ بِمِثْلِ ذَہِ آتَشِ دُوْنِ خِصْمِ	یا رب صل وسلم و ائما ابد
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَوْلَانَا بَا کِنَا	

خاتمہ اس میں بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہیں
 مضمون اول متعلق فصل سہم میں درود شریف کی فضائل مذکور ہیں
 مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی تعبیر نقل
 کر دی جاوے تاکہ اس رسالہ کے چرچنے والے ختم پیران سب صیغون کو کم از کم ایک بار
 پڑھ لیں کہ فصل ۳ پر ساتھ کے ساتھ نقل بھی ہو جاوے۔ و ہو ہذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ و سلام
 صیغہ صلوٰۃ

حدیث اول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ اِلَی الْمَقْعَدِ
 الْمَقَرَّبِ عِنْدَكَ (۳) اَللّٰهُمَّ رَبِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةُ الْفَائِئِمَةُ وَالصَّلَاةُ النَّافِعَةُ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآرِضْ عَنِّي رِضَالَا تَسْمُحُ بَعْدَهُ أَبَدًا (٣) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
(٤) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَأَوَالَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ ذَكَرْتُكَ وَرَحِمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٥) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا عَصَيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا عَصَيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٦)
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٧) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٨) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٩) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٠) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١١)

عَلَى إِبْرَاهِيمَ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٣) اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٤) اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٥)
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٥) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ وَارْزُقْهُمْ وَذُرِّيَّتَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَارْحَمْهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٦) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
 اللَّهُمَّ تَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ تَحَنَّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ سَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا سَلَّمْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٧) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِهِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

(١٨) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (١٩) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ
 إِبْرَاهِيمَ (٢٠) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ أَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
 (٢١) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ مَلَوَّةً تَكُونُ لَكَ رِضًى وَلَهُ جَزَاءٌ وَحَقِيقَةٌ أَدَاءٌ وَ
 أَتْعَمِلُ بِأَوْسَعِ لَدُنِّي وَالْقَضِيَّةِ وَأَقَامَ الْهُجُومَ الَّذِي وَعَدْتَنِي وَأَجْزُهُ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ
 وَأَجْزِهِ أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِبْنَوْنَا
 مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (٢٢) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
 الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
 مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٢٣) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمُ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ
 وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَحَمَتِكَ
 وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (٢٥) وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّ الْأُمَمِ

صَلَاةُ السَّلَامِ

(٢٦) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
 أَشْهَدُكَ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٢٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلَوَاتِ الطَّيِّبَاتِ الصَّلَامُ إِنَّهُ سَلَامُهُ
 عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٢٨) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى
 الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتِ بِدَعَا السَّلَامِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِعْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٢٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلَوَاتِ
 الطَّيِّبَاتِ لِلَّهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْكَ وَعَلَى
 عِمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 (٣٠) بِسْمِ اللَّهِ وَيَا لَيْلَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِمَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ
 أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ
 مِنَ النَّارِ (٣١) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الرَّاكِبَاتِ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتِ لِلَّهِ السَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (٣٣) بِسْمِ اللَّهِ
 وَبِاللَّهِ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ الطَّيِّبَاتِ الصَّالِحَاتِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا صَلَواتُهُ بِالحَقِّ بَسْمِ اللَّهِ
 وَنَذِيرًا إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي
 (٣٤) الطَّيِّبَاتِ الصَّالِحَاتِ وَالصَّلَوَاتِ وَالْمَسَافَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
 النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (٣٥) بِسْمِ اللَّهِ الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 (٣٦) الطَّيِّبَاتِ الصَّالِحَاتِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
 لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (٣٧) الطَّيِّبَاتِ الصَّالِحَاتِ
 الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
 الصَّالِحِينَ (٣٨) الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (٣٩) الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتُ
 الطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ

الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (۴۹) آمَنَّا
 أَمَّا زَكَاتُ الصَّلَاةِ الطَّيِّبَاتِ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (۵۰) بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

مضمون میں متعلق فصل حسین آپ کے ساتھ پہل حال کرنیکی برکت کو رہی

عطرالوردہ میں قصیدہ بردہ کے برکات میں لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبد اللہ
 شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوسیری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن
 بیکار ہو گیا انھوں نے بالمام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی زیارت سے خواب میں شرف ہوئے آپ نے اپنا دست مبارک اُس کے بدن
 پر پھیر دیا یہ فوراً شفا یاب ہو گئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے
 ملاقات ہوئی اور اُس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مع نبوی
 میں کہا ہے انھوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اُس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے اَمِنْ تَذَكَّرُ
 جبران بدی سلم انکو تعجب ہوا کیونکہ انھوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی اُس
 درویش نے کہا کہ واللہ میں نے اسکو اسوقت سنا ہے جبکہ یحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے سو انھوں نے یہ قصیدہ اُس درویش کو
 دیدیا اور اس قصہ کی شہرت ہو گئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر
 کو پہونچی اُس نے نقل کرایا اور وہ اور اُس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرنے لگے تھے
 اور انھوں نے بڑے بڑے آثار اس کے اپنے دنیوی و دینی امور میں دیکھے اور سعد الدین
 خارتی جو کہ توفیق نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم میں مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھیں جاتی
 رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اُس سے قصیدہ بردہ لیکر آنکھوں پر رکھو
 چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اسکو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُسکو شفا بخشی

نام احمد چون چنین یاری کند تا که نویش چون مدو نگاری کند
نام احمد چون حسداری شد حصین ناهج باشد ذات آن روح الا این

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰۔ اس میں بعضے درود شریف کے صیغے

جسکو زیارت نبوی فی المنام میں بزرگوں کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے، مذکورین
اور زیارت فی المنام کی حالت میں بعض صلیا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سنے ہیں وہ بھی مذکور ہیں اس لیے یہ مضمون
کہ دو ہزار میں ہر مجموعہ فصلیں کے متعلق ہو گیا جز اول منقول از زوا السعید شیخ عبدالحی
دہلوی رحمۃ اللہ سنے کتاب نزع غیب اہل السعادت میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز
نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو
بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمع نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ
درود شریف یہ ہو اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و سلم و یگر شیخ
موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل
ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو
وہ یہ ہو صلی اللہ علی نبی الامی و یگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت
ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اللہم صل علی سیدنا
محمد بنجرانوارک و معدن اسمارک و لسان حجتک و عمرؤس ממملکتک ق لامام
حصرتک و طراز ملکک و خزائن رحمتک و طریق شریعتک المثلک ذ

بِتَوَحُّدِهِ اِنْسَانٍ عَيْنِ الْوُجُودِ وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ
 الْمُتَقَدِّمِينَ تَوْضِيحًا لِكَ صَلَوَاتُكَ تَدْوِمُ بَدَايَاكَ وَتَبْقَى بَقَايَاكَ لَا مُنْتَهَى
 لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَوَاتُكَ تَرْضِيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ
 ویکر اسکو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰهُمَّ رَسَّاتِ
 الْحِلَالِ وَالْحَرَامِ وَرَسَّاتِ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَسَّاتِ الْوُكُنِ وَالْمَقَامِ اَبْلَغُ رُوحِ سَيِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَلَامًا مُرَبَّرِي شَرَطِ اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے
 پُر ہونا اور غامبری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہی جزو ثانی اس میں دو خواب ہیں رو یا و
 اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صلح مختار بندہ ارسلانگو آدمی ہیں کانپور
 میں اس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح
 الیوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھ کو بذریعہ خط کے جب اسلئے مخاطب اکتوبر تک میں
 اطلاع دی کہ دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے اسکی حاجت نہیں مگر فطری طور پر رو یا
 صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طلباء میں ضرور پیدا ہو جاتی ہو وہ لکھتے ہیں
 تین چار روز ہوئے میں نے ایک خواب سچ کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر معروف
 میں ہوں ایک براق آنکر اس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہو لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ
 تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب
 نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں ایک انعام
 چہرہ مبارک پر پڑی ہوئی ہے حضور میرے قریب تشریف لا کر رونق افروز ہوئے ہیں
 میری حالت اسوقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا جاگ رہا ہوں اور حضور کی رونق افروزی
 کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضور کی زیارت تو نہیں کر سکتا مگر
 حضور کے کلام مبارک کی آواز براہر میں سنتا ہوں اب یا تو میں نے یا کسی اور حاضر نے یہاں
 نے مجھ کو یہ یاد نہیں ہے حضور سے عرض کیا کہ آجکل کانپور میں بہت شور و شہ ہو رہی ہے
 اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں اسکی کیا اصلیت ہے
 اسکے جواب میں حضور نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے

لکھا ہوا وہ صحیح ہی اور اس کے بعد حضور نے سرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہر کہ اشرف علی
 سے کہہ دینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کے لئے
 مناسب نہیں ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اس قدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا اور غالباً کسی
 دوسرے نے حاضرین میں سے نہیں سنا اس کے بعد سری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کا
 وقت تھا اور پہاڑ شبہ کا دن جب کی دوسری تاریخ تھی بقدر زیاد تھا حرف بحرف عرض
 کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کے لئے مناسب نہیں ہے الخ
 براہ شفقت و بطور رخصت ہی حکم اور عزیمت نہیں ملا وہ دلائل شرعیہ کے خود جواب ہی میں
 اس کا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا دینا احکام کا مقتضانا ظاہر ہے کہ اعلان
 ہے۔ میری اس رائے کی نقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہو چکی ہے
 روایا و ثنائیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ شفاق رسول تھانوی مولدا و
 بڑی مسکنانے رجو و صوح و صدق روایا و من خاص مناسبت رکھتے ہیں دیکھا اور
 یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہیں اس لئے بالخصوص اس میں
 تصرف خیال کا قطعاً بھی احتمال قطع ہی وہ لکھتے ہیں حضور فرما صلی اللہ علیہ وسلم رونق
 افروز ہیں دونوں یا اسے مبارک دراز کیے ہوئے اور چادر سفید پانوں سے گردن تک
 ڈالے ہوئے ہیں اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید چغہ زیب بدن ہی کترین
 نے سامنے جا کر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرے شفاعت چاہے
 ہم اس کی شفاعت نہیں کریں گے ہم اس کے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اس سے
 تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر بیچ میں تمام تر تر بیات و شرائط
 بھی ملحوظ ہوں تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخرین ہو اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہوں اور
 اس کے ختم کے ساتھ رسالہ الفاسم کے ایک مضمون کو جو کہ ہمارے ۳۹۲ ص ۳۹ کے پرچون میں
 بذیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنے کا ارادہ ہو مطالعہ
 کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا

ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہو کہ اس وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سنہ ثانیہ کا دن دسواں عشرہ ہو و الحمد للہ اولاد و اخرا و الصلوٰۃ علی رسولہ باطنا و ظاہرا و علی آلہ و صحبہ الذین کل منہم کان طیباً و ظاہراً و سادہ الغیت منقا طرا و السحاب متما طرا و کان هذا فی ۲۹ سالہ من الهجرة المبارکۃ

مِنْ خَاتِمَةِ الرُّوضِ

صَلَّى وَسَلَّم مَنْ أَوْلَاهُ كُلَّ عِلَا

آپ پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائی وہ ذات بال جس پر آپ کو ہر قسم کا علو

وَالِهِ الْغُرُ وَالْحَمْدُ لِبَجْمَعِهِمْ

اور آپ کی آل پر انوار پر اور آپ کے سب اصحاب پر

وَالْتَّابِعِينَ بِإِحْسَانٍ لَّهُمْ وَكَذَلِكَ

اور آپ پر جو کہ اخلاص کے ساتھ ان کے تابعین ہیں اور اسی طرح

وَأَذِنُ لِمَنْ يَصِلَا إِلَيْكَ دَائِمَةً

اور رحمت دائمہ کے ابرو دن کو اجازت فرما کہ وہ جناب نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ زیارت و رسدے رہیں

اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور تھی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ ۱۲ اور آغاز کے وقت

بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اس بن عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے سنا

ہو اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریفہ سے مناسبت ہو اور وفات کو دفن سے

مناسبت بھی جانتا ہو اور اسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہو اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا

ربیع الاول تھا پس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپ کے ظہور جسمانی کے ابتدا و انتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲ منہ

وَالْأَلِ وَالصَّحْبِ التَّائِبِينَ

اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر جان لوگوں پر

ثُمَّ الرِّضَى عَنْ بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرَ

پھر رضی عنہ حق ہو ابو بکر رضی سے اور عمر رضی سے

مَا رَأَيْتُ عَلَى بَابِ الْبَانِ رِيحَ صَبَا

یاد رہے رحمت، سوقت تک پرستے رہیں جب تک
نہاں ہمارے درخت ہان کو بارش فرماتی یعنی پروا ہاتھی رہے

فَاغْفِرْ لَنَا شِدْهَا وَاعْفِرْ لِمَا لَعَنَهَا

سو مغفرت فرما دیکھئے اس قصیدہ کے کئی والی اور سنو دال کی

أَهْلُ النَّفَقَةِ وَالنَّفَقَةِ وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

ہوئے ایسے بے ہن جو سب صاحبان تقویٰ اور حلم و کریم ہیں

وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْكَرَمِ

اور علیؑ سے اور عثمان رضی عنہ ذی الکریم سے

وَأَكْرَمَ الْعِيسَى حَادِي الْعِيسَى بِالنَّعَمِ

اور جب تک عیسیٰ خزان شہزاد بنفیدہ ربک وائل ہستی کو
یو ایسے ننوں کے خوش کرے یعنی ہمیشہ عطر الوردہ

سَأَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَا الْجُودِ وَالْكَرَمِ

میں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحب جود و کریم کے

لہ تقدیم نام علی رضی عنہ کی نام عثمان رضی عنہ پر بطور درت و زین شاعر کے ۱۲۵ھ

۲

۳

۴

خدا کے فضل و کرم سے نشر الطیب فی ذکر البنی الحبيب یعنی سوانح عمری

حضور سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم مصنفہ حکیم الامتہ حضرت مولانا

اشرف علی صاحب مدظلہ العالی حسب فرمائش عم مکرم حاجی محمد بشیر صاحب لک

مطبع احمدی اول بار کترین حسین مرزا کے اہتمام سے مطبع احمدی لکھنؤ میں چھپکر

ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ میں شائع کی گئی

حقوق العلم مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب قبلہ

آج کل زمانہ کی حالت جیسی دگرگون ہو گئی ہو ناگفتہ بہ ہو اور آج کل علوم دین کی طرف سے جیسی عام بے رغبتی ہو گئی ہو بالکل ظاہر ہو علوم دین کے قدر دانوں کو عوام نے جس قدر غلط الزامات اور جھوٹے اعتراضات کا تختہ مشق بنا رکھا ہو اس میں انصاف کا ناحق خون کبابا ہو لیکن یہ گرنہ بینہ بروز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ عوام کی اس ناقدری سے علوم دین میں کسی طرح کا نقص نہیں ثابت ہو سکتا۔ اہل انصاف پر یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح تابان اور درخشان ہو کہ ان تمام خرابیوں کی اصل عوام کی غلط فہمی اور حقوق علویں اور حالات علمائے دین سے محض ناواقف اور بے خبر ہونے پر مبنی ہو چونکہ علم دین بقائے اسلام کے لیے موقوف علیہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے علت تامہ اور سبب ہو اسوجہ سے اس بات کی از حد ضرورت تھی کہ عوام کی اس غلط فہمی کیلئے کوئی مناسب نسخہ تجویز کیا جائے جو ان خرابیوں کے دفعیہ کے لیے مفید ہو یعنی عوام کو علوم دین کے حقوق اور اس کے مفید نتائج سے آگاہ کرے اور علمائے دین کے صحیح حالات کا عمدہ فوٹو انکی نظروں کے سامنے پیش کر دے چنانچہ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے حامی السنۃ ماحی البدعہ حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ایک نہایت اسیر السیرہ نسخہ تجویز فرما کر حقوق العلم کے نام سے موسوم فرمایا ہو اور احقر نے عامۃ خلائق کی نفع رسانی کے خیال سے اس سیریز کو شائع کرانے کے واسطے حضرت مصنف مدوح سے اجازت کامل حاصل کر لے اپنے مطبع امدی میں طبع کرایا ہو۔ کتابت صحت اور کاغذ کی عمدگی کا بھی اہتمام کیا گیا ہو قیمت اس کو ہر بے ہمالی باوجود ان تمام خوبیوں کے محض نفع عام کے خیال سے صرف چار آنہ بہر بطحی لکھی ہو شائقین جلد طلب فرمائیں علاوہ اسکے ہر قسم کی کتابیں بذریعہ ویلور وائو ہو سکتی ہیں فہرست کتب مرکاٹک آنے سے مفت روانہ کی جاتی ہو

حاجی محمد بشیر تاجر کتب مالک مطبع احمدی لکھنؤ و کٹوریہ گنج

